

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_228918**

UNIVERSAL  
LIBRARY



افضل شاصد و صبر و الا تصامد و اوت كمو  
بحسن شرح اهل سخن فضا على لى ح لى ان

ترجمه شرح ملا قطب الدين فاضل برقصاء طاعنى شيرازى رحمه الله تعالى و هو



شرح ترجمه فضا



رنگرزه تلم سنى نگار داغ اخلاص تاج در شمار قصائد در دوزخا محمد ابو الحسن نجف آبادى

مطبع مى نيز كوكب و دوشى نو كشتوكا كا خاين كشمس و نيز طبع ا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین قطب الدین فارغ قصائد عرفی کے بعضہ ابیات مشکل کی شرح میں بھروف ہوا اس میں مجھے  
افتخار نہیں اور نہ اپنی قدرت فہمید کا اظہار ہے۔ ہر چند معاش کی طرف سے نگلی تھی مگر بعضہ اجابت قنّا  
وقتاً اسکے لیے مہر تھے یہ سمجھ کر کہ میں خوب سمجھتا اور سمجھاتا ہوں پس جو کچھ میری زبان پر آتا تھا وہ عبارتاً  
لایا اگر پھر شرح منہی صاحبوں کی پسند و نغو و مبتدویوں کے بکار آمد ہو اور اس شرح میں لغت کی بہت  
چھان بن نہیں کی اس واسطے کہ پہلے تو اس میں لغت ہی کم ہیں دوسرے یہ کہ مٹھوڑے بہت مختصر  
فرہنگوں میں موجود ہیں پھر انکا لکھنا تحصیل حاصل ہے اور کتاب کو طول ہو گا ہاں جو ضروری تھے  
فرز گزاشت نہیں ہوئے اور اسکے ختم کی تاریخ یہ ہے ابیات شرح دیوان سعد فی شیراز  
گفتہ ام نیک باد فرجامش + نام اور اطراز معنی دوان + لفظ نامش بنار و از نامش + معنی  
نامش چو عام شد بخلق + فیض یارست سال تماش + جو حضرات موشگاف اور بارہکی  
محاکمے والے ہیں اُنے میری امید ہے کہ اگر میری فکر واقعی معنی کو پہونچے تو اسکی داود دین اور اگر  
خطا ہوئی ہو تو معاف فرمائیں اور بزرگوں کے اخلاق سے امید وار ہوں کہ اس مختصر شرح کو بہت



تا درست کو مروت اور مہربانی سے دیکھیں اگر سہو یا بین تو اصلاح فرمائیں رباعی گذر خطا سے اگر  
ہو نہ طعنہ دو اسکا کہ آدمی کوئی خالی نہیں خطا سے کبھی + اس آفتاب کو دیکھو چشم عالم پر  
کو مل کے چلتا نہیں خطا ستوا سے کبھی

### قصیدہ اول حمدین

ایم مقام درود و بار بار جان انداختہ گوہر ہر سود و وجیب زبان انداختہ  
اہل توحید سے خطاب کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے درود کا اسباب دانان جان میں ظاہر کیا اور خیر اراک  
فائدہ کا شوق نقصان ہونے میں دکھلایا اور ہر ایک مصراع ہفتہ جدا گانہ ہر بیت  
نور حیرت و رشب اندیشہ و اوصاف پس ہمایون مرغ عقل آراشیاں نہایت  
معنی ہیں کہ نور حیرت نے تیری تعریف کی رات میں مصاف عقل کے لیے بہت سے مبارک جانور  
گھونسلے سے ڈلے ہیں یعنی ہنہما سے ناگفتہ کو گلے سے گرا دیا اور گھونسلے سے گرنے کی قید اس بات کی  
مقتضی ہے اور ہمایون کا لفظ مرغ کے لحاظ سے خوب واقع ہوا اور قاعدہ ہے کہ شکاری شکار گاہ میں  
برشب اُن دختوں کے پیچھے جنہیں جانوروں کے گھونسلے ہوتے ہیں اگ روشن کرتے ہیں اور وہ  
خافل و شنی دیکھ کر دن کے دھوکے میں گڑے اور گرتے ہیں اور شکاری آسانی کے ساتھ انکو  
زندہ شکار کرتے ہیں (از مترجم) حیرت میں عقل معطل ہو جاتی ہے پس اگر فاعل انداختہ کا نور حیرت  
کو مفعول پس ہمایون مرغ عقل ہو تو مناسب ہے اور باقی متعلقات آسکے ہیں اور حاصل معنی یہ ہوتا  
ہے کہ جس شب میں کہ تیرا اوصاف کا اندیشہ ہوا عقل عالیہ کے مرغان ہمایون کہ کثرت کے ساتھ  
تھے نور حیرت نے انکو مقامات سے گرا دیا ہے اور شب اندیشہ میں اضافت ظرف جانب مفعول  
اور مرغ عقل میں اضافت بیانی ہے اور اگر اضافت لامی قرار دیں تو مرغ سے مضامین عقل  
مراد ہونگے بہت

از کان ناجستہ در چشم تجہ کردہ جا معرفت گر تیرے حکمے بر نشان انداختہ  
ارباب معنی یعنی ہنوکہ معرفت نے جب تیرے خطا و قصدا و راگ آلتی کے ہفت پرچہ یا اس شہر  
حیرت کی آنکھ میں گھر کیا یعنی حیرت شکار کی خلاصہ یہ کہ اہل معرفت نے حیرت حاصل کی اور ممکن ہے  
کہ در چشم تجہ کردہ کے معنی اس طرح کہیں کہ جو شو آنکھ میں چلے کر نی ہے وہ عزیز ہو جاتی ہے پس معرفت کے  
تیرے پہلے نکلنے سے حیرت کی آنکھ میں چلے کر نی حیرت کو عزیز ہو گیا اور حیرت انکی مثلاً ہوئی ہے اور وہ

تقریرین استقدر فرق ہو کہ وہاں تیر حیرت کو اور یہاں حیرت تیر کو گیر اور قابض ہوتی ہو اور حاصل  
دونوں تقریر کا وہی ہو کہ اہل معرفت اور اک کے حصول دولت سے قاصر اور عاجز ہیں الا نظر خیر ہے  
کسی قدر بہتر ہو والد اعلم از مترجم۔ اس بیت میں ایک نسخہ تارا بتدائیم بجائے مانا فیہ کے بھی ہو  
فاعل جسٹہ تیر حکمی اور فاعل کردہ جامعہ تیر ہو اور توجیہ اس نسخہ کی یہ ہو کہ معرفت جو ہمیشہ تیر سے خطا  
نشانہ پر لگاتی تھی جب سے اسے جا ہاکہ ادراک حقیقت حق کرے اور اس خواہش میں تیر کمان سے  
بھینکا اسوقت سے کہ تیر اسکی کمان سے نکلا خود عقل چشم حیرت میں جا گرفتہ ہوئی یعنی وہ اپنی  
حکم اندازی پر ہر چیز کے ادراک کیفیت میں نازان تھی لیکن اس موقع پر حیران اور از خود رفتہ ہوئی  
کہ تیر اسکا ہرگز کارگر نہیں ہوا بیت

ای بطبع باغ کون از پیر بران حدو طرح رنگ آمیزی از فصل خزان اندختہ

اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے باغ جہان کی طبیعت میں حدوٹ کی دلیل کے  
فصل خزان سے رنگ آمیزی کا دھنگ ڈالا ہو اور یہ ظاہر ہو کہ تغیر سے ثبوت حدوٹ کا ہوتا ہو  
اور ارباب ولایت سے پوشیدہ نہیں ہو کہ خزان بھی بعضہ بھولوں سے نشان دہی ہو از مترجم  
اس بیت کا مافیہ دلیل مشہور حکم کی ہو کہ العالم متغیر کل متغیر حادث یعنی عالم تبدیل اور تغیر والا ہو  
اور جو تبدیل اور تغیر والا ہو وہ حادث ہو بیت

سرعت اندیشہ را گفتندہ در دلانچر عادت خمیازہ در جیب کمان اندختہ

زود فہم پر پوشیدہ نہیں ہو کہ خالق نے اندیشہ کی سرعت اور تیز روی تیر کے دامن میں دی یعنی  
اندیشہ کی روانی تیر کو عطا فرمائی اور خمیازہ یعنی انگڑائی کی روش کمان کی جیب میں ڈالی  
اس واسطے کہ کمان ٹھینچنے کے وقت انگڑائی لینے والے کے ساتھ مشابہ ہو جاتی ہو از مترجم  
اس بیت میں اظہار قدرت اور شان صانع حقیقی کا ہو کہ اسے تیر اور کمان دونوں میں سے جو تیر  
ہمہ گیر ہیں ایک کو ایسی روانی اور تیز روی بخشی ہو کہ جیسی فکر اور اندیشہ میں ہو اور دوسرے کو

سستی اور کالمی دی جسکی علامت ہو کہ وہ ہر وقت انگڑائیاں لیتی ہیں بیت

منع طبع اندر ہوا معصیت کشودہ بال عفو تو شاہین حمت را بران اندختہ

اس بیت کے معنی اس طرح ہیں کہ طبیعت کے جانور نے ابھی گناہ کی ہوا میں پرواز نہیں کی کہ تیری  
بخشش کی شاہین بشیر ہی جو میں اسکو لے آئی موافق اسکے کہ سبقت رحمتی علیٰ غضبی از مترجم  
اس بیت میں شاہین شہرہ بلور رحمت مشابہ صفت انکی شبیسی ہو اور ترکیب نحوی میں فعل انداختہ کا

فائل عفو اور نشان میں رحمت مفعول اور بران جانور مطلق ہو شایع علیہ الرحمۃ نہ حاصل معنی کیساں کی

۶ بیت صید دل را بہر لگا ہی صیاد ازل و در کند طرہ غیر نشان انداختہ  
موز نشان عاشق نے قرار دیا ہو کہ صدر نشین وحدت نے عاشقوں کے دل کو معشوقان مجازی  
کند لطف میں اس واسطے بچا نسا ہو کہ عاشق کا دل جو لطف معشوق کے دامن میں اوجھا ہوا ہو کسی وقت  
صیاد صانع حقیقی کا سر ازع اور نشان پائیگا از مترجم اس بیت میں نسخہ ز صیاد ازل مختار اور شاعر

۷ بیت در چنہای محبت ہر قدم چون کر بلا و از نسیم عشوہ فرش از خوان انداختہ  
محبت بالفتح مصدر میسی ہو اور بالضم غلط نشہ لبان دشت سخن پر چغنی نرسے کہ شاید وحدت نے  
محبت کے چمن میں ہر ہر قدم پر کثرت خونریزی عشاق سے لالہ از خوان کا فرش بچھا دیا ہو  
بیت کردہ از عرفان لباس غمزدامن دراز و کو تہی جیب عقل نکند و ان انداختہ

اہل معرفت پر ظاہر ہو کہ عقل کے پانوں پر استدلال کی میخ گاڑ دی ہو اور غمزدامن کو عرفان میں کامیاب  
کر دیا کہ اسکا لباس معرفت ہو از مترجم ذکر کوتہ اور دراز کا علم صنایع بدائع میں صفت تضاد ہو  
اور اس بیت میں قدرت الہی کا اظہار ہو اس طرح کہ جو در ماندہ اور بیکار بظاہر ہو اسکا لباس  
معرفت سے دامن درازی اور وسعت عطا فرمائی اور عقل نکند سخن دقت پسند جس سے ہر لمحہ  
مشکل کشائی کی امید ہو اسکی جیب میں نقد کوتاہی کا ڈال دیا کہ اسکو حق سبحانہ و تعالیٰ کی  
ذات اور صفات کی اوراک میں سالی نہیں ہو

بیت طمہ عشق ترا ز مغربان آوردہ ام + آن سہا تا سایہ بر این استخوان انداختہ  
این استخوان اشارہ جان کی طرف ہو جیسا کہ دانا یاں مغرب سخن پر چغنی نہیں ہو۔ بلکہ جب سے کہ ترے  
عشق کو میری جان کی طرف التفات ہو خلاصہ جان کا اسکا کام میں حرف کیا ہو اگرچہ مغربان ایک  
استعارہ ہے مغرب لیکن مصرع ثانی کا استخوان اسکا عذر خواہ ہو۔ از مترجم ممکن ہو کہ مغربان میں  
اضافت بیانی ہو نہ اضافت لای

بیت سایہ پرور غمت در آفتاب ستیزہ و فرش استبرق بزر سایبان انداختہ  
استبرق ایک بساط اور فرش سبز رنگ خلاصہ معنی یہ ہو کہ غم الہی کا پرورش پایتہ اگر ایسے بستر پر  
علاطک اسے تو عجب نہیں از مترجم معنی مفصل یہ ہو کہ عشق الہی میں جسے ناز و نعمت سے فرشتے  
آفتاب قیامت میں اسکا یہ مرتبہ ہو کہ فرش استبرق کا اسکی خاطر سایبان کے نیچے بچھا ہوا ہو اور وہ  
تو جو بھی ممکن ہو کہ ترے غم عشق میں اسقدر سوزش اور حرقت ہو کہ قیامت کے دن جب سوا نیزہ

آفتاب ہو اور خلق اللہ اس کی حرارت اور نازات سے بھیجیں ہوں ترے عاشق کو بمقابلہ سوز عشق کے  
 وہ پیش اور حرارت ایسی معلوم ہوگی گویا سائبان تلے فرش ویا بچھا گیا اور جب سائش ڈالیں تو  
 بیت زین خجالت جون برون آیم کہ دل در موج خون + نوحہ و سان غمت را موکشان انداختہ  
 اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ دل میں کو چوٹی بکری کہو میں ڈالنا اسکے نہایت ذلت کی بات ہو پس اگر کسی  
 نے ادبی عم الہی کے عروس کے حق میں دل تجویز کرے حق بجانب ہو کہ شرمندہ ہو اس واسطے کہ دل ہر  
 چشمہ خون کی ایک طرف ہو سیلا اور ادنی اور غم الہی ایک منظوف منفرد ادراک ہو اور شریف اور نفیس  
 از مترجم صاف توجیہ یہ ہے کہ عشق الہی میں دل کا خون ہو جان متعارف ہو اور مقام غم کا دل ہو پس  
 مصنف نے یہ الزام دل پر قائم کیا ہے کہ جب عروس غم نے دل میں گھر بنایا تو وہ کس واسطے خون ہو گیا کہ  
 یہ نوبت ذلت کی عروس غم کو ہو چکی ہو

فیض را نام کہ ہر کس پا برابست انداختہ دل بدست آوردہ و جان از میان انداختہ  
 اہل قبول بر طائر ہو کہ جو لوگ زندہ دل ہیں بزرگی مراتب سے اور ہی قبولیت رکھتے ہیں اور  
 جو لوگ جان سے زندہ ہیں انکا اور ہی درجہ ہو اس واسطے مصنف کہتا ہے کہ مجھے فیض پر نازش اور  
 افتخار کا مقام ہے کہ جو شخص تیری راہ میں رہا یعنی اُس راہ میں ہو اسکا دل قبول کیا اور جان کی  
 ندیکھا اس صورت میں اگر کاف مقدلفظ براہت ماندہ کے ساتھ ہو بہتر ہو۔ اور بعضے تسخیر میں  
 اول مصرع کے اندر بجائے لفظ است کے لفظ سست دیکھا گیا اور دوسرے مصرع میں بجائے ان کے  
 لفظ اور نظر آیا جو اس صورت میں معنی یہ ہو گئے کہ ترے فیض پر نازش مجھے ہے کہ جو شخص تیری راہ میں  
 سست یعنی پونچھے سے عاجز ہوا دہری اسکی ہو اور جان اس کے اندر ڈالی لینے قوت رسائی  
 بخشی ہو۔ لہذا سست میں بھی سستی معنی کی ظاہر ہو والد سبجانہ عالم از مترجم۔ بعض  
 نسخ میں ہر کشن شین مجھے سے پایا گیا اور اسوقت کاف مقدر کی ضرورت باقی نہیں اور ترکیب  
 مصرع اول یہ ہوگی کہ فیض را نام کہ ہر کہ پائش براہت ماندہ است (بیت)۔

طہر کر خوان عشق افلندہ ام در کام دل ریزہ آزا جسم اندر و جان انداختہ  
 ارباب عشق جانتے ہیں کہ جو سوزش آتش عشق کی دل میں ہو دوزخ کی آگ کو اسکا ایک ریزہ  
 خیال کرنا چاہیے بیت

شرع گوید منع لب کن عشق گوید نغز و نغمہ کا ہی تو ہم در راہ عشق خود بخوان انداختہ  
 یعنی شریعت خاموشی کا حکم دیتی ہے اُس خطاب سے کہ دوسرے مصرع میں ہو اس واسطے کہ

وہ ترک ادب ہو اور عشق اس خطاب کا لغوہ لگانے کا حکم دیتا ہے جو سب اسے جانتا ہو اور وہ خطاب یہ ہو کہ تو نے ہی اسے عشق کی راہ میں باگ چھوڑی ہو اور دراصل ان افاضت سے مراد راہ کا چلنا ہے یعنی اپنے ہی اس حدیث قدسی کے موافق کنت کثر انخفا فاجبت ان اعرف فخالقت الخلق لا عرف اپنے عشق کا ظہور کیا اور عشق حضرت سبحانہ تعالیٰ کے نسبت مستحق محرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خوب ظاہر ہو۔ اور احتمال ہو کہ اس طرح معنی کہین کہ شریعت کا حکم حاشیہ کے لیے محتاج دلیل نہیں ہو کیا صورت میں اور کیا معنی میں اور عشق کا حکم لغوہ مارنے کے لیے نظر بصورت نہ معنی فی الجملہ دلیل کو چاہتا ہو اور اس دلیل کو دوسرے مصرع میں لایا اور اس صورت میں کاف علت کا ہو گا اور اسکو شاعر بطنہ نقل اور حکایت کے کہتا ہے۔ ہر چند توجہ کو کجا تو الا اس بہت کے معنی کا تب کے اعتقاد میں توحید کے مقام سے استقدر جاتے رہے ہیں کہ نہ شریعت میں ٹھہرتے ہیں اور نہ طریقت میں راست آتے ہیں (از مترجم)۔ دونوں معنی شراح علیہ الرحمۃ کے کلمہ کے مقام میں درست ہیں اور اگر توحید کا انہیں ثبوت نہیں تو اسکا مضائقہ نہیں جس طرح کہ ابیات آئندہ میں بت

دولت وصلت کہ در یاد کہ بان محرمی جو ہر اول علم بر آستان اخافتہ  
واقفان حقیقت پر پوشیدہ نہیں ہو کہ جو ہر اول افراد انسانی کے اعتبار سے آدم علیہ السلام ہیں اور جو اہر مجرہ کے لحاظ سے عقل اول تلخہ جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو مبداء دوسرے اعتقود اور اخلاک کی مذہب فلاسفہ یونان کے موافق ہوتی خلاصہ معنی یہ ہو کہ جو ہر اول نے باوجود اس محرمی کے کہ اسے حاصل ہو آستانہ پر علم والا تلخہ عاجز ہو گیا اور راستہ نیا یا یہ اس تقدیر پر ہو کہ آستان حرم قدس مراد ہیں اور اگر آستانہ منزل جو ہر اول مقصود کہیں اخلاق اور مباخرہ باقراط ہو گا کہ جو ہر اول اپنی حد سے نہیں بڑھ سکتا اور راہ وصال سے کچھ بھی طوئیں کیا (از مترجم)۔ پورے معنی بہت کے شراح کے موافق یہ ہیں کہ الہی تیرے وصل کی دولت کوئی نہیں حاصل کر سکتا ہو اس واسطے کہ جو ہر اول جو بڑا محرم کار ہو در دولت پر عاجز اور در اندہ رہ گیا بہت۔

✓ حیرت حسن ترانازم کہ در بزم وصال جام آب زندگی از دست جان انداختہ  
یعنی حسن ذات کے حیرت سے آب حیات کا گلاس جان کے ہاتھ سے گر رہا یعنی جان کہ آسپر فنا کسی طرح روا نہیں ہو حیرت کے سبب مر گئی۔ (از مترجم)۔ توضیح معنی یہ ہو

کہ اُسی تیرے حسن کی حیرت اس درجہ ہو اور اُسکا کیا کتنا ہو کہ وصل کی مجلس میں جان کو اپنی  
زندگی کی بھی شدہ بد نہ رہی جسکی حفاظت ہر شخص ہر حال میں کرتا ہو بیت  
وصف صنعت کو لب ہر ذرہ میر ذہن نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

خلاصہ معنی اس بیت کا یہ ہے کہ جب ہر موجود بنفسہ ذات بخت اُسی کے لیے صفت ہو نہیں سکتا کہ  
موقع ہر گویائی کے موتیوں کو گٹھیا کر چپ ہو رہے ہیں دراز مترجم ہر سے نزدیک نطق کو سوا  
ہر ذرہ سے کرنا درست نہیں اس واسطے کہ وہ کلام اور سخن زبانی کے لیے آتا ہو اور یہ توضیح  
کیجائے کہ بد احان اہل سخن کی گویائی میں اس سبب سے گرہ پڑ گئی اور کچھ تعریف اور توصیف  
تیری نہ کہہ سکے کہ تمام ذرات کو فی جو دلیل تیری صنعت کے خود میں صفت تیری زبان حال سے  
کہہ رہے ہیں اور اس حالت میں شعرا کی زبان قائل کو طاقت نہیں کہ اُن سے بڑھ کر تیرے

وصف کو ادا کریں بیت

س من کہ باشم عقل کل را نوک انداز ادب مرخ اوصاف ترا از ادب بیان انداختہ

اس بیت کے معنی یہ خیال میں آتے ہیں کہ کاف بمعنی کلام ہو اور مرخ اوصاف کو اس  
ترکیب میں عقل کل سے نسبت دینی چاہیے اور عقل کل حسب قرار وادھما ایک عقل ہو دین  
عقول سے کہ خداے عقل آفرین نے ظہور الوہیت کے موقع پر اول اسے پیدا کیا اور  
اُسے عقل ثانی کو اور اُس سے نفوس اور اجسام اور صور اجرام پیدا ہوئے اور افلاک  
و اجرام سے عناصر اور اقترار عناصر سے ہوالید ثلثہ کے جمادات نباتات اور حیوانات ہیں اور  
عقل کل سے جبریل علیہ السلام بھی مراد ہیں اور خلاصہ معنی یہ ہے کہ عقل کل نے جو  
کمال قرب کے اگر تیرے وصف کے پرند کو بیان کی بلندی پر اور ایا اور چڑھایا تیرے ادب کے  
تیرا انداز نے اُس کو بیان کے اوج سے نیچے گر دیا اس واسطے کہ اُسکا وصف تیرے ذات کی  
نسبت قدر اور قیمت نہیں رکھتا اور میں کون ہوتا ہوں کہ تیری مداحی میں فکر کروں۔  
انداخت فعل اور نوک انداز ادب کہ اضافت بیانی کے ساتھ وہی ادب ہو یا عقل اُسکا  
اور مرخ اوصاف کہ اُسے اضافت بیانی کے ساتھ اوصاف مراد ہیں مغول اُسکا ہو اور عقل کل  
وصاف والہ اعلم بالصواب دراز مترجم۔ کلمہ را علامت اضافت ہو اور عقل کل صاف لہ  
اور صاف اُسکا بیان ہو یعنی نوک انداز ادب مرخ اوصاف ترا از ادب بیان عقل کل  
درخت سید کو نین و رسول ثقلین ظلم عرض کر وہ بیت

۱۱۱ اقبال کرم میگزدار باب ہمسرا بہت مخدوش تر آری و قسم را

ارباب معنی آگاہ ہوں کہ یہ قصیدہ جناب سید کوٹھن اور رسول ثقلین صلعم کی نعت میں عرض کیا کہ اور عرض مصنف کی اس بیت سے یہ ہے کہ اہل بہت کسی کا کرم قبول نہیں کرتے کیونکہ کرم کا قبول کرنا انکو آزار دیتا ہے اور خلش پہونچاتا ہے اس واسطے کہ اصل میں بہت ایک جو ہر جو کرم قبول بر راضی نہیں جوئے دیتا اور کسی قدر لفظ میگزدار کا اس بیت میں گزندگی کرتا ہے اور معنی اقبال ضمان کسی کا قبول کرنا اور آنا اور ایک چیز کا کسی کے سامنے رکھنا اور سعادتمند ہونا اور منہ کسی کا کسی چیز کی طرف پھیرنا ہے اور بعض نسخوں میں بجائے نشتر آری دفعہ کے نشتر لایم لکھا ہے جو نسخہ سابق سے بہتر ہے کسو اسطے کہ اسے دے کتے میں نہ آئے دفعہ میں لا دفعہ بہتر ہے۔ اہل بہت دو قسم میں کرم اور قانع کرم کہ اسکا کام عطا ہے لاکہ نشتر نہیں کھاتا اور قانع کہ اسکی بہت کا کام قبول نکرنا ہے نشتر دفعہ کا نہیں کھاتا اور دوسرا مصرع کلیہ واقع ہوا بہت

۱۱۲ فقرم لبیاست کشد از مسند بہت در چشم وجود از ندیم جامی عدم  
ارباب فنا جانتے ہیں کہ اگر ارباب فقر میں جہان فانی ہونا متاع کفایت ہو وجود پر نفی اختیار کروں اور پستی موہوم پر لات نہ راون فقر مسند بہت سے مجھے آتا رہیگا اور اعزاز میرا باقی نہ رہیگا بہت  
۱۱۳ اہر خند کہ در کشمش جاہ و صاحب گنہام نمودند ہمہ دودہ ہم را  
از نقش و نگار در دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید عجم را

ان دو بیت کو تظہر بند سمجھنا چاہیے عرض مصنف کی یہ ہے کہ ہماری بزرگوں نے ملک عجم میں جاہ اور منصب کی طلب کرنا خاندان کا اعتبار اور اعزاز کو وبال لکین اس عمارت عالی کے ٹوٹے پھوٹے در و دیوار سے جو اٹکے تھے اب ملک نشان ظاہر ہیں اور ایک نازک تر معنی اس سے اور بھی خاطر میں گذرتے ہیں کہ اپنے فقر پر نظر کر لیتا ہے کہ جس طرح اور دن نے جاہ و منصب پائی کی چاہت میں غرت خاندانی برباد کی ظاہر ہے مگر نقش سے در و دیوار شکستہ کے کہنا یہ اپنی ذات سے جو سرداران ملک عجم کہ بادشاہ ملک معنی تھے انکے آثار اور نشانات ظاہر ہیں۔ صنادید جمع صندید کہ زبان عرب میں بوسے اور بزرگ سردار کو کہتے ہیں بہت

تا گوہر آدم نسیم باز نہ استد ز باغ خود از شرم اصحاب کرم را  
اس بیت فخریہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر انے باپ اور دادا کے شمار کروں جو پشت بہ پشت اصحاب کرم ہو گذرے ہیں تو سلسلہ اسکا آدم علیہ السلام ملک پہونچتا ہے اور دوسرا

کہیں شکست نہواور بعض نسخوں میں بجائے لفظ تاکہ لفظ درو لکھا گیا ہو اس صورت میں ظاہر یہ مراد ہو سکتی ہو کہ اجداد کریم کی شمار آدم علیہ السلام کی نسل میں ختم نہو بلکہ اس سے بھی اوپر گزر جائے یعنی دوسرے آدموں تک پہنچے اور مصداق اس معنی کا قول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہو کہ فرمایا اس آدم سے پہلے آدم ہوئے ہیں الا نسخہ اول بہتر ہو بیت

۹ اما بنود وصف اضافی ہند ذات این فتوے بہت بودار باب ہم را  
یعنی معنی بہت کا یہ فتوے ہو اہل بہت کے لیے کہ اضافی وصف سے خوش نہونا چاہیے اس واسطے کہ وصف اضافی وہ ہو کہ دوسرے کی نسبت ذات سے موصوف ہو اور ذاتیات سے ذوق ہو  
اقبال سکندر بجا گیری نظم برداشت بیکدست قلم و علم را  
شاہان اقلیم معنی پر ظاہر ہو کہ اس بیت میں مصنف اپنے کمال کا اظہار شاعری کی راہ سے کرتا ہو اور کہتا ہو کہ دولت سکندری نے اپنے نیزہ اور میرے قلم کو جا لگیری کے حق میں ایک ہاتھ سے اٹھا لیا یعنی برابر رکھا ہو اور اس بیت میں بحث ہو اس واسطے کہ قلم عرفی کا علم سکندر کے ساتھ جا لگیری میں ایک ہو گیا بیت

۱۰ روزیکہ شمر دند عدلیش ز محالات تاریخ تولد نبو شتند عدم را  
اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ تولد کی نسبت عدم کی طرف نہ کرنے میں وجود عدم کا تحقق مقصود ہو گا اس واسطے کہ جب تک ہمسرا اور عدیل جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم محالات کے شمار نہیں کیا عدم غیر ظاہر تھا آپ کے عدیل شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ عدم موجود ہو اور اگر نسبت تولد کی عدیل کی طرف کریں تو یہ معنی کہ امتناع وجود عالم ایجاد و تکوین میں بعالم محالات پیدا ہوا اور عدم اس کے تولد کی تاریخ ہو بیت

۱۱ آرایش ایوان نبوت کہ ز عظیم خاک در او تاج شرف داد قسم را  
مراد آرایش ایوان نبوت سے شہنشاہ عرب و عجم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت گذشتہ میں مذکور اور اپنی غوث سے دروازہ کی خاک نے قسم کو بزرگی کا تاج دیا ہو یعنی قسم کو اعتبار اور افتخار اس سبب سے ہو کہ خاک دروازہ قسم بہ ہو بیت

۱۲ آنجا کہ سبکو ویش آید تبکلم ز اسپب گرا می بخرد گوش اصم را  
سبکو ویش کے معنی ہن بات کو لطافت سے کہنا اور لطیف سخن کے معنی میں کبھی آنا ہو کہ



کر بجائی کے مقابل ہو یعنی جوقت وہ شیریں بیان کہ انا نصبح العرب والعجم اسکی شان میں جو زبان معجز بیان سے خوش کلامی کرے ہرے سے ہرے پن کو دور کرے بیت

۲۲ انعام تو بر دوختہ چشم و دہن آرز احسان تو لبثگافتہ ہر قطرہ ہمرا

یعنی اُس حد تک بخشش کی ہو کہ حرص کے ذائقہ کو کوئی تمنا رہی نہ اسکی آنکھ کسی چیز پر جاتی ہو اور احسان اُس درجہ تک کیا ہو کہ دریا کے ہر قطرہ کو شگافتہ کر دیا یعنی دریا کہ بخشش میں ضرب المثل اور مشہور ہو تیرا احسان دریا اور صحرا سب کو پہونچا ہو اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ تیرے احسان نے اپنی بخشش سے کہ دریا کو دی دریا کے ہر قطرہ کو بھی فائدہ پہونچایا ہو اور از مترجم معنی اول مصرع دوم کے الفاظ سے پیدا نہیں ہوتے اور دوسرے معنی مصرع دوم کے جیسے ہیں ظاہر ہیں میرے نزدیک دوسرے مصرع کی یہ توجیہ ہو سکتی ہو کہ تیرا احسان از بسکہ بخشش کو ہر بین حریص ہو تو اُس نے دریا جہین موتی پیدا ہوتے ہیں اسکے ایک ایک قطرہ کو جو مشابہ گوہر ہو شگافتہ کیا کہ جہین موتی سے او بخشش کے کلام لایا بیت

۲۳ زان گر یہ دہر روشنی دل کہ یا مینو روشنگری آئینہ انصاف تو ہمرا

صاحب حالان کہ یہ پر مخفے نہ ہے کہ اس بیت میں از روئے ترکیب لفظ بیا مینو فعل متعدی ہو اور انصاف فاعل اور روشنگری آئینہ حیثیت فعل اور ہم مفعول خلاصہ معنی یہ کہ تقاضا نہ ہو کہ اُس سے آئینہ کو رنگ لگایا ہو اور انصاف نے اسکو برخلاف خاصیت روشنگری آئینہ تعلیم کی اسواسطے گریہ کہ ہم سے آئینہ دل روشنی بخشا ہو اور از مترجم روشنگری آئینہ مفعول ثانی فعل ماضی کا ہو اور مفعول اول ہم ہے۔ بیت

۲۴ در کو تو تبدیل کن در ملک چشم اجزائے وجود خود و اجزائے قدم را

یعنی تیری گلی میں کہ جبرئیل کے آنکھ کی پتلی کی سجدہ گاہ ہو دیدہ درون کے آنکھ کی پتلی ہے وجود کے اجزا کو قدم کے اجزائے بدل لیتی ہو یعنی ادب سے سرتاپا قدم ہو جاتی ہو ابیاتی

۲۵ از لب شرف کو ہر روشنی تقدیر آن روز کہ بگذشتی اقلیم قدم را

۲۶ تا حکم نزول تو درین دار نوسید صدرہ بعیت باز ترا شاید قلم را

اہل معنی پر ظاہر ہو کہ یہ دو بیت قطعہ مہذبہ میں معنی اُنکے یہ ہیں کہ جب خالق عالم جانتا تھا کہ آپ کے قدم مہینت سے جہان حدوث کو شرف بخشے تو منشی تقدیر آپ کی جدائی کے غم سے جو اس مقام سے جدا ہوتے تھے حکم نزول لکھنے کے وقت سو مرتبہ قلم کو تراشتا تھا یعنی قصد

دیر کرنا تھا اور بید نہیں کہ معنی اس طرح کہے جائیں کہ دستور ہے جب منشی کو مطالبہ پیش آتا ہے  
 ٹھکرا کر نازل کی شدت سے قلم کو دوات تک لیجنا ہے اور پھر تراشتا ہے اور صریح ہے کہ نزول حکما  
 رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم آسان نہیں تھا اور بعض نسخوں میں بجائے نوید کے  
 تیسرے مصرع میں اس قطعہ کی لفظ نوشتہ است کا دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر معنی اس طرح  
 کیجئے کہ منشی تقدیر کی غرض تحریر حکم نزول ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان میں  
 اور جب اسے لکھ چکا تو اوروں کے حکم نزول لکھنے کے لیے ہر وقت قلم تراشا تو عیاں نہ تراشا  
 اس واسطے کہ غرض اوروں سے نہ تھی اس تقریر میں لفظ تا ابتداء مدت کی غرض کے لیے  
 ہوگا اور پہلے تقریر معنی شرط کو مضمون ہوگی بہت

۱۔ اگر جوہر اول بحسب ہم تو دراید تن درندہر قاست تعظیم تو خمر  
 مقام شناسوں پر ظاہر ہے کہ تن خمر دادن گناہ تو اضع کی طرف متوجہ ہونے کے لیے مقصود ہے  
 کہ آپ کے ایوان دولت میں جبرئیل علیہ السلام آویں قیامت مبارک اسکی تعظیم کی طرف متوجہ  
 آئیں کہ امکان چشم حادثہ است در سایہ انصاف توینواست حشم  
 ترکیب چشم حادثہ میں اضافت بیانی ہے اور حادثہ سے وجود ممکنات مراد ہے یعنی جس روز  
 کہ موجودات پیدا ہوئی حفاظت کی نظر سے آپ کے سایہ انصاف میں آنا چاہا بہت  
 تا کون تراصل مہات بخواند نشید قضا ترجمہ لفظ اہم را  
 لفظ تا شرط کے لیے اور نشید قضا اسکی جزا ہے اور مہات بمعنی مقاصد اور ترجمہ لانا  
 ایک عبارت کے مفہوم کا ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان شدہ شکل  
 آسان ہوا اور معنی اسم مقصود تر حاصل یہ کہ جب تک آپ کے وجود کو تقدیر نے اصل  
 مقاصد نہ لکھا قضا نے لفظ اسم کے معنی نہیں سنے بہت

۲۔ تا جمع امکان وجوب نوشتہ مورد متعین ثلث اطلاق اعم را  
 ترکیب میں لفظ تا شرط کے لیے ہے اور مورد کا تعین کلمہ اعم کے اطلاق کے لیے  
 کہ گناہ ذات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جزا اسکی ہے۔ اور وجوب متعین قرار پانے پر  
 ممکن واجب متعین ممکن وہ ہے کہ وجود اور عدم کے دو طرف سے کوئی ایک طرف  
 ضروری ہو اور متعین وہ ہے کہ طرف عدم اسکی ضروری ہو اور مترجم واجب ہے کہ طرف عدم  
 اسکی ضروری ہو اور ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار آیہ کہ میرہ لولاک لما خلقت فلان

مجمع امکان کسنا ظاہر ہو اور برہان لولاک لہذا آخرت الربوبیت سے مجمع وجوب کسنا ظاہر ہو  
پس خلاصہ معنی یہ ہو کہ جب سے آپ کو مجمع امکان اور وجوب کا لکھا تو فقط اعم کے بولنے کیلئے  
مورد متیقن ہوا یعنی ذات مجمع الحسنات کی شامل دونوں قسم کے وجوب ممکن اور واجب کو ہوئی اور  
مترجم سترتبہ وحدت جو مرتبہ احدیت اور واحدیت کے درمیان ہو اور برزخ کبریٰ اور حقیقت کبریٰ  
اسکا نام ہو اسی کے اعتبار سے مصنف نے آپ کی ذات مبارک کے مجمع امکان وجوب کا

کہا ہو بیت

۳۱ تقدیر بیک ناقہ نشاندہ محل سلمای حدوث تو دلیمای قدم  
معنی یہ کہ مقدر حدوث و قدم نے آپ کے حدوث کی سلمای اور قدم کی سلمای کے وسط  
محل کو ایک ناقہ پر رکھا ہو یعنی آپ کے تئیں اپنے ساتھ توجہ قبول کیا ہو ہر چند دو محل کا ایک  
ناقہ پر ہونا خلاف تہنیت ہے لیکن دو حال کا ایک محل میں ملاقات ہونا غالی از سمیت نہیں  
اور یہ سب تکلف بلحاظ ارادہ معنی ہو ورنہ اگر تسلی ہر دو طرف مراد ضمنون سے بیہ صاف  
تر ہے۔ (از مترجم محل سے سواری مراد ہوتی ہو جیسا کہ محل سے حال مجازاً مقصود ہوتا ہو)

اور معنی میں اشکال نہیں ہو بیت

۳۲ گیرم کہ خرد حصر کند یا نقش آن حوصلہ آخر ز کجا نطق و قہقہ  
یعنی بالفرض والتقدیر اسکی باریہ نعت کو اگرچہ عقل حصر کرے مگر گویائی اور رقم کی طاقت  
نہیں کہ اس کے اظہار کی بداشت کر سکے بیت

۳۳ شابا بطایت کہ ازان کام کہ دانی نو میدہل عرفی تحسروم و ذمرا

بطایت میں باسے قسمیہ ہو اور ذم خوار اور نہ نصیب حاصل یہ کہ ای بادشاہ سے  
عطا کی قسم کہ اس مقصود سے عرفی سے نصیب کو نامید کہ خوشناعت روز قیامت ہو بیت

۳۴ از باغ نعیمش بدہ انعام و میامیز با مطلب او مطلب اصحاب شکرا

یعنی عشق کی نعیم مقیم سے مجھے انعام دے اور میرے مطلب کے ساتھ اصحاب شکرا کو امین  
نزدی جو لذات بہشت پر اکھین لگائے ہوئے ہیں اور اگر باغ نعیم سے بہشت مراد ہو تو طبع  
اول میں تھوڑے صیغہ ہی کا بجائے صیغہ امر کے پڑھنا چاہیے کہ یہ نسخہ بھی دیکھا گیا ہو کسی قوم

اول سے بہتر ہو بیت

۳۵ آسایش ہمسایگی حق ز تو خواہ او دمنج بہت نگنڈ باغ ارم را

موسے کی طلب پر نظر کر مصنف کہتا ہے کہ عرفی تیرے وسیلہ سے رحمت الہی کا طالب ہے اور بہشت  
 و دوزخ کہتا ہے یعنی بہشت ارم کو اپنے حق میں دوزخ جانتا ہے اور مصرع ثانی کی ادا سے خیال  
 ہو سکتا ہے کہ عرفی باغ ارم کو کہ بہشت کا عذاب کاہ ہو دوزخ بھی خیال نہیں کرتا اس واسطے  
 کہ برابر دوزخ کے بھی نہیں دیکھتا جو بدترین ہے (از مترجم) یعنی نسخون میں مصرع ثانی  
 اس طرح اور وہی شائع ہو سہم اور ہمہ دوزخ نکند باغ ارم را اور اس میں بجائے نکند لفظ نکند کا  
 نظر آیا ہے اور معنی اسے یہ ہیں کہ عرفی جو بوجہ کثرت معاصی سوزان ہے باغ بہشت کو اپنے دخول سے ہمہ دوزخ  
 بنانا نہیں چاہتا یا انکہ نسخہ دوم کے موافق عرفی ہمہ دوزخ ہے باغ بہشت کو لیکر کیا کہ بہشت

۱۱ ہر چند طبیعی بود این مس تو لغز تا جلوه دید فیض نو اکسیر کرم را  
 یعنی ہر چند وجود میر اس طبیعی یعنی اصلی اور ذاتی تابا ہے تو اپنے فیض کو حکم دے کہ اکسیر  
 کرم کام میں لائے اور میرا تابا نکند ہو جائے یعنی کمال کو پہنچے اور کمالان اہل سخن پر  
 پوشیدہ نہ رہے کہ اکسیر بنانے والے اصلی تانے کو سونا بناتے ہیں نہ کہ قلب اور غیر اصلی کو  
 پس کلمہ ہر چند کا جو تانبے کے خراب ہونے کا مقتضی ہے اپنی اقتضا سے دور معلوم ہوتا ہے  
 مگر یہ کہ مقتضی انحصار ہو اور طبعی قید احترازی مقصورہ نہ کیجائے و اللہ اعلم قطعہ

۱۲ من ہم لبسوا لے لبخات کشایم ای آبیات از لب تو خضر نعیم را  
 ہر گاہ کہ در مع تو لغز تو بختای کز مع مذائم من حیران شدہ ذم را  
 اس قطعہ کے معنی جو مع کی عدم تکمیل کے عذر میں ہے خیال میں آتے ہیں کہ ای جو آدم بھی  
 شرم کے ساتھ ایک سوال کرتا ہوں جسکا بیان دوسری بیت میں ہے اور مصرع ثانی کہ  
 جملہ معرضہ ہو اسکے معنی یہ ہیں کہ نعم جو عربی زبان میں مراد ف لفظ آئے کا ہے اسکا یہ حیات  
 ترے لب سے ہے اور استعارہ نعم کا خضر کے ساتھ آب حیات کے لفظ کے نظر سے ہوا ہے  
 ہر گاہ کہ کلمہ دوسری بیت کے شروع میں شط کے واسطے ہے اور بختائے اسکی جزا ہے  
 اور اسکے مصرع ثانی کے شروع میں کان دلیل کے لیے معلوم ہوتا ہے بہت

۱۳ تحصیل ثواب غرق نسبت لغت زنیگونہ نخل ساختن عجم را  
 اس بیت کو بھی قطعہ بالا سے منسوب کرنا چاہیے اس واسطے کہ کلمہ زنیگونہ کا اس بیت میں  
 ترکیب کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ ہے موشہیج کے اور اشارہ الیکشہ ہے ہر ہفتین  
 کہ ذات عرفی سے مراد ہو اس صفت کے ساتھ کہ اوپر کی بیت میں اپنے تئیں

موصوف کیا اس صورت میں خاقانی کی شرمندگی اور لغت میں اس کا قاصر ہونا غرض مصنف کی اور ممکن ہو کہ لفظ زینگونہ سے مقصود خجالت خاقانی کی تفہیم ہو اور زینگونہ نخل ساختہ کے معنی ہونگے بہت خرمندہ کیا۔ اور لفظ ہم کا قطعہ مذکورہ کے پہلی کیت میں ہو جو خجالت عربی کا جائز ہے دوسرے شخص کی نسبت ہو وہ بھی اسی معنی کی تائید ہو اور اس صورت میں اس بیت کو معنی تعلق قطعہ مذکور سے ہنو کا الامداد قطعہ کا مویہ کہیں۔ اور زینگونہ اور از ان گونہ اور ازین کا لفظ صفت کے مبالغہ کے لیے ہو خواہ یہ صفت مذموم ہو خواہ محمود اور حسان نام ایک شاعر کا ہو شعراے عرب سے جو حضرت سید الکونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مداح تھا اور چونکہ خاقانی نے بھی اکثر قصیدے نعت میں لکھے اس واسطے حسان عجم کے ساتھ مشہور ہو بہت

۷۷ معجوزہ اخلاص کنم گر یہ نادر علم از بنگدہ چون آدم آہو کے حرم  
یعنی تیری معجوزہ جو حرم معنی کاہن ہو علم کے تجا نہ سے لانا یعنی علم کی قوت سے کتنا بے یابی کی علامت  
قصیدہ ولعت سید المرسلین عرض کردہ  
او مہر تو جان آفرینش نعت تو زبان آفرینش

یہ قصیدہ نعت میں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کا یہ ہے یعنی تیری  
تیری محبت تو اپنی جان سمجھی اور تیری نعت اپنی زبان سے ادا کی یعنی جو کچھ کہتی ہو  
تیرے ہی نعت میں کہتی ہو بہت

جودت بنمخش عالم کون علت ہمہ دان آفرینش  
یعنی تیری جود دنیا کی ہر بخشش ہو یعنی کوئی ذرہ مکونات بخشش سے ایسا نہیں ہو کہ  
جسکو تجھے سعی کی بخشش نے مایا ہو اور کوئی دنیا کی موجودات سے نہیں ہو جسکی  
حقیقت اور بہت تجربہ ایسے عالم پران کے علم سے باہر ہی ہو  
معراج تو در ہواے لاہوت حد طیران آفرینش

یعنی معراج تیرا خارج از عالم لاہوت جہاں کہ تو پہنچا ہو پرواز آفرینش کی حدود ماہنہ  
ہو بچتی اس حد کو غایت تحت مینا کے قبیل سے کتنا جاسیہ بہت  
۷۸ در صحن شہر دن عطیات افلاخ بنان آفرینش

یعنی تیری بے انتہا بخشش کے شمار میں آفرینش کی آنگھٹیاں مفلوج اور دراندہ  
بجس و حرکت ہیں اور یہاں مصدر یعنی اسم مفعول استعمال ہوا۔ فالج ایک

بیماری کا نام ہو کہ اس کے سبب اعضاء مر جاتے ہیں جان بالفتح انگلی اور باضم غلط ہویت  
تائیر لال غیبت تو وجہ خفقان آفرینش  
خفقان یعنی طیش اور تڑب دل کی اور جنبش شراب اور بکلی کی اور بیماری گلو کہ انی المودید  
والغیبتہ ناپید شدن کذا فی المصالح یعنی تیری غیبت کا ایسا حال ہو کہ احوال آفرینش بڑھائی ہو تو اس کو خفقان ہی کہتے ہیں

قصیدہ درخت حامی حماہ و شفیع عصاة حضرت امیر المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم بیت

ایو ما برزشتی اعمال نو میدی گوہ دورم از حسن عمل چون رو سپیدی گناہ  
یہ قصیدہ نعت میں رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرض کیا جو پرہیز کاروں کے  
حامی اور گنہگاروں کے بکشانے والے ہیں اور لفظ او کا اس بیت میں اظہار کے لئے  
تر خطاب کے واسطے لینے میرے اعمال پر کہ مقتضا اس کا نامی ہو مقصود سے محروم ہوتا  
گواہ ہو اور نیک کام سے میں ایسا دور ہوں جیسے کہ گناہ سے رو سپیدی دور ہو  
اس واسطے کہ رو سپید ہونا اور گناہ کا کرنا دونوں باہم تضاد ہیں کہ باہم جمع نہیں ہوتے  
کیونکہ تضاد ان لاجتماع پس میں بھی حسن عمل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ہویت  
صورت امید می بینی چو آب موج زن بسکہ میگردن شرم رعشہ در نور نگاہ  
رعشہ ایک مرض ہو کہ مرض جس عضو میں ہو اُسے سکون سے باز رکھتا ہو۔ اور بیان  
معنی بیت کا یہ ہو کہ امید کی صورت لرزان دیکھتا ہوں جیسے پانی کہ وہ لہراتا ہو کثرت  
گناہ کے سبب سے رعشہ نور نگاہ میں آگیا ہو اور نور نگاہ کہ قوت حاسہ ہو جب متحرک  
اس کا محسوس بھی متحرک ہو گا اور حرکت امید مطبوع پسندیدہ ہویت

گر بصورت کاہ را گویم کہ ہم رنگی کہ با چون مردم چشم بتان گرد سیاہ  
اس بیت میں مصنف مبالتہ اپنی رو سیاہی کا گناہ کے باعث کرنا ہی لینے اگر کسی  
گھاس کو اپنا ہم رنگ قرار دے تو نسبت ہم رنگی سے سو کھی گھاس کو اُس درجہ  
سیاہ کرے کہ کہ با جو سیخ اور زرد ہو اور میل طبعی سے گھاس کو اپنی طرف جذب  
کرنا ہو اُس بات کے کہنے سے اس قدر سیاہ ہو جائے کہ جیسے معشوقوں کی آنکھ کی  
پتلی سیاہ ہوتی ہویت

در بعضیایں زخمی ویزم از بی فوئیست و این لعین چون حریفش ہواست ضعیف

لینے اگر گناہ میں نہیں کرتا ہوں وہ کمزوری کی وجہ سے ہو کہ بہت گناہ کرتے کرتے ٹھک گیا۔ بلکہ  
اور اس گناہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی اور یہ ہو ہوا ایسا ہو کہ ایک شہوت کا حرمی ہو اور  
ضعف باور رکھے اس واسطے کہ شہوت کا حرمی قوت بلکہ کمی سے کامیاب نہیں ہوتا اسی طرح  
بی طاقتی سے میرا حال ہو کہ گناہ کا مرتکب میں نہیں ہوتا۔ حرف واد کلمہ ضعف پر بمعنی مع کے ہو

اور تمام کلام شبہی بہت

حالتے یا ہم کہ از کفر میں کا فر شوئند اگر ترا دو از زبانم لیس فی دلتی سوا

اہل فطانت پر ظاہر ہو کہ لیس فی دلتی سوا یعنی نہیں میرے جیتے میں سوا اللہ کے کنا اہل  
توحید کے نزدیک عین ایمان ہو اور شریعت کے نزدیک محض کفر ہو اور حسن بیت میں  
ارباب شرع کے موافق سخن آرائی کی ہو ورنہ نظر باعتبار جاشنی یا فحکان ذوق توحید کے قول  
مذکورہ بالا صحیح اور درست ہو۔ اور ممکن ہو کہ بیان مراد کفر سے کفر مصطلح صومیہ ہو اور وہ  
عین ایمان ہو لیکن شرح ملا فیض بھی اس بیت میں مصرع دوم شرط ہو اور کلام حالتی  
یا ہم کہ پہلے مصرع میں ہو اسکی جزا ہو کہ مقدم واقع ہوئی اور حرف یا لفظ حالتی میں وصفیہ  
اور حرف کا اس وصف کا بیان اور کلمہ ترا دو فعل لازم اور جملہ لیس فی دلتی سوا تمام  
فاعل اسکا ہو اور معنی اس جملہ کے جو فاعل واقع ہوا یہ ہو کہ نہیں ہو میرے دل میں سوا  
خدا کے۔ خلاصہ معنی یہ ہو کہ اگر دعویٰ اثبات حق اور نفی ماسوی الحق کر دینا اسی حالت  
کرنے کا فر کہنے سے خود کہنے والے کا فر ہو جائیں گے واسطے کہ جس صورت میں انے نفی سے میں  
بالکل وہ ہو جائے کہ گنہ کی نسبت میری طرف کوئی شخص کرے تو درحقیقت حق کی طرف  
کی ہوگی اعدا بذاتہ میں شریک (از مترجم میرے نزدیک قرینہ مقام سے یا ہم فعل یا فاعل ہو  
اور حالت مفعول اور یا ہم مفعول مصدق اسکی یا ہے توصیفی یا یا ہے موصوایہ ہو جسکی صفت یا  
صدا جملہ تشریحیہ آئندہ مصدر کاف بایہ ہو اور اس میں مصرع ثانی شرط اور از کفر میں کا فر شوئند اسکی جزا ہو  
در شبہ معراج کان کینا دی شبہ و نظیر جامہ صورت زد و سن افگندہ در آرا نگاہ

زبان کسی محرم خود اندر حریم ایزدی تابود و دم غلط میں در لمان از اشتباہ  
اس فطامہ میں اظہار وحدت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذات بحت کے ساتھ ہو کہ نہ حلی  
رات کو اس کینا و بنیظیر نے کہ عبارت ذات والا صفات حضرت سے ہی جامہ صورت کا کہ  
وجود حادث سے کنا یہ ہی اگر آنگاہ میں چھوڑ دیا اس سبب سے کہ کوئی نفوس اور عیون غف

حرم الہی میں محرم اور واقف کار نہ تھا تا کہ وہ ہم جو غلط بینی کی صفت سے موصوف ہو شہر کے  
محفوظ رہے اور لفظ زان کا بیت دوم کے شروع میں سبب ہو اور مصرع دوم میں جواب  
لیے اور اسکو دلیل بھی کہتے ہیں سو ہم موصوف اور غلط بین صفت - اور اگر غلط بین سے  
شخص غلط بین مراد ہیں تو میں صورت ہم صفت بلصاف لامی ہو گا - اور مصرع دوم کے لفظ  
تا کے وسیلہ سے شرط کہیں اور مفہوم مصرع اول کو خزا کہ مقدم واقع ہوئی چونکہ وہ ہم غلط بین  
رفع شہد سے فرض تہائی غلط مراد وجوب کی تھی اس واسطے کسی کو محرم اس غلط  
تویر نکلیا سو اسطے کہ اگر کسی کو نخل ہوتا البتہ تو ہم وہی کرتا اب جو کوئی تھا کون جائے کہ کیا

اور یہ ایک دلیل واضح حدوث و قدم کے ایک ہونے کی وجہ سے

شاخ شاخ و برگ برگش باز بر ہم بخشند تاز باغ بہمت خواندیم طونے را گیاہ

مصرع اول میں شین برگ برگش ضمیر غائب ہو راجع طرف طوبے کے جو دوسرے مصرع میں ہم  
اضمار قبل الذکر کے قبیل سے اور بختند فعل شاخ شاخ فاعل اسکا ہو معنی شہر ہیں کہ جب سے  
تیری بہمت کے باغ سے ہم نے طونے کو کھاس کہا اس وخت طونے کی دالی والی اور تیری  
اور بختے گر پری لینے جمع اور فراہم ہو گئی مطلب یہ کہ خوشی کے مارے اپنے اور بالیدہ  
اور انکو مجھے برہم از ہم ہو اس صورت میں مقتضائے بہت طونے اپنے پاس کچھ رکھا  
اور بعضے نسخوں میں بجائے لفظ باز کے تازہ لکھا ہو وے لفظ باز کے کہ محاورے میں لاتے تے  
نہیں تھے سلاز مقرر جسم - معنی شارح کو محاورہ تائید نہیں کرنا کہ شاخ و برگ باز بر ہم بخشند  
لکھا یہ جمع ہونے سے نہیں آیا ہو اور اس سے بالیدہ ہونا و بخت کا مفہوم نہیں ہو بلکہ معنی  
بیت بے تکلف یہ ہیں کہ جب سے طونے کو تیرے باغ بہمت سے گیاہ ہونے کی نسبت ہی  
طونے کو اس نسبت کے اعزاز اور افتخار سے اس درجہ خوشی اور جنش اور اہتر از ہوا کہ شاخ  
برگ اسکے تلے اوپر باز بر ہم کے نسخہ کے موافق یا متفرق ہو کر (باز از ہم کے نسخہ کے موافق)  
بچھڑے - اور یہ اس مبالغہ کے قبیل سے ہو کہ کہتے ہیں زینلہ شادی در پیرین کنجیہ یا جاہ  
تھا کہ وہ فارسی میں اور زید اپنے جامہ میں خوشی سے نہ سہلایا کہ زید ہو لائیں سہا نامان  
اردو میں محاورہ ہو اور نسخہ تازہ کا بجائے باز کے زیادہ محذوف اور مناسب ہو اس واسطے کہ  
برہم بخشند محاورہ کے موافق اپنے معنی دینے میں محتاج لفظ باز کا نہیں جبکہ ضرورت کر ا فصل کی  
نہیں ہو اور عہد کی اس صورت میں تصدیق اس واسطے کہ شاخ و برگ کہہ تھوڑے جنش سے کر جاتے ہیں



اور تازہ شاخ و برگ کے گونے میں جنبش اور اہتر از شدید رنگارہی جس سے مبالغہ افراط سمیرت کا

ظاہر ہوتا ہی بیت

بسکرت محنت آرائش برہو کرد عشق می زندگن باین امید اشتباہ  
یعنی از بسکرتی مشاطہ محنت کے ہاتھ سے برہو کی آراستگی ہوئی ناامیدی زیادہ امید سے  
اگر شمشع جلوہ گاہ حسن ہو اور اشتباہ دونوں امید اور یاس کے حسن کا عاشق ہو یعنی یاس کا  
تمیز امید سے نہیں ہوئی اور آراستگی کے سبب دونوں کی یاس معلوم ہوتی ہے بیت

نقاد بازل گوید ابد گین نا امید از ساحل است اگر کند بحر علت جوہر اول شتباہ

حرف اشارہ این کا مشار الیہ جوہر اول ہو کہ دوسرے مصرع میں مذکور ہو اور لفظ مصرع  
دوم میں شرط کے واسطے ہو اور جملہ این نا امید از ساحل است کہ مصرع اول میں یہ جزا کی ہو  
یعنی جو بحر یا وصف ہمدانی اگر تیرے دیاے علم میں پیرا کی کرے تو زل سے ابد گیتی ہو کہ یہ  
گنارہ سے نا امید ہو گیا اب بیچ دریا و بجا نکا (از مقرر جم) مصرع دوم شرط ہو اور  
مصرع اول کل جزا ہو نہ صرف یہ جملہ این نا امید از ساحل است) — بیت

سینہ مرا الف بشکافہ بیرون جہد چون در انشا پریشانی نو لیم تر آہ

اس بیت میں مصنف مبالغہ اپنی پریشانی میں کرتا ہو کہ تیرا آہ کا کہ تشبیہ کے اعتبار سے الف  
لفظ آہ کا مراد ہو یہاں کہیں کہ انشا پریشانی کروں اور اس انشا میں لفظ آہ کا لکھوں  
میری تاثیر پریشانی سے الف لفظ آہ کا سینہ مذکور جو اسکے سر پہ ہو چیر کر بار بار نکلیاے اور بعض  
نسخوں میں بجائے انشا کے انشا ہو اور یہ نسخہ ذہن کے نزدیک ہو از مقرر جم میرے نزدیک  
معنی شرح نسخہ انشا میں درست ہوتے ہیں نہ نسخہ انشا میں جو شارح نے اختیار کیا اور نسخہ  
انشا اس وقت درست ہوتا ہو کہ شعر سے مقصود تعریف انشا مصنف ہو

قصیدہ در نعت حضرت سید المرسلین رحمۃ اللہ علیہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت

بسمہ چون در مدد صحتیوں ایمن آسمان جمن قیامت کرد و نغمہ ایمن

یہ قصیدہ طاعنی نے جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں عرض کیا ہو  
اور تمہید اپنے حسب حال لکھی۔ اگرچہ استادہ متقدمین اور متاخرین نے اس قصیدہ کو  
نہایت متین لکھا ہو مصنف نے بھی اسکو اچھا خیال کیا ہو اور معنی بیت کے یہ ہیں کہ صبح کے

وقت اگر میرے دل کا اسرافیل صور بھونکے کہ بہت سے نام اس سے پیدا ہوں آسمان پر  
شور سے میدان قیامت بن جائے لیکن میرا غم کا بھرا دل ایسی فریاد کرتا ہے کہ آسمان کو شور کے  
سبب عرصہ قیامت بننا ہے۔ بہت

گوئل علی آسمان حلقہ نام کی گیت شیونم تابر کشید آہنگ پایا ہاے من  
یعنی فرشتوں کے کان نام کے حلقے ہو گئے جب سے میرے نام نے آواز ہاے ہاے  
دریغ دور وادی بلند کی مرا یہ ہے کہ میرے موت کے فغان نے از بسکہ جوش کیا اور آسمان  
پہونچا تو فرشتوں کے کان اور نام کے حلقہ میں تفاوت نہیں رہا کلمہ ہا کا اس محل میں  
کہ در و داری ہو اور جہے دور و جوش میں آئے اس وقت پایا ہا کہتے ہیں اور ہا کے ساتھ حرف یا کا جو  
متصل ہو اسکے ساتھ الگ الف مذنیہ ایزل کر کے پایا ہا کہنے لگے جسے کہ آہا میں آہ کے ساتھ  
الف کو بڑھا دیا اور بعضے شیون میں پایا ہا دیکھا گیا اور بہت تفاوت لفظ کے سبب خالی کر رہتے  
نہیں (از مترجم) تفاوت لفظ کے قائل شائع علیہ الرحمۃ ہیں دور وادیت

معصوم زبان کو دور وادیتی ہیں ہزار رو و نیل شوق لینے کو یہ موسیٰ کے من  
اباب منہی بروضہ ہو کہ موسیٰ من با صاف بیانی اور اس سے مراد منہی ہو اور رو و نیل شوق میں  
اضافہ لامی کہ غرض اس سے کہ یہ ہو ساور و نیل ایک مذنی کا نام ہے جو شہر مصر کے نیچے خانہ  
اور امین نام اس وادی کا جو جہین موسیٰ علیہ السلام سرگردان رہے۔ ترکیب نحوی میں  
دوم کا معنون مبتدا کے محل پر ہے اور مصرع اول کا منہوم اسکی خبر پہنچنے کے لیے موسیٰ کے  
کہ جہین ہے رو و نیل شوق ہے کہ مصر کو تباہ کر متوجہ وادی الین ہوا اور اس سے مباخرت کرتے  
مقصود ہے۔ (از مترجم) ترکیب نحوی میں رو و نیل شوق جھکے تفسیر لینے کے ساتھ  
من واقع ہوئی فاعل ہے فعل کرو اور نہاد کا جو مصرع اول میں بطور معطوف اور معطوف علیہ ہے  
اور ترکیب شائع ہے

زنانِ دل شوریدہ را بترک غدی نیم کاشیان مرغ مجنون شد دل شیرازی من  
لفظ زنان کا سببیہ ہے اور کاف مصرع دوم میں بیان فعل کا ہے کہ مصرع اول میں نہاد کی تکرار  
اور معنی شعر یہ ہے کہ جب غلبہ شوق لیلیٰ سے مجنون جنگل میں رہتے لگا اور دیگر اور سے جس وقت  
یا خوشق میں ہو گیا ایک پرند اس صوا کا آیا اور مجنون کے سر پر گونسا بنایا لینے دل دیو اور  
سر پر اس واسطے رکھا ہوں اس صورت میں مرغ مجنون سے مراد مرغ بیرونی ہو گا اور اگر مرغ مجنون

دیوانگی مراد ہو تو مخمخون استعارہ ہو پس نظمیا مصنف کتا ہو کہ جب دل محل دیوانگی ہو گیا  
 سر بر آسکے جگہ بہتر ہو اور ہم کسی قدر بہتر ہو لیکن مصنف اگر مخمخون کتا اسکی ہوشیاری سے  
 نزدیک تھا اب اسکے فکر مخمخولی پر دلالت کرتی ہو از مہترجم۔ توجیہ اول درست اور راست  
 نہیں آتی کہ شتمن امر محال ہو اور توجیہ ثانی مقصود مصنف ہو اور اس پر اعتراض شارح صحیح  
 نہیں ہو اس واسطے کہ نظم مکان سے مقصود نظمیں ہیں جو بحیثیت  
 درخمار احتیاج جم نرا نکہ از دور و دشت بادہ کام دو کون آرا جام استغنائی من  
 اہل معنی پر جو مستغنی ماسوی اللہ سے ہیں پوشیدہ نہیں ہو کہ رخسار احتیاج کے معنی دو وجہ سے  
 ہو سکتے ہیں اول رخسار احتیاج سے طلب مراد ہو اس واسطے کہ کسی چیز کے خاتمین ہونا اسکا  
 طلب کا جو نا ہو دوم یہ کہ رخسار احتیاج سے رفع احتیاج غرض ہو اس واسطے کہ خازن نشان نشاء کا  
 فرو ہونے کے بعد ہوتا ہو پس نشاء احتیاج کا نہیں رہا بہر حال قصد اول پر یہ معنی کہہ سکتے ہیں  
 کہ درخمار احتیاج جم کل جملہ سبب مقدم پر سبب ہو لینے ہر گاہ ساتی ازل سے شراب مقصود  
 دو جہان کو میرے جام استغنائے دور کہا لیجئے مجھے اسکا محتاج نہیں کیا میں رخسار احتیاج میں  
 ہوں ای شراب معنی ہو اللہ کا خواہشمند ہوں اور قصد دوم پر ظاہر ہو کہ درخمار احتیاج جم لینے مجھے  
 احتیاج نہیں ہو اور یہ معنی قریب ذہن معلوم ہونے میں واللہ اعلم بحیثیت  
 نیلگون کردید و دل قناب نکلیہ ام لبیک سر موکشتہ کو بہستانی ارغماہی من  
 اہل معنی پر پوشیدہ نہیں کہ از نکلیہ ام کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نکلیہ لگانا دوسری چیز  
 بار دالنا ہو دوسرے یہ کہ نکلیہ لگانا اسکا اپنے اوپر اس مقام پر قصد اول معنی کا مناسب ہو  
 لینے از لبیک میرا دل بال غم کلبہا ہو گیا ہو اور اس غم کے پہاڑ کی بلندی آسمان تک پہنچی ہو  
 اور آفتاب کے کاندھے پر نکلیہ لگایا تو اسقدر آفتاب پر بار ہوا کہ وہ نیلگون ہو گیا بحیثیت  
 منت باز جو عیسے کش بہر حیات از ریش مردن پرس ز نفس مرگ آری من  
 لینے مرگ کی قدر و قیمت پہچاننے والے نفس گ آرا رکھتے ہیں اور عیسی علیہ السلام کے پیچھے  
 اجار اموات کو کھیل سمجھتے ہیں اور ستارہ زندگی کے لیے آس کھیل کے مفتون لڑاؤ میں  
 خورہ ہر دم صد شکست از فوج قسطنطنیہ شوق نے ہنگام فرست اپروای من  
 باریک بینان وقایع معنی پر پوشیدہ نہیں کہ لفظ خورہ کا فعل ہو اور فاعل اسکا شوق کہ  
 دوسرے مصرع میں واقع ہوا اور کلمہ صد شکست مفعول اور فوج موصوف ہو اور قدس شوب

صفت اور اضافت مجموع موصوف اور صفت کی جانب حسن کے اضافت لامی ہو اور کلمہ ہنگام  
 ناز و سرمہ مصرع میں صفت شوق کی اور مست ناپردا صفت بعد صفت ہو یا معشوق مراد  
 لین کہ شوق نے ہنگام ناز کو اسکی طرف منسوب کر سکیں اور مصرع ثانی مبتدا ہو کہ خبر اسکی مصرع  
 اول میں مقدم و رفع ہوئی یعنی شوق میرا کہنے وقت تاخت کرنے والا اور مست نے پروا ہی  
 یا شوق نے ہنگام ناز میرا کہ معشوق بے پروا کے ساتھ منسوب ہو اُسے ہر دم سوشکت  
 اُس فوج سے کھائیں کہ قدس میں آشوب ڈالتا ہو قطع نظر اس سے کہ فوج  
 قدس آشوب سے عہدہ براہونا اور اُس پر غالب آنا غیر ممکن ہے بے وقت چڑھائی کرنا خود  
 سامان مہیا کرنا ہو (از مترجم) شیع نے مصرع ثانی کو مبتدا اور خبر اسکی مصرع اول میں مقدم لکھ کر  
 جملہ اسمیہ قرار دیا اس تکلف کی ضرورت نہیں ہو بلکہ ہر اترنے تکلف جملہ فعلیہ ہو خوردہ فعل اور  
 شوق موصوف اپنے صفات مابعد کے ساتھ فاعل اور صحت شکست مفعول و باقی متعلقات

### فعل میں بصیبت

شاہ عصمت تلاش صحبت من کر کند خون جھپس دختر زریزاد لبہای من

معنی یہ ہیں کہ مصنف علامت جھپس الرجال کی اپنے حق میں ثابت کرتا ہو۔ ظاہر ہو کہ  
 کہ یا کہ اسمی کا معشوق کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی پاکہ اسمی مراد ہو اُس شخص کی  
 صحبت کی رغبت نہیں کرنا کہ جھپس آکودہ ہو۔ (از مترجم) اس بیت کی شرح میں یہ بحث ہو  
 کہ اول خون جھپس کا پایا جانا جو امر طبعی ہو خلاف عصمت نہیں ہو اور ثانی خون جھپس کو نسبت  
 لب سے نہیں پس دختر زریزاد کے معنی اصطلاحی کہ شراب ہو یعنی مناسب اور اُس کا خون جھپس  
 اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی شراب مراد ہیں جو لب کو پینے کے وقت آکودہ کرتی ہو  
 اور شراب جو شرع میں حرام مطلق ہو اُس کا پینا خلاف عصمت ہو جو کہ گناہ کبیرہ سے پاک ہو  
 پس معنی بیت کے صاف ہیں کہ شاہ عصمت میری صحبت کا طالب نہیں اس واسطے کہ  
 شراب الخمراری کی کثرت مجھے اس قدر ہو کہ شراب میرے ہونٹوں سے ٹپکا کرتی ہو مصرع اول  
 بطور دعویٰ اور استفہام اسمین انکاری ہو اور مصرع ثانی دلیل اُسکی ہو بصیبت  
 مریم بن فیض جبریل از مزاج خود گرفت مرتے را برد بالا دهن صیبت زای من کی

ایک نقصان سخن آفرین پر پوشیدہ نہیں ہو کہ قصہ مریم علیہ السلام مشہور ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام  
 پیدائش میں فیض جبریل کے خلق ہوئے اور میری طبیعت کی مریم نے فیض جبریل کو اپنے

مذاج سے حاصل کیا دوسرے کسی کے محتاج نہ ہوئی آپس یہ وجہ ہو کہ میرے ذہن سے جو  
 باحاط کلام اعجاز خاک کے جیسے زائے مرتبہ مریمی کو ترقی دی اور مریم علیہا السلام سے بڑھ چڑ گیا  
 آن بہشت معین کو بعد مغزولی ہنوز خدمت طونے بود ننگ چین بر سر من  
 اہل معنی پر واضح ہو کہ میں وہ بہشت معنی ہوں کہ میرا عہد ان بعد از ان کہ میں اسکو خدمت  
 یاغبانی سے مغزول کر دوں طونے بہشت کی خدمت گذاری اس کے لیے موجب ننگ خار ہو  
 اور اس میں ہنوز کا فائدہ خاص نہیں ہر اس واسطے کہ بعد مغزولی کے قید سے فائدہ ہنوز بھیجا تا  
 پس محض اتمام مطلب کے لیے لایا کہ مجاورہ میں ایسا لاتے ہیں بیت

دامن تر کردہ طوفانی کہ در معنی یکی است موجود دریا و موج حکمہ خاراے من

ارباب معنی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ دامن تر عبارت زیادہ گناہ کے لوٹ ہونے سے ہے اور طوفانی  
 نہیں یاے مصدری ہے اور کار طوفان کردہ اور حرف کاں بعد لفظ طوفانی دلیل کے واسطے کہ  
 اور خارا ایک ریشمی کپڑے کا نام ہے کہ قماش اسکا لہریے دار ہوتا ہے اور چونکہ طوفان پیدا  
 آب موج کو لازم ہے تو دامن تر محضت کے طوفان بپا کرنے کے دعوے کے لیے لباس  
 خارا کے تموج کا اتحاد موج دریا سے ایک دلیل واضح ہے اس واسطے کہ حکمہ خارا لطافت اور  
 نزاکت سے پانی کے مشابہ ہو پس لہر اسکی پانی کی لہر سے در معنی ایک ہوئی۔ (از مرقعہ)  
 بعض نسخوں میں دامن تر کردہ طوفانی دیکھا گیا ہے درین صورت طوفان فاصل اور دامن  
 مفعول ہو گا فعل کردہ کا اور معنی دونوں قریب بہر گیر ہیں اور میں متکلم جو اس نسخہ میں ہے اسکا  
 ہونا شعر میں مناسب ہے بیت

سگر گر نیند سر بہ خراک در شمشیر گان باز چکل انداز و جراح دیدہ بینا می من

ترکیب میں گر نیند فعل ہے اور دیدہ بنیاد فعل جو مصرع ثانی میں واقع ہے۔ اور انداز و فعل  
 اور فاعل اس کے شمشیر گان ہے جو مصرع اول میں مقدم واقع ہوئی ہے میرے دیدہ سیاہ کا رخ  
 کہ اعتبار اضافت بیانی سے وہی دیدہ بینا مراد ہے مدوح کی خاک دروازہ کے سوا سر بہ  
 لگاے تو شمشیر گان جو انگلیوں سے ملی ہوئی ہے انگلی کی نافہیدگی کے لحاظ سے ہر ایک طرح انگلی پر  
 پنجہ مارے اور اسے اندھا کر دے اس بیت میں تینوں استعارہ کی رعایت کی ہے اور  
 کہ تشبیہ شمشیر گان کی باز کے ساتھ استعارہ بالکناہ اور وہ تشبیہ گرفت اور گیرائی ہے اور چکل شمشیر  
 لیے کہ باز کو لازم ہے استعارہ تخیلیہ اور ذکر زناغ کا باز کے شکار کے لیے ملائم ہے استعارہ

ترتیب سے اور یہ بہت عمدہ ہے کہ ترکان تیزی کے وجہ سے چکل کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور انکھ سیاہی کے

سبب زانغ کے مشابہ ہو والدہ اعلم - بیت

تاؤ کشتی نائب چشم از رہ نسبت گرفت مردک حکم سبل در دیدہ بنیای من  
معنی بیت کے ظاہر ہیں کہ اگر ممدوح جب سے تو نائب چشم ہو انکھ کی تپلی نے نسبت کی  
راہ سے میرے دیدہ بنیای من سبل کا حکم حاصل کیا یعنی معطل اور بیکار ہو گئی سبل ایک  
بیماری کا نام ہے جسکے سبب پانی انکھ سے جاری رہتا ہے اور بنیائی میں اس سے فتنہ  
آجاتا ہے اور میرے جو کہ جس مقام پر کہ ذات معنوت علیہ السلام انکھ کی تپلی بجائے انکھ کی تپلی  
بجڑ بیکار ہو جانے کے اور کیا بن آئے دراز تر ترجمہ - معنی مشعرہ پایہ لطف سے ساقط بین  
اس واسطے کہ ممدوح کے نائب ہونے سے انکھ کی تپلی کا بیکار ہو جانا مضمون کو بلند بنی  
اور لفظ رہ نسبت بیکار ہوا جاتا ہے بلکہ ناموزون پس میرے نزدیک توجیہ بیت کی اسطرح  
مناسب ہے کہ اگر ممدوح جب سے تو نائب چشم ہوا تیری نورانی اور عزیز ہونے کے سبب  
مردک صرف بیکار اور نہ صرف ہی نہیں ہوئی بلکہ موجب رحمت اور سرح اور تکلیف کی  
ہو گئی جیسے مرض سبل انکھ کے حق میں سبب رحمت اور تکلیف ہوتا ہے یعنی انکھ میں  
نیرے ہونے ہوئے مردک چشم کی موجودگی کھٹکتی اور بڑی معلوم ہوتی ہے اور اصل اس  
توجیہ کی یہ ہے کہ جب انسان کو پہلے ایک عام محبوب سے تعلق ہو بعدہ دوسرا محبوب خاص  
باجائے تو اسکی طرف زیادہ رغبت ہونے کے سبب محبوب سابق سامنے ہو تو وہ برا اور محبوب  
رحمت معلوم ہوتا ہے اور اس سے نفرت ہوتی ہے بیت

سایہ من محبوب در ملک سستی اہت سایہ نو در عدم سبب بنیای من

یعنی سایہ میرا میری طرح موجودات میں تیری اہت ہے یعنی امت ہونے میں جو کچھ میرے  
اور ہر واجب آپ کی طرف سے ہے وہی میرے سایہ پر بھی واجب ہے اور سایہ آپ کا عدم میں  
میرے مہمہر ہوتا ہے بنیای من یعنی جس طرح کہ تیرا سایہ نہیں ہے اہت نہیں ہے اور جب ایک شخص متا ہو  
اس شخص کا سایہ کہ لازم شخص ہے بطریق اولیٰ اہت ہو گا پس تخصیص ذکر کا خاص فائدہ  
ظاہر ہوا معلوم ہوا کہ شاعر نے اس بیت میں دیوانوں کی طرح مضمون بندی کی ہے - دراز ترجمہ  
شراح کا اعتراض مصنف پر یہاں اس واسطے کہ جس قضیہ اور قاعدہ پر کہ تخصیص ذکر کا صریح  
اول میں بیفائدہ کہا وہ صحیح اور مسلم نہیں ہے اور وہ قضیہ یہ کہ جب ایک شخص امت ہو تو سایہ اسکا

جو لازم شخص ہی بطریق اولیٰ امت ہو گا اور وجہ عدم صحت کی یہ ہو کہ فی الجملہ سایہ اپنی خاصیت سے موافق تابع شخص کی حرکت و سکون ظاہری کا ہوتا ہو نہ کلینیہ جیسا کہ غور سے معلوم ہو گا سایہ صبح کے وقت جبستدر ہوتا ہو دوپہر کو نہیں ہوتا اور امت ہونے کے جو احکام ہیں وہ ایمان خدا اور رسول پر لانا اور انکے حکموں کا بجالانا اور انکی رضا مندی کا طالب ہونا اور انکی نافرمانی سے ڈرنا ہو یہ مراتب سایہ میں ہرگز نہیں ہیں جبکہ او کا اپنے سایہ کے لیے شاعرانہ مصنف نے کیا ہیں مضمون مصرع اول کو فرضی اور شاعرانہ ہو جیسا کہ دستور شعرا ہے مگر فی نفسہ شخص کے ساتھ سایہ شخص کو لازم نہیں اس سے واضح ہو کہ تخصیص کر کے اسکی فائدہ خاص دیتی ہو بیفائدہ

### نہیں ہو بیت

آسمانِ حدم بر عالم فطرت محیط      تو امت بر یاد پیکر جو زائے من

اس بیت میں مصنف اپنی کیتائی میں مبالغہ کرتا ہو کہ میں وحدت کا آسمان ہوں اور اس صورت میں حرف میم پر توقف کیا اور حکم تمام کیا یعنی جملہ پورا ہوا اور معنی آسمان وحدت کے یہ ہو کہ کہ من آسمان وحدت ہستم اور اگر مجموع آسمان وحدت میم متکلم کی طرف مضاف اضافت لامی سے ہو تو یہ معنی ہونے کے میری وحدت اور کیتائی کا آسمان عالم فطرت پر خاطر رکھتا ہو اور یہ کلام بطور دفع دخل مقدر کی ہو یعنی اعتراض جو وارد ہوتا تھا اسکو اس طریق سے دور کیا یعنی اسکی خاطر کرنے کو ایک عالم چاہیے پس عالم فطرت مخصوص ہوا از مرجم۔ توجیہ ثانی کو مصرع ثانی اشارہ ہو اور میرے جواز کے پیکر کو تو امت کی طاقت محل نہیں کسو اسطے کہ جو ایک برج ہو بارہ بروج سے کہ وہ دومرد کی تصویر ایک کے ہاتھ دوسرے کے گلے میں پڑے ہوئے اتر منہ خیال کے گئے یعنی جوی زای فلک دو پیکر ہو اور میں چونکہ آسمان وحدت ہوں تو میرا جواز مناسب محل ایک پیکر جو روان ہونے کا تحمل نہیں جسمیں دوسری ہو خلاف وحدت کے

### قصیدہ در منقبت امیر المومنین علی علیہ السلام

دمیکہ لشکر غم صفت کشد بخوار      دلم بنالہ دہد منصب علمداری  
معنی بیت کے ظاہر میں کہ جبوقت غم بخوار کی لیے صف آرائی کرے دل میرا نا کہو منصب علمداری دیتا ہو۔ ممکن ہو کہ لفظ بخوار کی سے بخوار کی عام ارادہ کہن کہ افراد دیگر ہر مشارک عرفی میں اور بخوار کی اور نا کہ گری کے مدعی ہیں سب داخل ہوں اور بخوار ہو کہ

خونخواری مخصوص بذات خود ارادہ کو بن لیجئے اگر نعم خونخواری یا خاص میری خونخواری کے لیے طیارہ  
اور صف آرائی کرے دل میرا نہ کہو علمدار اسکا بناتا ہوں اور وہ سامانِ نعم کی طیاری میں مصروف ہوتا ہوں  
بہر حال دونوں صورت میں مراد یہ ہے کہ دل میرا نعم کے ساتھ موافق ہے جس کیفیت کے ساتھ کہ نعم  
مرفیض عشق ترا اشتہا از ان بیش است کہ بعد مرگ بیاسید از جگر خواری  
ولی توجہ آن حسن جادو دان باید کہ فیض ناسیہ اش با جگر کنڈیاری  
لیجئے تیرے عشق کے پیار کو جو ہمیشہ انیسے دل کا خون پیتا ہوں اور بہترین غذا اپنے جگر کو بخاتا ہوں  
اس سے زیادہ اشتہا ہے کہ مرے کے بعد جگر خواری سے اسودہ ہو لیکن انہیں مشوق تیرے حسن  
قدیم کی توجہ رکھتا ہوں کہ اُس حسن کا فیض ناسیہ اس پیار کی زبان سازی میں جگر کی اداوار کرے  
تاکہ اس کے رہنے تک وفا کرے ورنہ محال ہے کہ وہ جگر کفایت کرے اور ہو سکتا ہے کہ جادو ان صفت  
توجہ کھن اس صورت میں دوام توجہ پر ہوگا بہت

ز خوش متاعی بازار عشق می ترسم کہ دست حسن بہ بند و کسا د بازاری

نقلدان جو اہر معانی پر پوشیدہ نہ ہے کہ خوش متاعی کنایہ مرغوب اور عزیز دل ہونے سے جو معنی  
بیت یہ ہیں کہ عشق کے مرغوب ہونے سے کہ ہر دل عزیز ہو گیا ہے اور کس ناکس دانا اور بلالوں  
سب کے سب عشق کے قبول کرنے کو طیار ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نعمن کے ہاتھ کو  
نے رونقی باندھ دے اور حسن کا ہاتھ باندھنا عبارت ہے حسن کے بیکار کرنے سے۔ ظاہر ہے کہ  
عشق کے اختیار کرنے میں حسن خوش متاع واسطہ خطاب جو عشق آپ خوش متاع ہو گیا لوگ  
واسطہ کے محتاج نہ ہوں گے اور واسطہ نے رونق ہو جایگا بہت

دوان دیار بسودار و دلم کہ ہند جوی ملال بعبرا بد زلبیاری

یعنی میرے دل کا کاروان اُس شہر میں خرید وخت کے لیے جاتا ہے کہ جو برابر ملال کو عذاب  
عوض میں کثرت کے باعث دیتے ہیں لیجئے اس واسطے کہ اُس شہر میں متاع ملال زیادہ ہو  
جو برابر دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں متاع بہت ہو گا کثرت کے سبب مستحکم تھا آتا ہے وہ  
قیمت زیادہ نہیں ہوتی بہت

مخالفت جو درآید نبرہ اسلام کند بہت ملک تار سچ ز ناری

مصنف ذمت مخالف کی اس کے کفر کے سبب سے کہتا ہے کہ اگر مخالف کا فرنا دھوکا اسلام  
کردہ میں داخل ہو تو شامت کفر سے فرشتہ کے ہاتھ میں بسیج کا ڈور اڑنا کام کرنے مرہ



اسلام میں ملک سے یا مسلمان مثل ملک مراد ہو یا کہ زمرہ اسلام میں اگر خود ملک مراد ہو اسکا کفر اس میں اثر کرے گا۔ (از مترجم شارح علیہ الرحمۃ کے معنی شرح کا حاصل یہ ہے کہ مخالف ممدوح اس درجہ کا سخت کافر ہو کہ اگر مسلمان بھی ہو جاوے اُسکے کفر کی شامت سے یہ اثر پیدا ہو کہ فرشتے کے ہاتھ میں بسج کا ڈور اجنبیوں کا کام دے اور یہ مضمون اس حدیث کے قیاساً قابل پر مبنی ہے کہ الناس معادن کعادن الذہب الفضة خیارکم فی الباطن خیارکم فی الاسلام اور انفسہا بہت بدیدہ کہ بنوک سندان او گزند کند بگاہ اعادت نگاہ مسمازی

اس بیت میں مصنف نے تیزی سنان کی تعریف کی ہے۔ نئے کا حرف بدیدہ میں ظرفیت کے لیے ہے اور بدیدہ ظرف نگاہ ہے اور اعادت مصدر ہے باب افعال کا معنی عود کرنا اور بجزا اور مسمازی کے معنی منہج ہے اور مسمازی میں یا مصدری اور تقریر معنی یہ ہے کہ اُس آنکھ میں جو تیزی نوک سنان کی طرف دیکھے اُس سے نگاہ واپس آکر منہج بن جاتی ہے اور آنکھ پھوڑتی ہے اس واسطے کہ حرف دیکھنے سے نوک سنان کی تیزی نگاہ میں آجاتی ہے قطعہ

اگر جون سبکو حیث عوارض نقل زطج سلسلہ حوادث برداری  
سزود کہ حسرت دیدار بردل عاشق بگاہ نزع شود مایہ سبکساری

اگر کالفاظ حروف اور ادات شرط اور بیت اول جملہ شہرہ ہے اور بیت ثانی اُسکی جزا اور سبکو حیث میں حرف تا مینے خود کے ہے اور عوارض نقل مفعول برداری کا جو دوسرے معرر میں واقع ہے اور حرف یا جو آخر لفظ برداری میں ہے خطاب کے واسطے اور تقریر معنی یہ کہ اے ممدوح اپنی لطافت اور سبکو حیث کی مدد سے اگر عارضہ گرانی کے حوادث کی طبیعت سے تو رفع کرے تو نزاوار ہو کہ معشوق کے دیدار کا ارمان جو عاشق کے دل پر جانکشی کے وقت جو عارضون میں سب سے زیادہ گران ہے مایہ سبکساری ہو جائے اور یہ عارضہ اسپر آسان ہے اور از مترجم حاصل معنی یہ کہ اے ممدوح تیری فصاحت اور خوش کلامی ایسی ہے کہ اسکی مدد سے گرانی کے عارضے جو سبکو حیث ضد میں طابع کو نے تو رفع کرے تو لائق اور نزاوار ہے کہ معشوق کے دیکھنے کا ارمان جو عاشق کے دل پر سب سے بڑھکر عارضہ نقل ہے ایسا ملکا اور ٹھپکا بلکہ مزمل نقل ہو جائے کہ عاشق کی جان پر

اُسکے سبب سانی سے نکلیا ہے بیت

شعاع دیدہ آن کس کہ روی خیم ٹوڑ کند بایگنہ آفتاب زنگارے

اس بیت میں مبالغہ دشمن ممدوح کی سیارہ دلی کا کوتاہی ہے جسے تیرے دشمن کا منہ دیکھا اسکی

اکیم کا نور آفتاب کے آئینہ کو تیرہ اور زنگار اود کرنا ہے۔ قطعہ  
 نسیب عدل تو مدح طبع آسمان مجمل کہ شیشہ البست لبالب زردم آزاری  
 لبان رنگ زلیخا زلف مشکینش بروی ہم شکند شیوہ طاری  
 یعنی ای مروج تیرے انصاف اور عدل کا خوف ایسا ہو کہ آسمان حیلہ ساز جو ایک شیشہ زردم آزاری  
 بھر اسی اسکی طبیعت میں عیاری اور کیسہ بری کے شکندون کو اوپر سے اسطرح توڑ کر چلیا چوراز  
 کہ جسطرح زلیخا کا رنگ شکستہ اور زلف اسکی چرخن مٹی — مجمل اسم فاعل ہو  
 اب افعال سے۔ اور زلیخا عاشق کے رنگ کی شکست اور اسکی زلف کے شکن کا حسن اسطرح  
 کہ خود بھی حسین مٹی ظاہر ہو اور ممکن ہو کہ شکستگی رنگ اور زلف سے خواری ارادہ کیجائے  
 لیکن وجہ اول بہتر ہو۔ شکند فعل متعدی اور فاعل اسکا نسیب عدل کہ پہلی بیت میں ہو  
 اور شیوہ طاری مفعول ہو بیت

برنج خیمت اگر بوالہوس آئینہ جو تیر عشق شہود تالہ ہوس کا ہی  
 یعنی نالہ ہوس کو تیر عشق کی تاثیر نہیں ہوتی لیکن چونکہ تیرے دشمن کی فنا پر ہی غرض ہو تو دشمن کے  
 رنج دینے میں ہوس کا نالہ بھی خوب کام کرتا ہے۔ (از مترجم) — حاصل توجہ بیشارح  
 علیہ الرحمہ یہی ہو کہ نالہ اثر ہوس کا بھی تیرے دشمن کے رنج پہنچانے میں موثر ہو اسواسطے کہ  
 ہلاک دشمن مقصود ہو خلاصہ یہ کہ جو کوئی اُسے جو بخٹہ ہوتا ہو رنج جو کر لگتا ہو کیونکہ تیر دشمن ہو لیکن اپنی توجہ کو  
 الفاظ اور ترکیب مصرع لول تا نہ نہیں کرتی اسواسطے کہ رنج حاصل بالمصدر رنجیدان کا لازم متوجہ  
 کے معنی یعنی رنج و نیا جو شاخ سے ارا دہ کیے اُس سے متفاو نہیں اور نہ لفظ آمیز و محاورہ میں اگر  
 متوجہ پیسہ نہ نایا اگر اس میں مسامت کیجائے تو یہ توجہ مدح میں خوبی ظاہر نہیں کرتی اس سے  
 بہتر میرے نزدیک یہ معنی ہیں کہ ای مروج تیرے اقبال روز افزون اور ترقی روز بہ کا رنج جو بوجہ  
 اور حسد کے تیرے دشمن کو ہو اسقدر دشمن کی کاشش اور سوا گواری میں شدت سے پر تاثیر ہو کہ اگر  
 بوالہوس کو اُس سے آمیزش یعنی ملاپٹ اور لگاؤ ہو جائے تو نالہ ہوس جو بوالہوس کے منہ سے  
 بناوٹ کا نکلتا ہو آمیزش اور رنج دشمن کے لگاؤ سے تیر عشق کے سوا فنی کار کو کہ ہو جائے اور ہوس  
 یعنی عشق مصنوعی عشق اصلی کا حکم تاثیر میں رکھے۔ بیت

مدح کرد و ساریت رموز عشق رسوا گزیرش از سر بان نیست علت ساری  
 معنی یہ ہیں کہ میں مروج کی مدح کرتا تھا اور بعد عشق آئینہ لگئی یہ جائز ہی اسواسطے کہ علت

ساری سہان کیے بغیر نہیں رہتی۔ رموز عشق کو تشبیہ علت ساری سے دی ہو جو مرجین  
داخل ہو گئی سہان بختیں ایک چیز ہیں جانا اور اس میں نفوذ کرنا اور گھس جانا اور علت ساری  
وہ مرض ہو کہ ایک سے دوسرے کو پہنچے اور باپ دادا سے ورثہ ہوا اور گزیرش میں ضمیر شین  
راجع جانب علت ساری بطریق اشار قبل الذکر ہو بیت

منم کہ طالع فیوز میں لگا عروج و دہر تحت شری مایہ نگو ساری  
مصنف اپنے طالع پر طنز کر کے کہتا ہو کہ میں ایسا ہوں کہ میرا مبارک ستارہ بلندی کے وقت  
زمین کے پتال کو پستی اور سرنگونی دیتا ہو۔ شرے فتح سے زمین کا ستارہ ان طبع ہو کہ جو سب سے  
اسفل ہو۔ جس کے طالع کی حالت بلندی میں یہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ اتار اسکا کن درجہ ہو  
فلک بسو اگر راہ داد برد کام کلید فتح بوی بستہ عہد ساری  
اس بیت کا مضمون بیت گذشتہ کا تہہ ہو یعنی آسمان میرے طالع کو مطلب کے دروازے  
نہیں ہو چنانہ اور اگر بھولے سے پہنچا بھی دیا تو کبھی اور دروازے سے کسی بدی ہو گئی کہ مگر نہ کھینچے  
دلہا جو شکایت زخم نمی نشود جو نظم میں نہ معانی بسعی ایشاری

عام نسخوں میں شاری لکھا ہو اور وہ صیغہ مبالغہ ہو شر سے جو شر گھنے کے معنی میں ہو یعنی  
دل شکایت کرنے کے سبب غم سے خالی نہیں ہوتا جس طرح میری نظم شاری کی سعی سے  
خالی معانی سے نہیں ہوتی یعنی خواہ کیتقدر شعر کہوں ذہن میرا نظم میں معنی سے کمی نہیں  
کرتا اسی طرح خواہ کسی قدر غم کی شکایت کروں دل غم سے خالی نہیں ہوتا دو ایک نسخہ میں  
بجائے لفظ نثار کے ایشار یعنی ریختن لکھا ہو اور یہ نسخہ بہت وجہ ہو (از مترجم شارج کی  
تفسیر ثانی میں لفظ شعر بجائے لفظ نثر سہو کا تب سے ہو اور نسخہ عام شاری راج ہو بہت  
ایشاری جسکو شارج نے وجہ لکھا اس واسطے کہ اول ایشار مصدر خود ہو ضرورت با سے مصدر  
نہیں اور اگر ناید تصور کریں تو شان مصنف سے بعید ہو اور اس نسخہ کے اختیار میں

لفظ سعی بیکار ہوا جاتا ہو بیت

زیر شمع ہالک ز بار در درواست کہ بار منت مردن کشم سہار ہی  
لفظ روا کا ذکر اس بیت میں مثل شکایت طالع کے ہو اور سہار ہی اسے کہتے ہیں کہ جو  
سر پر ہو جو رکھیں اور اسکو عربی میں علاوہ کہتے ہیں یعنی میں درد کے بوجھ سے مڑا جاتا ہوں  
ایسوت کے درپے ہوں کہم مضائقہ نہیں کہ بار احسان مرگ کا بھی علاوہ اس کے اٹھاؤں

مرنے سے مجھے کیا فلع تھا کہ منت مرنے سے فلع ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ ذکر واکا مرنے پر خوشی  
 ظاہر کرنے کی غرض سے کیا ہو یعنی نرا وار ہو کہ مر جاؤں اور مرنے کے احسان کا بوجہ بھی علاوہ  
 اپنے سر پر یوں یہ فقر فائدہ مرنے کی رو سے دیتی ہو والدہ اعلم۔ دراز مترجم۔ توجیہ ثانی راجح  
 اس واسطے کہ بار درو کی تکلیف سے قائل خواہشمند موت کا سچا اور چونکہ موت کے ذریعہ سے  
 فلع خلاص کا بار درو سے مقصود ہے تو موت کا بار احسان سر پر لینا روا ہوا قطع  
 ہمیشہ نفس گرم نیکی تان ست بیک لباس ورون با اجابت باری  
 حدود جاہ تو باد از رحمت یزدان چنان بعید کہ ناقوسیان زناری  
 یہ قطعہ شریعہ پر ہے جب تک کہ نیکی بنوں کی دعا اجابت جناب باری عز اسمہ کے ساتھ ایک  
 لباس میں ہو یعنی جیسے کہ یہ لوگ دعا کے ساتھ سانس کھینچیں ویسے ہر شرف قبول اُسے حاصل ہو تیرے  
 مرتبہ کا ماحد رحمت خدا سے ایسا دور رہے کہ سلگیا جیو دوائے لینے کفار دور ہونے ہیں —

### قصیدہ در منقبت مدینہ علم گفتم

ای مرفع ز نسبت ذات توشان علم کلک گہر فشان تو رطب اللسان علم  
 یہ قصیدہ روشن مدینہ علم کی تعریف میں لکھا ہے کہ تحت اثر سے لامکان تک سیاحتیں  
 اُسکے علم کے ہیں یعنی اسی مروج شان علم کو تیرے ذات کی نسبت سے بلندی حاصل ہو اور موتی جوائے  
 قلم ترا علم کے دین میں شیعین زبان ہو۔ دراز مترجم۔ رطب اللسان کی ترکیب سے استعارہ بالکلمات  
 قلم کے واسطے مستعار ہو نہ فائدہ اُس مفہوم کا جسکی نظر سے شایح وہاں علم تشبیہا لایا فافہم  
 اسی سالکان مصر معانی حسن حلق نادیدہ یوسفی چو تو در کاروان علم  
 وہ قافلہ کو یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر میں لے گیا تھا مصنف نے اپنے مطلب کے اظہار میں  
 اُس قصہ کی طرف اشارہ بطور تلمیح کیا ہے یعنی اسی مصرع اہل معانی نے کوئی یوسف تیری غریب کے  
 ساتھ علم کے قافلہ میں نہیں دیکھا کاروان علم میں اضافت بیانی ہو اور ماد کاروان سے خود علم کو  
 مصرع اول کی شریعت میں اوی کا لفظ مصرع کی مذا کے لیے ہو یا اظہار کے لیے بیت  
 سلاک عقول انظم جو اہر ساد رفت تہامیت گو ہو تو برآمد زکان علم

ارباب علم پر پوشیدہ نہیں کہ دوسرے مصرع میں لفظ التبعائے مدت کی غرض سے ہو اور مفہوم  
 اُس مصرع کا مبتدا اور مفہوم مصرع اول خبر اسکی کہ مقدم واقعہ ہوئی لینے جب سے چری ذائقہ

گوہر نے بنائے ای مدوح اشتہار خروج کا کان علم سے دیا ہو عقول کی لڑی اور جو اہر مجر کی نظم  
کہ باکیزگی میں مشہور میں ضائع ہو گئی۔ (از مترجم) مصرع ثانی حبلہ فخلیہ شرط ہو اور مصرع  
اول فخلیہ جزا اسکی۔ بیت

پیش از وجود صلب فلک نے ذات تو در لطن متع نادرہ را تو امان علم  
یعنی آسمان کہ باپون کا بھی باپ ہو اور جو پیدائش کہ ہوا بعد تلاش سے ہوئی ہو اسکی گشت سے  
کلکتی ہو پس ذات مدوح کے تقدم کی صفت میں کہتا ہو کہ فلک کے وجود لینے سے پیشتر ای  
مدوح تیری ذات صنع الہی کے شک میں علم کی تو امان لینے جوڑ و ان تھی۔ بیت  
دست بجز ذات ستون زنج شود آنجا کہ فطرت تو زند سا بیان علم  
ارباب علم پر پوشیدہ نہیں کہ جو ذات عقول عشرہ کو کہتے ہیں اور دست در زیر رخ ستون کی جن  
کتاب یہ ہو حیران ہونے سے اس واسطے کہ حیرانی کے وقت اکثر ہاتھ کو تھوڑی تلے رکھتے ہیں خلاصہ یہ کہ  
جہان تیری عقل سا بیان علم کا تانتی ہو عقول عشرہ حیران ہو جاتی ہیں۔ بیت

ذات تو اعتدال و سلیمان مزاج مدل عقل تو مغر و جو سر گل استخوان علم  
کلمہ ذات تو مبتدا اور لفظ اعتدال اسکی خبر اسی طرح سلیمان مبتدا اور مزاج عدل اسکی خبر ہو  
کہ مزاج کا قیام اور استقلال اعتدال سے ہو پس سلیمان علیہ السلام ذات خود مثل مزاج عدل  
ہیں اور تیری ذات مبارک ای مدوح اعتدال ہو کہ موجب قیام سلیمان ہو اور یہی ترکیب دوسرے  
مصرع میں ہو۔ (از مترجم) تفصیل یہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام کو جو عدل میں مشہور ہیں  
مزاج عدل سے تشبیہ دی اور مزاج کا قیام اعتدال سے ہوتا ہو جسکے ساتھ مدوح کو تشبیہ دی  
اور حاصل یہ ہو کہ سلیمان ہم مزاج عدل ہیں اور مزاج حسب قاعدہ محتاج اعتدال قیام میں ہو  
اور ای مدوح تیری ذات اعتدال ہو نتیجہ یہ ہو کہ عدالت میں سلیمان کو قائم رہنے میں احتیاج  
تیرے ذات کی ہو جب طرح مزاج کو اپنے قیام میں اعتدال کی حاجت ہو اور اس سے فضل اور  
ترجیح مدوح سلیمان علیہ السلام پر ظاہر ہو۔ بیت

برگوش فطرت تو زاول نفس شمرد ہر گنہ گہ داشت لب استان علم  
علم معنی کے گنہ سببان پر بنی بیت ظاہر ہیں یعنی جو نکات دینی کہ لب تقدیر و داستان علم سے  
رکھتا تھا اول ہو تیرے گوش فطرت میں ای مدوح ڈال دئے یعنی تیری فطرت کو سکھائے اس  
مقام پر لفظ تقدیر جو کہ مصناف الیہ لب کا ہی محذوف کلام سے ہو (از مترجم) میرے نزدیک

تقدیر لفظ تقدیر کی لب مضاف اور داستان علم مضاف الیہ کے درمیان درست نہیں ہو  
اسو اسلئے کہ یہ تقدیر مصنوع طبعی ہے نہ حسب قاعدہ نحوی اور تقدیر لفظ کا جواز نہ اسطرح ہوتا ہو  
کہ بیان ہوا جیسا کہ اہل فن پر روشن ہو حالانکہ بدون تقدیر کسی لفظ کے معنی درست  
ہو سکتے ہیں اسطرح کہ اضافت لب کی طرف داستان کے اضافت سبب کی ہر طرف مسبب کے  
اور اضافت داستان کی جانب علم کے اضافت لامی ہو یعنی علم کا لب داستان کو جو نکات  
اس نے اندر کہنے کے لیے مہیا رکھا تھا تیری فطرت کے گوش میں ایک ایک کر کے سنا دئے  
اور اب کوئی نکتہ اور حقیقہ علم کے لب میں باقی نہیں جسکو بھانسا ہو گو باطل معلومات کو تجھے علم  
پہلے ہی بارتلا دیا بیات

آنجا کہ دانش تو ہند رسم تقویت ای آیت شعور تو نازل بشان علم  
دست ضعیف جہل کہ در ہمت شکست از عقل اولین بر باد بخان مسلم  
یادداشت داستان دانش و جہل کے ذہن پر اس قلم کے معنی عیان ہیں کہ بیت اول کے مصرع  
اول کا مفہوم موضع مبتداین ہو اور مصرع ثانی کا مفہوم جملہ مقترضہ۔ اور جملہ مقترضہ کی تقدیر معنی  
یہ کہ جس چیز کی شان میں آیت نازل ہو وہ چیز تقدیر ہوئی ہو پس علم کا اعتبار تیسرے شعور سے ہو اور بیت  
ثانی کے مصرع اول میں دست موصوف اور ضعیف صفت اسکی ہو اور اضافت دست ضعیف مجہول  
مرکب کی جانب جہل کے اضافت لامی ہو۔ اور ممکن ہو کہ ضعیف سے شخص مراد ہو جو زبون جہل ہو  
اس صورت میں اضافت لامی کہنے کے گمراہ اول کسی قدر مناسب ہو اور دست فاعل فعل شکست  
اور تلامی کلام اس مصرع کو رسم کلام کہتے ہیں اور مصرع ثانی کا مفہوم خبر اسکی ہو۔ یعنی جہان کہ تیری  
عقل عالم کی تقویت کرے جہل کا ٹوٹنا یا نحو جہتین سے نہیں نکلتا عقل اولین سے حنان علم کا  
یعنی اسیر غالب آوے اور از مترجم مفہوم مصرع اول بیت اول کا مبتداین ہو بلکہ جملہ فعلیہ شرطی  
اور بیت ثانی جزا او کی اور مصرع ثانی بیت اول جملہ مقترضہ نہیں ہو جیسا کہ شارح نے لکھا بلکہ جملہ  
کہنا چاہیے تقدیر کہ حرف ندا مقید معنی انادی ہو اور منادی اس میں مرکب نامہ کہ جاسے خود ایک جملہ  
اسنیہ ہو اور دست ضعیف جہل میں دونوں ترکیب شرط خارج علیہ الرحمہ ممکن ہیں لیکن بیان ان  
جو شارح نے کیا قاصر ہو اور دونوں ترکیب کے بیان میں اضافت لامی کہنا سامع کے لیے صحیح  
التماس اور شک کا ہوتا ہو پس ایسا بیان جس میں شبہ نہ پیدا ہو اور دونوں ترکیب کی صورتیں اگلا  
اور اضافت میں تفاوت واضح ہو یہ ہو کہ صورت اول میں دست موصوف اور ضعیف صفت

اسکی اور کسر و دست میں کسر و موصوف کا جانب صفت کے ہو جسے کسر و توصیفی کہتے ہیں اور وہ  
ضعیف مجموعہ مرکب اضافی کی اضافت جانب جمل کے اضافت لامی ہو اور صورت دوم میں یعنی  
جب کہ ضعیف جمل سے مراد ایسا شخص لین کہ زبون جمل ہی بجای کسر و توصیفی دست کی اضافت  
جانب ضعیف کے اضافت لامی ہوگی اسواسطے کہ اب ضعیف صفت دست نہیں ہو اور اضافت  
ضعیف کی جانب جمل کے اضافت مفعول ہو جانب فاعل کے اور اسکا بیان شرح میں چھوٹ گیا  
اور واضح ہو کہ صورت ترکیب ثانی ترکیب اول سے اولی ہو اسواسطے کہ بین تقابل جمل کا علم سے  
قائم رہتا ہو ابیات

گر صانع ایزدی ز راز ازل مصاحبت مذہبت      تا سازد امتیاز تو خاطر نشان علم  
الآد آستان حسرتیم فطانت      ذیل ملازمت نزوی بر میان علم  
ساز و مغل او صانع الہی فاعل اور امتیاز مفعول اور الاحرف استثناء اور مفعول بیت اول مستثنیٰ  
اور دامن بر میان کسی زبون عبارت ہو اس کے متعدد کرنے سے کسی فعل کی طرف یعنی صانع الہی کو  
پہلے سے اگر اسکی مصاحبت نہ توئی کہ تیری امتیاز علم کو سمجھا دے کہ مادہ علم میں ممدوح کے سوا کوئی  
متمیز اور ممتاز نہیں ہو تو علم تیرے حریم دانائی کے آستان کے سوا دوسرے کا ملازم نہوتا یعنی  
دوسرے کسی کو علم روزی نہوتا اور اس صورت میں تیرا امتیاز کیفیت علم ہونا اور ممدوح غیر معلوم  
رہتا اسواسطے کہ تمیز ایک چیز کی جو دو طرف میں متحقق ہو متبقی اسے الاشیاء ثلوث باضداد نامین  
پائی جاتی پس علم اور دن کو بھی نصیب ہو اور اس تمیز نے صورت دکھلائی کہ تیرے علم کو کسی کا  
علم نہیں ہو پوچھا۔ (از مترجم الاحرف استثناء مفید معنی حصہ ہو اور چوتھا مصرع جو مستثنیٰ منہ ہو اس کے  
متعلق۔ اور مصرعین اخیرین جزا اور مصرعین اولین بشرط اور قطعہ جملہ شرطیہ ہو۔) ابیات

نزوی ز روی نسبت اجزا یکدگر      ترتیب دادے بہ تصور جہان علم  
دردل فناد سایہ طبع بلند تو      گفتم کہ این سزد و بصفت آسمان علم  
آشفقت گشت طبع غیوم کہ بلان خموش      زین پس غلط کن کہ بلند شان علم  
گرسا طبیعت او مہبطیش ہست      آن ذرہ سے سزد کہ شود لامکان علم  
اس قطعہ چار بیت کے معنی یہ ہیں کہ جس روز خیال کے میدان میں گھونٹا معنی کی گھونٹ  
علم کے اجزا کو فراہم کر کے میں ترتیب دیتا تھا اور جہان بنا دیا اور آراستہ کرتا تھا اور آسمان کے  
یہ درکار تھا کہ دفعہ میرے دل میں تیری طبیعت بلند کا سایہ پڑا میں نے کہا کہ یہ سایہ بلند کی

راہ سے اُس جہان کا آسمان ہو تو مناسب ہو میری غیرت مند طبیعت پر ہم ہو کر لونی کہ بعد ازین علم کی شان بلند ہو اس واسطے کہ تو نے علم کی شان کو ایسا بلند جانا کہ جہان علم کے لیے آسمان سا بطبع مدوح کو تجویز کیا اور تو نہیں جانتا کہ اُسکے سا طبیعت کے لیے فرو گاہ ہی نہیں اور بالآخر اگر کسی محل پر اترے تو وہ اُسکی منزل اور ہی کہ لامکان بنایا جائے اور بیت سوم کے مہرچ دوم میں زین پس کی جگہ زین پی بھی دیکھا گیا اُسکے معنی بھی بعد ازین کہ سکتے ہیں جیسے کہ لکھے گئے اور معنی پی کے سراغ میں اور مشار الیہ لفظ ازین کا وہ کلام ہی کہ بعد کات بیان کے بلندست شان علم واقع ہوا اولیٰ علم از مترجم۔ نسخہ زین پی غلط مکن کہ بلندست شان علم مشہور اور راجح ہی اور زین کا مشار الیہ شارج نے بیان کر دیا اور پی غلط کر دن اصطلاح مشہور ہی اور ذرہ با ذرہ والک رب الای ہر حسینہ والاسے کو بان کذا نے المستغف

### قصیدہ و نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بیت

اُنکہ گر خش برا فلک جہا نذر دشت نسر فلک ارتقش شمش سنیہا  
یہ قصیدہ نعت میں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا معنی بیت یہ ہیں کہ مدوح وہ ہے کہ اگر گھوڑا اپنا آسمان پر پھیرے اور اُسکو جولان دے کہ گس آسمان کی بیچ اُس گھوڑے کے سم کے نقش سے سینہ باز یعنی دورنگ ہو جائے اور اس سے یہ قصد کیا کہ اگر گس فلک جو آٹھویں آسمان پر ایک ستارہ ہے اُسکی پشت سم کی خراش سے دورنگی حاصل کرے مقصود یہ کہ اُس گھوڑے کے سم کی صلابت آٹھویں آسمان پر یہ کام کرتی ہے اور کر گس اور بازینا الفاظ میں اور بجائے نسر یعنی نسون میں لفظ شیر بھی دیکھا گیا اس صورت میں اضافت لامی کے اعتبار سے شریک فیض برج اسکی پیچ سم کے صدر سے سجے کر دو رنگتے بائے گئی  
اُنکہ گر افی رخش روداندر تہ خاک دل محمود برون آورد از زلف ایاز

محمود کا دل زلف ایاز سے ایسا نہیں اوجھا ہوا ہے کہ اسکے علاحدگی جو دہان سے بحالت حیات محال تھی مرنے کے بعد ممکن متصور ہو اور اب دونوں خاک میں دفن ہیں اُسپر نظر کر کے کہتا ہے کہ مدوح کے نیزہ کا افی اگر خاک کی تہ میں گھس جائے محمود کے دل کو کہ اسکا زلف ایاز سے نکلتا از قبیل محالات ہے یا نہ نکال لائے لیکن امر محال کو موجود کر دے۔ نیزہ کا افی سے ایسا تشبیہ دی کہ خاک کے پیچے جانا افی کا کام ہے اور نیزہ صورت میں افی سے بہت



## مشابہ جو بیت

شعاعہ خاطر اور اوج شہر چشمہ مہر گرہ خامہ اور اوج اثر خندہ راز  
مصنف خاطر مدوح کی روشنی کی تعریف کرتا ہے اور لفظ جو خبر ترکیب میں سوال کے طریق پر ہے  
اور چشمہ مہر اسکا جواب ہے اور مصرع ثانی کی طرز ترکیب بھی مثل اول مصرع کے ہے یعنی جو کچھ  
اسکا ظلم لکھتا ہے تمام راز لکھتا ہے بیت

تا بادیر رایت ز زمین مرغانرا سایہ بر چشمہ خورشید نقد و پرواز  
قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ہوا میں جانور اور تہا ہے سایہ اسکا کہ مکدر ہے زمین پر کہ مکدر و رت رکھتی ہے  
آفتاب کی جگہ سے کرتا ہے اور اس بیت میں روشنی رائے کی تعریف ہے تو کہتا ہے کہ اگر تیری جگہ کا  
شارہ بجائے آفتاب زمین کے موافق تیرہ اور مکدر نظر آئے اور زمین آفتاب کی مانند روشن  
ہو جائے اور سایہ مناسبت مذکور کی وجہ سے آفتاب کی طرف گرہگا۔ بیت

اعتبار صدق از نسبت درست ملی انوری گروہ از منہ منم از شیراز  
بیت کے معنی ظاہر ہیں مگر ترکیب اسطرح کہنی چاہیے کہ لفظ بے اس دعوے کے قول کرنے کے  
واسطے جو صد بیت میں ذکر ہوا اور مصرع ثانی کا مفہوم دلیل دعوے کی صورت ہے۔ اور بعض  
تفسیر میں بجا ہے لفظ بے کے لئے دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر اسطرح ہو سکتی ہے کہ اعتبار صدق  
مولیٰ کی نسبت سے ہے مگر میں شیراز کے سیپ کا مولیٰ ہوں اور انوری منہ کا نو کے سیپ کا مولیٰ  
اور اس صورت میں مولیٰ کی تقدیر سیپ سے پیدا ہوئی اور یہ پہلا اور تقریباً سبکی تیسری۔

## قصیدہ و منقبت شیر دل دل سوار سپہ سالار گفتہ بیت

این بارگاہ کیست کہ گویندے پس کا و اوج عرش سطح حقیض ترا ماس  
یہ قصیدہ تعریف میں شیر دل دل سوار سپہ سالار میدان کارزار امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کے عرض کیا اور تمہید اس کے بارگاہ آسمان جاہ کی صفت میں کی ہے اور لفظ کا و مصرع و نظم  
از روی ترکیب حرف مذاہب اور بارگاہ منادی اسکا۔ اوج عرش مبتدا اور ماس اسکی خبر اور مکمل  
کے معنی ایک دوسرے سے ملا ہوا اور سطح کے معنی بام اور معنی حقیض سبی بام ہے یعنی اسی  
بارگاہ عالیجاہ عرش برین کی بلندی تیرے بام نسبت کو ماس یعنی لائق ہو۔ بیت  
منقار بند کردہ ز سستی ہزار جا تا اولین و یہ پچہ آن طائر قیاس

یعنی قیاس کا پرند جو بلند پروازی میں مشہور اور معروف تھا اُسے بارگاہ رفیع الشان کی پہلی

کھڑکی تک پہنچنے میں سستی اور تکمان سے ہزار مرتبہ پہنچ بند کر لی۔ بہت

ز سایہ اش لباس سید کرواز علو۔ ذکر کردہ نور مہر ز طائفہ دودہ اش لباس

یعنی بارگاہ اسقدر بلند ہو کہ کسی چڑیا کا سایہ نہیں گرتا اس واسطے کہ بلند چڑیا کا سایہ بہت چیز بڑا

اور بارگاہ سے بلند کوئی چیز نہیں ہو اور آفتاب کی دھوپ اُسکے لباس کو زین نہیں کرتی اسلئے

کھٹک چہارم مقام آفتاب سے بالاتر ہو۔ بہت

گر بشنود نسیم ہوئے سریم او۔ بر مغز نور بہار مجوم آورد عطاس

بشنود فعل اور بہار مصرع دوم میں فاعل اسکی اور معنی بشنود کے ہو بدیع لے اگر اُسکے ابوان کی

سطح پر او بہار ہو گئے تو اسکو چھینک پر چھینک آنے لگے اور عطاس معنی عطسہ ضمیر سے ہو بہت

مجوی از بلاوت خضم و شعور است۔ کیفیت کہ کردہ قضا نام آن نفاس

معجون صینہ اسم مفعول کا مشتق پر معجون سے کہ خبر کرنا منہ اُسکے ہیں اور معجون وہ چیز ہو کہ دو یا زیادہ

چیز سے مرکب ہو کہ دشمن کی حماقت اور کندہ بینی اور اُسکے شور سے ایک معجون طیار ہوئی کہ

قضا نے اُسکا نام نفاس یعنی پینک رکھا ہو۔ لفظ است کا پہلے مصرع میں فعل اور کیفیت فعل

اسکی اور نفاس بضم اول عنودگی اور اونگھ۔ (از مترجم است فعل ناقص اور کیفیت موصوف

باصفت یا موصول مع صلیہ بعد اسم اسکا اسم پر اور معجون موصوفہ تعلقات مابعد اسکی خبر ہو اسواسطے کہ

جب لفظ است نامہ ہو اسم اسکا فاعل کہنا نامہ ہو اور ممکن ہو کہ کیفیت بمتعلقات مابعد مبتدا کیا جا

او لفظ معجون مع تعلقات خود اسکی خبر اور لفظ است کا حروف روابط سے ہو بہت

باصتقل ضمیر نوچن عکس آئینہ۔ مرئی شود زطل بدن صورت حواس

معنی یہ ہیں کہ اگر خیرے دل کا بصیقل کر بدن کے سایہ کی تیرگی دور کرے تو اس میں حواس کی صورت

اسطرح ظاہر اور نمایان ہو کہ جیسے آئینہ میں عکس کسی چیز کا معلوم ہوتا ہو۔ ممدوح کی فطر شخصہ

کی فطر سے نالیش حواس بدن کے سایہ سے ارادہ کی کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہو کہ اسواسطے کہ حواس

بدن سے محسوس نہیں ہوتے بدن کے سایہ سے محال ہیں لفظ مرئی مفعول معنی دیکھے ہوئے کے

(از مترجم میرے نزدیک توجہ بہت کی یہ ہو کہ تیرے دل بصیقل کر کے بصیقل سے بدن کی

تیرگی جوشل رنگ بھی اسقدر زرد و دہ اور دور ہوئی کہ بدن کے روشن ہونے کا تو کیا ذکر ہو بدن کے

سایہ سے سیاہی دور ہو کر ایسا مصفا اور بخلافہ سایہ ہو گیا ہو کہ حواس موجودہ بدن سایہ بدن

ایسا کہ جس میں اور مری ہو تا ہے کہ جیسے آئینہ میں عکس نمودار ہوتا ہے اور اس میں مبالغہ روشنی وغیرہ  
زیادہ ہو نسبت تو جیسے شراح کی اور اس توجہ میں صیقل ضمیر کی جو بدن کی نسبت ہو تو تر ہو نسبت  
سایہ بدن کے جو توجہ شراح میں ہو اس واسطے کہ دل اور اس کی روشنی کو بدن سے زیادہ قرب اور خلوت  
ہو نسبت سایہ بدن کے کہ لاکھنی اور لفظ مری صیغہ اسم مفعول کا ہے مصدر رویت سے یعنی دیکھ

نکے کہ مری مفعول ظاہر لفظ اسم مفعول کا ہے کہ گویا یہ بہت

بہت زیادہ صورت شان منکس شود اگر یہ ضیا کند ز ضمیر توافقت باس

معنی اس بہت سے ظاہر میں لفظ شان فارسی کے محاورہ میں ضمیر جمع ہو اور راجع اس مرجع کی نظر  
ہو کہ مقتضی ضمیر جمع کا ہے اور وہ بجز لیل و نہار کے نہیں اور اس مقام پر ضمیر مذکور محل بہر گیر میں واقع  
ہوئی ہے۔ معنی اس طرح کہ سکتے ہیں کہ شب و روز بہر گیر منکس ہو جائیں یعنی شب و روز کو پیدا  
کرے اور روز حکم شب کا اگر چاند تیرے ضمیر روشن سے روشنی حاصل کرے یعنی چاند تیرے بدل سے  
نور لینے کے سبب اس درجہ روشن ہو جائے کہ آفتاب اسکے آگے چاند کے مثال نظر آئے لفتبار  
کے معنی چٹا اور شیک اس بیت کی عبارت میں مسامحت کو دخل ہوا اس واسطے کہ اگر تقدیر ہر عروج اول  
یہ ہو تو لیل و نہار نسبت ہم منکس شوند مبالغہ نہ تھا۔ (از مترجم)۔ اعراف نادست ہو اس واسطے

کہ جمع میں احاد اور افراد معتبر ہیں۔ بہت

جاہ ترا سپہر سندی بود کہ بہت از آفتاب شعشعہ در گردش قطاس

یعنی تر تیرا ایسا بلند ہے کہ آسمان اسکا گھوڑا ہو اور شعشعہ آفتاب سے اسکی گردن میں قطاس زیادہ اور  
نزدار ہے۔ آفتاب شعشعہ محمول بر قلب ہے گویا ان خدایہ کے قبیل سے اور قطاس بضم اول چنور کہ  
پاتھی گھوڑے کے سر پر لگاتے ہیں اور بعض نسخوں آفتاب و شعشعہ واد عاطفہ کے ساتھ ہے  
درین صورت معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ مشہور ہو زبان سلف میں چنور کے ساتھ ایک آئینہ اسکی  
زینت کو لگا دیا کرتے تھے اس حالت میں آئینہ چنور کے بالوں میں بچینہ آفتاب اور شعشعہ کے  
مشابہ ہو گا اور بوز اس جو بہت آئینہ میں واقع ہوا نام شاعر ہو

قصیدہ در نقبت امیر خاقین ابو الحسنین کی م اللہ و جہ بیت

منم آن سحر بان کز مدو طبع سلیم بنو ناطقہ نام حسنم بے تعلیم  
یہ قصیدہ در نقبت میں امیر شریک و خوب حضرت ابو الحسنین رضی اللہ عنہ کے کہا اور تمسید اسکی

اپنی فرسے کی اور سنی بیت یہ ہے کہ میں وہ جادو بیان ہوں لیکن ایسی باتیں جادو کی بھری کتا ہوں  
 کہ قوت ناطقہ اپنی طبع سلیم کی مدد سے میرے سخن کا نام بلا تعظیم نہیں لیتی بیت  
 منہم آن یایہ فطرت کہ اگر انصاف بود باوجود منتوان گفت باندیشہ نصیم  
 عالی فطرتان منصف پر پوشیدہ نہو کہ پر خیر سخفے کے لیے مبدرا اندیشہ ہے اور میں وہ سر پر فطرت ہوں  
 کہ جہان میں اگر انصاف ہو جب تک میں موجود ہوں کوئی اندیشہ کو نصیم کہے - بیت  
 گر بیا و سخنم عود بر آتش باشد حشر اموات شود ہر طرف از نشر تنیم  
 اہل معنی جانتے ہیں کہ اس بیت میں مصنف نے اپنے سخن کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے لیکن اگر  
 میرا شعر جان خش بڑھ کر عود کو آگ پر رکھیں تو اسکی خوشبو جہان تک پہنچے مرنے والے ہو جائیں تو  
 از حجاب تنیم بکہ عرق دابر ہوں صورت شیشہ بر آرد زلال تنیم  
 یعنی میرے سخن کی شرم کے سبب تنیم سے جو بہشت میں ایک چشمہ ہے اسقدر پینا نکلا کہ تنیم کا  
 پانی شیشہ کی صورت بن گیا اسواسطے کہ شیشہ بظاہر پانی ہے اور حقیقت میں سنگ افسردہ تنیم  
 جواب رکھتا ہے کہ میری لطافت سخن کے آگے اسکا عرق ہو ورنہ درحقیقت وہ بھی حباب کے  
 قبیل سے ہے اور از مترجمہ - زلال کے لفظ سے نکلتا ہے کہ تنیم کو حباب اور شرم شیرینی کلام مصنف سے ہے  
 گو لطافت بھی اس میں شریک ہو جسکو شراح علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہے اور شیشہ کی صورت جو شفاف  
 اور اندر سے خالی ہے تنیم کا بھانا اس علت سے ہے کہ شرم سخن کی وجہ سے کہ تنیم اسکی شیرینی اور  
 لطافت کو نہیں پہنچتا اسقدر پینا لایا کہ اندر سے خالی ہو گیا - بیت  
 فوج فوج ست معانی بدلم در پرواز ہجو مرغان اولی جنبہ در باغ نصیم  
 یعنی میرے باغ دل میں فوج کی فوج معنی کے پند پرواز کرتے ہیں جسطرح باغ بہشت میں مرغان  
 اولی جنبہ خواہ ملائکہ مقدسہ مراد ہوں یا کہ ارواح اولیاء اللہ بیت  
 فوج از نسبت سبحان بسبح عار کند گر کم طرز سخن باد صبار العظیم  
 اہل فصاحت پر اس بیت کے معنی پوشیدہ نہیں کہ از روئے ترکیب مصرع ثانی کا مفہوم کثرت  
 مقدم ہے حاصل معنی یہ کہ باد صبار جو مٹی سنگینی اور شادابی چننے کی ہر طرح سے مستعدانی مجھے سیکھنے  
 اور تعلیم دے اور بعد از ان چننے کو شکفہ کرے تو چننے خوش بیانی میں یہ صفت پیدا کرے  
 کہ اگر سبحان کی نسبت سے جو مشہور فصیح ہے جار اور رنگ کرنے لگے - بیت  
 آن فرستند حکیم کہ لب بایہ عقل گیرم اندر حرمم جو گل نفس نصیم

فخریہ

فخریہ

فخریہ

ادماج  
ادماج

شناختان سخن چہی زہر ہے کہ جو ہر گل کنا چہرت جہر کل علیہ السلام سے چہیسا کہ اس کتاب میں بیان  
 لکھا گیا چونکہ امتزاج اور آمیزش عناصر کے میل سے نثرہ اور ترہا ہو جس قسم کو جو اختلاف عناصر کا نتیجہ ہو  
 اسکے محل میں کماں دخل ہوا سو اسطے مصنف کہتا ہے کہ میں وہ دانا حکیم ہوں کہ مجھے جہر کل جہاں  
 فطرت کا جانتا ہوں جسکی فطرت علل تھی خاصہ یہ کہ سیری دانش کو جہر کل نہیں ہوتا چنانچہ اور بعضے اسطے لکھا  
 کرتے ہیں کہ کسی حکیم کا کام نہیں ہے کہ جہر کل علیہ السلام کے حصو میں درمیں کے معالجہ میں جرات  
 کرے اور میں وہ حکیم ہوں کہ اسکے طرح میں علاج کرنے پر سبقت کرتا ہوں اور جہر کل میں بجایہ جہاں  
 فرض کرنے سے تفاوت میں انہیں ظاہر ہو سمیت

گر باز یہ بشوم لازم ارباب کلام خندہ جو ہر فراست دلیل تقسیم  
 چہر شناسان سخن پر پوشیدہ نہیں کہ اس بیت میں مضمون بطریق کلام محلی اور ردی کے ہر اپنے حکایت  
 کرتا ہے کہ متکلمین جز لا یختری کے اثبات اور علیا اسکے ابطال پر دلائل اور براہین قاطع لاتے ہیں چنانچہ  
 کتب مطول اور مختصر عقائد اور حکمت اُسے ملو میں اور ترکیب بیت یہ ہے کہ مقررہ اول جو مضمون شہرہ پوشیدہ  
 اور مخرج دوم کہ جز لا یختر لا یختر ہو جز ہو اور یا یہ وہ جز ہو کہ اُس سے ٹھیکیں اور لازم ہم فاعل ہو یا فاعل  
 سے معنی الزام دینے والے کے اور جو ہر فرد متکلمین کے نزدیک وہ جز ہو کہ تجزیہ کو قبول نہ کرے اور معنی بیت  
 یہ کہ قطع نظر دلائل صحیحہ و علل معتبرہ سے اگر متکلمین کو بازی اور ٹھیک کو دین الزام دینا چاہیں  
 جو ہر فرد کہ شدت تشکی کے سبب دہان معشوق سے کیا ہے اور مجبور کے اتفاق سے مصداق

جز لا یختری مشہور ہو اسکا خندہ چہرہ پر دلیل واضح ہو والدہ اعلم سمیت  
 زہر خندی کند از چشمہ طعم بہشت در دکان علالت نکشاید آفتنم  
 پاشنی یا دکان سخن پر پوشیدہ ہو کہ مصنف اپنی شیرینی طبیعت کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے کہ اسطرح  
 اگر چشمہ طعم بہشت میں طبیعت کا بہشت پر زہر خند کرے وہ زہر خند اسقدر شیرینی دے کہ کسہم چشمہ  
 بہشت اسکے آگے شرمندگی سے دکان نہ کھولے پس اسکے شکر خند کو بہن سے قیاس لکھنا

چاہیے کہ کس در جہر ہو گا۔ سمیت  
 باسن انجمل معارض شدہ نمنفعل کہ گرش مع کتم این بودش مع عظیم  
 کہ بعد قرن و اگر بد ہی گند عقل اول برابر ہن شیش تقسیم  
 اس قطعہ کے معنی یہ ہیں کہ چندان محتاج شہرہ نہیں ستفعل لغت میں وہ ہے کہ دوسرے  
 اثر قبول کرے اور متفعل جو ایسا نہ ہو ویسا ہی رہے جسے بعض سپاٹ کہتے ہیں کہ کتاب کو کچھ

براء جہالت ایک نامفعل مزاحم اور مقابل ہوا کہ اگر اسی طرح کہوں اس طرح بر تو اس کے لیے بڑی تعریف ہو کہ سو قرن کی مدت میں امر یہی کہے دلیل ظاہر ہو عقل اول باوجود قوت تعلیم لائق حکم سے نہ سمجھا سکے از مترجم مصرع ثانی میں لفظ ہوا کہ اس طرح اول مشہور ہو اور اس صورت میں بیت ثانی دلیل ہوگی اس عہد کی جو مصرع دوم بہت اچھا ہے لفظ زبان چ کا جو نسبت کی اور عہد بہت اچھا ہے۔

انکہ امر تہذیب و اوج حقیقت اور اس کی لطیفیت پر لطافت اور اس کے سامنے اندیشہ میں کثافت اور جہالت ہو از روی ترکیب اوج مبتدا ہو اور حقیقت اس کی خبر ہو اور اس طرح ترکیب میں کلمہ اندیشہ اور جسم ہو۔

آید از دور جو سیلاب سیاہی بنظر مستأثر شود از برق عتابش جو نسیم

ترکیب میں آید فعل اور نسیم فاعل جو دوسرے مصرع میں ہو فاعل اور سیلاب سیاہی مشبہ جسمی ترکیب اور نسیم مشبہ جسمی عقلی کہ پیشتر اس کو از برق عتاب سے حسہ قرار دیتا ہو اور اس کو ستارہ تھنیدہ کہتے ہیں اور لفظ شود کا مصرع دوم میں فعل اور برق عتاب کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے ہی عتاب مراد ہو فاعل اس کا یعنی اس کے غضب کی بجلی سے نسیم جو ہوا ہے لطیف ہو از برق قبول کرے تو وہ جلیکریا سیاہ ہو جا پھر چلنے میں ایک سیلاب سیاہ نظر آوے جلی ہوا کے بہنے کو کالی سیلاب کا چلنا خیال خوب ہو۔

از مترجم مصرع برق عتاب میں اضافت تشبیہی ہو اور سوزش اور حرارت و مجسمہ ہو کہ اضافت بیانی ہے چشم اشمل بصفت دیدہ احوال گردد گر حسام تو نگاہش اشکاف بد و نیم

چشم اشمل وہ جو جسکی تہی سیاہ اور روشن ہو اس واسطے کہ ولایت میں شہلا وہ گرس ہو کہ زردی کے بجائے اس میں سیاہی ہو نظر بران چشم سیاہ کہتے ہیں اور یہ فعل التفصیل نہیں ہو کہ واسطے کہ اخوات اور انشال اسکی نظر سے نہیں گذرے بلکہ فارسی میں اس وزن پر متعل ہو اور احوال جواب کو دود اور خلاصہ یہ کہ مدوح کی تلوار مونشکاف چشم اشمل کی نگاہ کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو چشم اشمل دو میں ہو جائے از مترجم قاموس میں ہو اشمل مکررہ و اشملہ بالفم فعل الزنق فی الحدقہ و حسن نہ ان تشوب الحدقہ حمرة و لیست خطیون کا اشکاف و لکن اقلہ سواد الحدقہ تھے کہانہ لیزرب الی الحدقہ

شمل کفرج و اشمل اشمل لا و انعت و اشمل و شملام بہت

گر لہان گرد رای تو در بینائے نامبر و کن یہ شود تو ترسیم

مرای مدوح کی تعریف میں بالادہ کرتا ہو کہ اگر رای تیری دیا ہے عمان یعنی سمندر کی جانب نظر فرمائے

موتی اس درجہ روشن ہو جائے کہ خیالی بین پہلی کی نیابت کو نہ اوار ہو اور اس میں یہ نہ ہو کہ گورنیم اور لغو

حیثیت ہو۔ بیت

بر کا ضربت گزرتو در آید بفسر در بد نہا شود از ضربت او عظم بریم  
یعنی جس کیسے خیال میں ترسے گزرتو ان ٹکس کی ضرب آوے اور سایہ اس خیالی ضرب گزرتو

لوگوں پر گوسے تا مہمان اسکی پس جابجیست

بشریت درین واقعہ کا صحیح نیست من سلسوی لغو شد بز قوم و مہم  
اور بیت قطع بند بیت اول کی پر از مترجم۔ بیت اول یہ ہو۔ بیت

کو دہند اہل محبت نعم لطف ترا کہ ستانند عوض ماندہ باغ نعیم۔

اور ذکر اسکا با بن غرض یہ کہ اصحاب کا لفظ جو یہاں صریح میں فاعل ہو اور فرزند دوسرے صریح میں

مفعول واقع ہوا مقتضی اسکا ہے کہ فعل بصیغہ جمع لانا ہے کہ فارسی میں فعل متثنیہ و جمع کا آتا ہے اور مفعول

لائے میں پس جائز ہے کہ فعل مفعول ہوا و فاعل بصیغہ متثنیہ و جمع لادین اور ممکن ہے کہ تادیل جمع کی بلفظ بعد

اور نظر اس کے معانی سے اٹھالین اور جمع کا لفظ مفرک بلکہ مذکور کہ میں چنانچہ فیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ

بجائے اصم و اکم کے استعمال کیا ہے چنانچہ متاخرین اسکی رعایت کم کرتے ہیں۔ (راز مترجم شاعر علیہ الرحمۃ سے

ان توجہات کا لانا محل تعجب ہے اس واسطے کہ فرزند کا لفظ صریح ثانی میں خود بصیغہ جمع ہے نہ بصیغہ مفرد

جس کے لیے ضرورت توجہ تادیل کی ہوتی اسکے علاوہ سندین لانا صمد و کم کا بجائے اصم و اکم کے

اس مقام پر عجیب تر ہے بیت

داورے بلندے تو ہمیں توہین بنت کہ حکیم ست عدلیت چو خداوند عظیم  
اس میں حرف الف جو لفظ داور کے ساتھ متصل ہے اظہار عرض کے واسطے ہے نہ اس کے لیے مقصود

نہ تو کہ داور زائد نہ ہو جائے اور اس لاف کی تحقیق میں شامیں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بیت

آنکہ از روضہ لطف لکھو فیض پذیر کہ بود بغیرت فروس ز بس ناز و نعیم  
گزشتہ تفسیر با ست بد بخش سازند نشود تا ادبش سلب حیات از نعیم

بیت اول کا مفعول دوم جملہ مفعول ہے اور اسکو مشروط بھی کہتے ہیں یعنی جسے تری نہ رہائی کے

باغ سے فیض حاصل کیا ہے اور وہ باغ ایسا ہے کہ بہشت کو اسکے ناز و نعمت سے شک ہو جائے اگر

اسکو نہ لکی تو اس سے دھمکے کر ڈالیں نہ اسکو نہ لکے اس سے حیات کا قطع حال و زمینع ہو جائے

آنکہ و تو کہ ہونے کے بعد زندگی حال ہو اور یہاں یہ ایک ٹکسہ کو جو دعا کا کلمہ ہے

کس کا کر

تند لک

اے کہ در عالم اجسام جیسا نہ اگر  
 بے نفع افساد عوارض کنی اور طبع سلیم  
 گفتم کہ تیرے کہ تیرا رابہ نگہ سے باشد  
 پیشتر از دل عاشق شنود گوشت و تنم  
 معنی اسکے ارباب حکمت پر پوشیدہ نہیں اور وحید ہیں اے مدوح اگر جہاں اہل ان میں حکیموں کی طرح  
 اپنی طبیعت میں صحت سے تو بیماریوں کے فساد کو دور کرنا چاہے تو جو بات جیت معشوق لوگ نظر کی زبان  
 کہنے ہیں اور عشاق باہمی مناسبت اور محبت سے سن لیتے ہیں بہرے تھہرے کوکاشیوں کی  
 دل سے پیشتر اس گفتگو کو سماعت کر لیں ماحصل یہ کہ ہر سہ اسطے درجہ کے کان دہلے اور فانی ہوا  
 اے کہ بانبت سے فلک غم تو سپر خ  
 نے نصیب از حرکت کردہ جو طالعیم  
 خطا ملت میں ہم کے سرے کو گول لکھتے ہیں اور سفید نقطہ اس کے بیچ میں چھوڑنے میں حرا سنے  
 طالعیم اسے کہتے ہیں لیکن اور حرفوں کے دائرہ برابر اسے حرکت نہیں ہوا سنے کندی اور کندی  
 مشبہ آسمان کا مقابل ہے غم ممدوح کے کہتے ہیں

آسمان نہیں حصر شکوہ تو کند  
 در میان گیر اگر دائرہ راقطہ جیم  
 یہ کلام تعلیق الحال بالحوال پر ہے نوان آسمان جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے تیرے شکوہ پر اہموہ کو  
 حاوی ہو اگر جیم کا نقطہ جیم کے دائرہ کو کہ محیط اس نقطہ کا ہو احاطہ کرے یعنی یہ حال ہو تو وہ بھی حال  
 اور ناممکن ہو ایسا بات

شکر مند کہ ازان جمع نیم گرچہ زمیں  
 ہمہ احوال تسبیح آمید و افعال دیم  
 خود در زنی کہ بعد جلد اگر راہ کتم در بر سے  
 دلم از غصہ شود بچو دل بستہ دیم  
 کہ چہ معنی کتم از سفند نہادان با غیر  
 وز چہ برصد ز شینان بنام تقدیم  
 ان تینوں بیت کے معنی ایک دوسرے سے ملے جملے ہیں اور مصنف نعمت کا شکریہ جناب  
 الہی میں ادا کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میں اس گروہ سے نہیں ہوں ہر چند کہ مجھے بے فعل  
 سرزد ہوں کہ سو کر چکر سے اگر کسی مجلس میں ہو چوچون کو میری عادت کسی مجلس میں جانے کی  
 نہیں ہو اگر جاں پہنچی تو میرا دل رنج کے مارے بیتاب ہو جائے کہ کس واسطے دنیا کے مسئلہ کو کون سے  
 پیچھے رہوں اور کس لیاقت کے برنے پر جان کے مسئلہ نشینوں سے نہ بڑھ کر بیٹھوں سا سوا سنے  
 کہ اس جماعت مبتلا سے بلا کا حال ہو کہ جب کہیں جائیں تو پیچھے بیٹھنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں اور  
 مسئلہ نشینوں سے بڑھ چڑھ کے نہیں بیٹھتے کہ اتنی لیاقت نہیں اور اسی افسوس میں رہتے ہیں  
 اور بعضے سخنوں میں مجاہد کے تلامذہ دیکھا گیا۔ درین صورت تقریر اس طرح ہو سکتی ہے



اور دنیا کے صدر بیٹھے والوں پر کس دھڑ سے بڑھ کر بیٹھوں اور یہ بیٹھنے کے لیے سب قریب و  
 کہ سفوں سے اگر کچھ بیٹھوں تو عزت میرا کھٹا نہیں اور شہر والوں سے اور بیارہوں تو کچھ رتبہ میرا  
 نہیں پس میں ان لوگوں سے نہیں کہ ان باتوں کا منصوبہ باندھا کروں

## قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیم گوہر دہم

صبح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و لعلم گدا کلاہ منکج نہاد و شہ دیہم  
 نشا طالع بکد کے نشو و دانا بجز ترانہ اطفال و ترانہ مذہبیم  
 یہ قصیدہ نسل اب تسنیم شاہزادہ سلیم کی مدح میں کہا ہے جو تاج سلطنت کا گوہر و ادبیت اچھا کہا ہے  
 اور قصیدہ اسکی عید کی خوشی کے لوازم سے بیان کی گئی ہے عید کے صبح کو کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے ناز و  
 نعمت کے مقام پر خوش و خرم تھا فقیر کی ٹیڑھی کو بی دیکر اپنی جھک میں سرشار ہے اور  
 بادشاہ ہے تو باک تاج رکھے ہوئے سلطنت کے نشہ میں چور ہے۔ خوشی اسقدر کہ دانا لوگ بچوں کے  
 کیت غزلیات اور مصاحبوں کی نثر لیات کے سوا جو محض بیہودہ ہے دوسری بات پر کان نہ لکھیں  
 یعنی خوشی کے نامے اپنی دانائی کا پاس نہیں کرتے اور بالکل مصاحبوں کا انداز اختیار کر لیا۔  
 ترکیب میں پہلی بیت کا مضمون دوسری بیت کے مضمون پر محمول ہے کہ وہ مبتدا ہے اور یہ خبر ہے  
 از مترجم۔ ترکیب شارح محل تامل ہے۔ صبح عید موصوف اپنی صفت مابعد کے ساتھ  
 متعلق بیت ثانی ہو سکتا ہے یا مبتدا اور خبر اسکی محذوف تقدیر لفظ بود یا بہت کے م بیت  
 براز معالفت ناز کان لبس شجاع لب از مصافحہ شاہان ہو سکتا ہے۔  
 یعنی عاشق لوگ بیہر کہ معشوقوں سے ملتے جلتے اور انکو گلے لگاتے تھے اسواسطے کہ عید سے پہلے  
 یہ نازک بدن اس بات سے چونکے جت اور ملتے کم تھے اور عاشقوں کو گلے سے نہیں لگاتے تھے۔ اب  
 یہ حال ہے کہ عید کی خوشی میں عاشقوں سے ملتے ہیں اور انکو گلے بھی لگاتے ہیں اور عاشقوں کے  
 لب معشوقوں کے دست بوسی سے سخی داتا ہو گئے اسواسطے کہ پیشتر سے کی آرزو نکلتے لب پر آتی تھی  
 مگر خوف کے سبب دے نہیں سکتے تھے اب خوب بوسہ بازی کو دے میں بیت  
 چشم و ہم زلفیض شکستہ روی ہر نمود چہرہ اسید اشت صورت ہم  
 اس بیت سے ظاہر ہے کہ جلد ارون کے نفوس احوال کی صورتوں کو دیکھ کر انکھن میں لگتے ہیں  
 اور اسے خوف میں ڈالتے ہیں اور وہ دراصل کچھ نہیں جوتیں اسواسطے کہتا ہے کہ زمانے کی شکستہ

صفحہ

کے فیض سے ڈر کی شکل و طرح کی نظریں امید کی صورت دکھلائی پڑی تھی لیکن خوف نے اس راہ  
امید کا رنگ پکا اٹھا کہ ہم کو بھی امید کے سوا دوسری صورت نظر نہیں آتی تھی بیت  
عندہ تسلیم نہیں بیت اور شیعہ قدرت شکست کو برقرار بر زبان کلیم  
معنی یہ ہیں کہ مہم کی ہیبت کا خوف ایسا ہو کہ کلیم کی زبان پر تقدیر میں اسے بات کا کوئی توڑ والا  
اسوا سطرے کے اسکی ہیبت قدر میں اثر رکھتی ہو اور از متر جم۔ بران میں نہیں کے معنی ترس  
اور بیم ہیں اور منتخب میں ہیبت کے معنی ہیں ترسیدن اور بزرگ داشتن پس نہیں بیت میں  
اضافت مثل کی طرف نہیں رہی جو ممنوع ہے الا شیعہ تقدیر سے مراد عالم مثال لیسنا مناسب ہے  
جو دنیا عالم شہادت کے مطابق مگر لطیف غیر قابل غرق و انقیام ہو اور موجودات پہلے اس عالم میں  
سہوئی ہو اس کے بعد اس عالم شہادت میں آئی ہو اور معنی بیت یہ ہوئے کہ مہم کی بزرگ  
داشت کا خوف وراے عالم شہادت عالم مثال میں بھی اثر رکھتا ہو اور یہ انتہا کا شاعرانہ  
مبالغہ ہو اور مضمون بیت حسن التعمیل کی قسم سے ہے بیت  
بعد محدث او کہ عالمان فساد ز بس ہدایت او طویل فاغ واذ انیم  
کشیہ فتنہ مغرول سہریر لجان دریدہ ظلم فراموش طبل زیر کلیم کے  
اس بیت کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ترے انصاف کے زمانے میں فساد کے عامل بیکاری کے  
سبب فتنہ اور تاویب کے در سے فارغ ہیں اور فتنہ اور ظلم کہ دونوں مثال فساد سے ہیں  
مغرول کی وجہ سے ایک نے سر لٹا دیں چھپا لیا اور دوسرے نے کنبلی کے نیچے نقاے کو  
پھاڑ دالا۔ زیر کلیم کنایہ طبل فراموش یعنی بے آواز نقاے سے ہے اور ظلم ترکیب میں موصوفہ  
اور فراموش صفت ہے سراز متر جم۔ بہار عم کتاب مصطلحات کی تجدید بہار میں ہے طبل در زیر کلیم  
دہقان کردن و دردن و گردن پوشیدہ رکھنا اس امر کا ہے جو نہایت درجہ ظاہر ہو سکے  
طبل در بدن اصطلاح ہے راز کے کھل جانے اور رسوا ہونے سے پس بیت اول کے معنی ہیں  
مہم کی بیکاری رہنے کی ہو اور یہ عمل فساد کرنے سے باز رہے بخیر اور در بین اور بیت دوم  
ظلم فراموش وہ ظلم کہ پہلے زمانہ میں واقع ہوا اور بہت مدت اس پر گزری تو خاطر خلافت سے فراموش  
ہو گیا ہو اور بیت دوم کے مصرع ثانی کے معنی یہ ہوئے کہ اس کے عہد محدث میں سابق کے  
ظلم جو خاطر ظلم الدس سے مدت و راز کے گزر جانے سے فراموش اور کسی کو یاد نہ رہے تھے ظاہر

رفاقت ہوتے ہیں کہ نثر اب ان کے مرکب ہوں اور یہ محاورہ فارسی اس قبیل سے ہے کہ اردو میں  
 میں فلاں کے سر پر خون بول رہا ہے اور ہر ایک سے محبت و ممانعت ہے اور ایک دوسرے پر  
 معصوف ہو اور عطف کا دونوں کے درمیان قدر بہت

برے ازمنہ اگر آستین برفشانہ شود بسی تموج زمان حال قدیم

یعنی بہت یہ ہیں کہ زمان حال جو ماضی اور استقبال کا ایک واسطہ ہے اور زمان ماضی میں زیادہ  
 طے ہونے اور قائم رہنے کے سبب اسکی حالت اور حیثیت کے بقا پر حکم ہو سکتا ہے اور اگر  
 ماضی تشبیہ آب روان سے فرادی ہے کہ چلتے پانی میں آنے والے قطرے گذرے ہوئے قطروں سے  
 نہیں کر سکتے اسی طرح حال کو ماضی سے علاحدہ نہیں کر سکتے۔ اور آستین افشانہ لکایہ وچکر  
 اول ناچا دوم رد کر اور یہاں پر دم ملاد میں لینے معوج اگر زمان حال کو رد کرے تو زمان حال  
 کرنے کی روش سے ماضی میں داخل ہو لینے اسکا داخل ہو مناسب کو معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کی  
 معلوم نہیں ہوتا تھا (از مرقم شرح کی توجیہ سے زمان حال کا قدیم ہونا نہیں نکلتا اس واسطے کہ معوج کے  
 ان حال کو رد کرنے سے معوج ہوا اور اسکا زمان ماضی میں چلا جانا معائنہ اور مہینہ ہوا اس سے ماضی  
 ان حال کی ظاہر نہیں ہوئی اس واسطے کہ قدیم اصطلاحی حکما کا وہ ہے جسکی ہدایت اور نہایت نہوا اور  
 رض اگر زمان حال زمان ماضی میں داخل ہو کر کاواحد ہو جائے تب بھی اسکی نہایت امتیازی زبان  
 جو ہے میں اس بہت کی توجیہ میں کہتا ہوں کہ چند دونوں معنی آستین افشانہ کے جو شرح نے  
 کے کتب مصطلحات فارسی کے مطابق ہیں مگر اس کے معنی کا حصر انہیں نہیں ہے بلکہ آستین افشانہ  
 غیبی کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے کہ سعدی علیہ الرحمہ کے ان اشعار سے مستفاد ہو سہ شہید کہ  
 اسے شتر + بیفتاد و شکست صندوق در + بہ لعل ملک آستین برفشانہ + و زانجاہ بخت  
 ب براند + آویزاشارہ حکم کا آستین سے قریب اسکے ہے کہ جسطرح ہاتھ کے کشادہ سے حکم دیتے ہیں  
 ت کے یہ معنی ہو گئے کہ معوج کا حکم اسطرح کا نافذ اور روان ہے کہ زمان حال کو ماضی اور استقبال  
 بیان جو مثل لفظ کے بہت ہی چھڑا اور جزو لایق ہے کہ حکم دے تو وہ زمان قدیم ہو جائے جسکا اور جو  
 اور یہ ایک مبالغہ شاعرانہ ہے اور ادعا ہے کہ اس کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے  
 ز فیض لطف تو شاید کہ ہے اسے رشتہ شہن شود باہل محبت دل کر شہمہ جسم  
 نے معشوق کے ناز کا دل بدون اسکے کہ عشق کا اثر ہو عاشق پر مہربان ہو جائے۔ (از مرقم  
 میں معنی کے یہ ہے کہ تیری مہربانی کا فیض اپنے اثر ہو چانے میں اسقدر غالب ہے کہ ناز معشوق کا دل

جو عاشق کی نسبت عشق کے اثر پر بھی موم نہیں ہو سکتا تھا اب بغیر اس کے مہربان ہو گیا ہے  
 زبور کا ان کرست کن لفظ اس کی نسبت کہ احتیاج کو ہر گز نہ است و نہ قسم  
 اس بیت کی ترکیب میں اور فعل کرم اس کا فاعل اور دوسرے مصرع میں احتیاج فاعل گرفتہ کا ہوا  
 گوہر و سیم مغول یعنی ترسہ کرم نے وہ پاکیزہ اور خوش آئین چیزیں ظاہر ہیں کہ جو اہل اور چاندی کی جیسا  
 کسی کو نہیں رہی اس طرح کے کلام کو مشتمل اس مطلب کے لیے کہنا چاہیے اور حرف کاف کو احتیاج  
 مستحق قرار دینا لازم ہے

ہماری قدر و اوجی گرفتہ و پرہیز کہ دام کسب شرف باز جید خوش عظیم  
 بیان معنی یہ ہے کہ باہمی محمول لفظ اوجی میں موصول ہو اور دوسرے مصرع میں باز جید فعل اور عرش فاعل  
 اس کا ہر چہ ترسہ مرتبہ کا ہوا اس قدر اوجی اور اہم کہ بے عرش نے جو بزرگی حاصل کرنے کے لیے طالب  
 بکھا یا تھا اٹھا کر کرکھا اس خیال سے کہ ایسے اونچے چڑھے ہوئے ہمارے نیچے ترنا خیال میں بخین کا  
 تہ تیغ زرا وہ دل طبع اگر شود آگاہ باصل خویش نیاز دزد شرم و ریتیم  
 بیت کے معنی یہ پیدا ہوتے ہیں کہ شود پہلے مصرع میں فعل اور دزد ریتیم کہ موصوف اور صفت کا مجموعہ  
 فاعل اس کا ہر چہ ترسہ دل اور طبیعت کے قیمتی چیز سے اگر کوئی خرابے تو اپنی اصل کی طرف  
 رجوع کرے یعنی پھر جانی ہو جائے بعض نشوون میں نیاز کی جگہ تباہ نہ لکھا ہو اگر اس لفظ کا اصل ہونا  
 ظاہر ہو اور اصل کہنا لفظ شرم کی خواہش سے ظاہر ہو (از متوجہ شہ شہ سے تعجب ہو کہ ایسے خوشگ  
 ذرا کیا جسکے سبب سے شرم یعنی اور ناموزون ہو یا ہو اور اس لیے خوشگ کہیں کیا ہو مگر ناز ہو

۱۰ مارہ

### قصیدہ در رشتہ نصیحت عشاق کشیدہ بیت

عادت عشاق چیت مجلس غم شہن حلقہ شیون زدن اتم ہم دوستن  
 یہ قصیدہ نصیحت میں لکھا ہے اور ترکیب میں عادت عشاق چیت سوال کے لیے ہے اور مجلس غم  
 و آتش جواب کے لیے اور اکثر ہوتا ہے کہ شاعر آپ ہی سوال کرتا ہے اور آپ ہی جواب دیتا ہے یعنی  
 عاشق کے عادت ہے غم کی مجلس کرے اور اتم کا جلد کرنا اور سرخ کر اور درد کا کرنا چاہنا نصیحت  
 حمد غم و نفرت و در لب دل و خمیشتن شہر دل و مانع مانع غم الم دوستن  
 غم اور دکھ کی تعریف کو ہونے اور دل پسند اور دل پر لازم کر لینا ہے اور حکم نصیحت درد کے لیے  
 اس واسطے ہے کہ تفتی درد اور غم ظاہر و دل خدا کی معرفت ہو اور دل و جان کو اس میں کھانا نصیحت

باخطارادگی سند کے اموختن بادل بے آرزو چشم کرم و دشتن  
بازار عشق کے درم ناخبریدہ لوگوں کی روش پر کراؤ سی اور خود مختاری کی سند ماتھ میں ہو اور غلامی  
کر سپہ میں اور بناو دیکر معشوق کے سوا دوسرے کی آرزو آنکھ دل میں نہیں معشوق سے کرم کا ملاحظہ  
کرنا لینے وہی معشوق چاہنا نکلا کام ہو۔ **ہمیت**

از ادبی ذوق غم روی زبان تہا ز و نازلی بیج در و سود سلم دشتن  
ترکیب میں فطاری ذوق غم کی صفت کہ موصوف پر مقدم ہو لینے غم کے ذوق سے کہ پایدار  
اور ہمیشہ ہمیش کو ہو اس سے نقصان کا متنبہ پھیر لینے اس غم میں زبان نہ سمجھنا اور اسی طرح فطری  
لہری بھی صفت اپنے موصوف بیج در و سے مقدم واقع ہو لینے در و بیج سابق کی ہو اور اس بیج  
سود سلم لینے نفع پورا جانا۔ سود سلم اسکو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک کا خریدین جسکے پیٹ میں بچہ ہو اور  
ہو اسی قیمت میں ٹھہرے یا کسان کو بیج کوین اور دو چندا اسکے ذمہ مقرر کریں۔ دراز مترجم سلم کی  
یہ تعریف اور یہ معنی اسی شرح میں دیکھے گئے۔ اور اصل یہ کہ جب سود اس آئینہ کریمہ کے نزول کے  
حرام ہو اصل العبد البیع و حرم الریو اثر جبہ جلال کیا العبد لعلی نے خرید فروخت کو اور حرام کیا سود کو تو  
عوض نقصان ظاہری کے العبد شائینے اپنی رحمت سے مسلمانوں کے فائدہ کے لیے بیج  
سلم کی اجازت جمعی جب آکر کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا تمایتم بین الی اجل مسمیٰ فاکتوبہ اور  
وہ خرید پیداوار آئینہ فضل کی ہر زرق نقد فوراً دیکر اس شرط کے ساتھ کہ جس کی ہوئی کے قسم سے  
بازار میں برابر موجود ہو اور جس اور وزن معینہ تبدیل نہونے پائے مثلاً آج کے دن کیوں بازار  
روپیہ کا بیس سیر یک رہا ہو اور فرائع کو روپیہ دیکر اسے چھیس سیر کیوں فصل لکھنے پر لیا ٹھہرا ہوا  
اور بعد ازان کیوں کے بدلے نہ دوسری جس لین اور نہ چھیس سیر کا تیس سیر۔ پس فائدہ حکم کا  
مشہور اور ضرب النثل ہو گیا ہو اور صریح ثانی کے یہ معنی ہیں کہ فرو کی خرید جو قیمت اور زلی ہو  
اور اسکے سبب ابتدا سے دیکھ اور تکلیف ہی نہ ہنہ، پڑتی ہو اسکو یہ سمجھنا کہ اسقدر فائدہ اس سے  
حاصل ہو کہ جب قدر خریدار کو روپیہ پہلے دیکر معاملہ بیج سلم میں دیوڑھے اور دو گئے کا نفع حاصل  
ہوتا ہو۔ **ہمیت**

حسن عبادات را برقع نسیان دن رفتنی اعمال را الوح و عالم دشتن  
کسی چیز پر برقع بھول کا دلنا اشارہ اس چیز کے بھول جانے سے ہو اور کسی چیز کے لیے کاغذ  
قلم طیار رکھنا اشارہ اسکے اظہار اور افشائے ہو۔ **ہمیت** کے معنی یہ ہیں کہ عابد ان حساب

اور سجدہ گزاران ذی اخلاص کے طریقہ میں اپنے حسن عبادات پر نظر کرنا اور اس کے سبب سے  
اور افتخار کو نافہر پستی پر اور اپنے اعمال کی بُرائی کا اقرار کرنا اور اعتراف عاجزی کا نیک کاموں  
میں کہ ہم چاہتے ہیں مگر ہمیں نہیں ہو سکتا اور حقیقت افعال میں سے بری ہونا ہی سبب  
درد و فزع و زشتیوں جو عذرا کو شرمزدن برب کو شرم شرم حسرت و ندامت

کو دہشت میں ایک چشمہ لطیف ہے اور اس کا پانی دنیا ہشت کے سوا دوسری جگہ نہیں ہو سکتا ہے  
لہذا یہ چشمہ عشق کے سیراب و فزع کی حرارت اور کوثر کے پانی کو اس طرح پی جاتے ہیں اور کوثر  
کنارے شرم کے کنارے ایک جلو پانی کا ارمان رکھتے ہیں لینے کوثر کا پانی موجود ہونے پر پانی  
آرزو مند ہیں اس وجہ سے کہ ان کو آب کوثر سے لب ترک کرنے میں شرم آتی ہے و راز مہر جم میں  
نزدیک معنی سبب کا یہ لباس بہتر ہے کہ گردہ عشاق کا یہ مرتبہ اور یہ مقام اور ان کی طلب اور آنگاہ  
شوق ایسا ہے کہ دوزخ کے طبقہ اسفل السافلین میں اب جسم اور خون اور ریم کو جو دھواں دھواں  
تغذیب سخت اور تکلیف اور ناگوارائی شاد کی غرض سے پلائے ہیں اس لطف اور مزہ سے  
بلا کر ام اور بے تکلف بیتے ہیں کہ گو باکوثر کے میٹھے مزہ دار کھونٹ چسکے لے لیکر نوش کر رہے ہیں  
اور شرم آئی ہے تو اس حد کو صبح کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اور نہایت سہل ہے کہ جس قدر جاہل  
جی بھر کے آب کوثر کو نہایت سرد اور شیرین ذائقہ داری جام کے جام چڑھا جائیں لیکن شرم  
ماتے ایک بوند کو ترستے ہیں اور ہاتھ دھکا نہیں بڑھا کہ سید رہا پانی اس چشمہ کا لیکر پاس کو  
بوجھتا ہیں اور اسودہ ہو جاتے ہیں

ہم ز غبار کشت عطر کفن ساقبت ہم ترازو سے دین سنگ مہر دہشت  
کشت کاف کے پیش سے تھانہ لینے تھانہ کے گرد غبار کو صوط اور کفن کی خوشبو کا رباب  
توحید کو جزیر ایمان پر اور حرم کے پتھر کو کہ حجر الاسود ہے دینداری کی ترازو میں رکھنا مراد کا پل جھکنا ہے  
لینے اس کے پکی کسوٹی نے دونوں کو نیک سمجھا ہے۔ راز مہر جم مصرع ثانی میں ترازو میں دین کی  
جگہ ترازو میں دین کا نسخہ دونوں مصرعون کا پلہ برابر کرنا ہے اور توجہ اسکی تعبیر مثل مصرع اول کے ہے  
دو دین بخت عیش ناوک لا دوشن در مکر و رس عشق دست نغمہ دہشت

ترکیب میں اضافت دین کی بخت کی جانب اور اضافت بخت کی جانب عیش نامی ہے اور توجہ  
بخت اس مقدمہ کے ثبوت کی مقصد ہے توجہ عیش کی بخت ثبوت عیش کا نتیجہ دلی اور ناوک دونوں  
دو دین منہ بات سے بند کرنے کا اشارہ ہے لینے لاکا تیر کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے ہے

الامراد ہر بحث عیش کی منہ میں سینا عیش کے نہ کرنے سے مراد ہر اہلکری اضافت درس کی طرف  
 بھی اضافت لامی ہو اور علیٰ ہذا القیاس درس کی اضافت عشق کی جانب۔ یعنی تحصیل عشق کی  
 کمر گاہ میں قبولیت کا ہاتھ دینا دیر سے عشق کے دو زانو میں نہ ڈالوں کا کام ہے۔ (از مترجم)  
 دہن بحث اور کمر درس دونوں کی ترکیب میں اضافت تشبیہی ہے نہ اضافت بیانی جو شرح میں بیان  
 ہوئے بحث عشق کو تشبیہی شخص سے دی جسکے لوازم سے لاوٹھم کا کہنا ہے اور اسی طرح درس  
 عشق کی تشبیہی شخص سے جس میں ہاتھ دینا لوازم سے ہے اور ناوک دو وقت جو لٹوہ شراح نے اختیار  
 کیا ہے وہ اچھا نہیں اس واسطے کہ مصطلحات فارسی کی کتابوں میں موجود نہیں اور نہ کمین متعل  
 پایا گیا البتہ بناؤک دو وقت آیا ہے اور اگر باسے موجودہ مقدار میں تو معنی مشعرہ راست آسکتے ہیں  
 مگر اس صورت میں لفظ در کا در وہن میں بیکار ہوا جاتا ہے پس مناسب ہے کہ بجائے دو وقت کہ  
 نسخہ رختین کا اختیار کیا جائے اور ناوک رختین محاورہ فارسی ہے جیسا کہ بہار عجم میں لکھا ہے اور وہ  
 ناوک انداختن کے معنی میں ہے یعنی تیر کا پھینکنا اور اس وقت معنی مصرع کے ہونے کی بحث عشق  
 لاکا تیر مارنا اور اسکو زخمی اور بیکار کرنا کہ بار دیگر عیش کی بحث نہ کرے جو عشق کی شان سے بعید ہے  
 در جگر اشتہا آب ہر سس سوختن و اثر اشتہا در و شکم داشتن

ترکیب کی رد سے بلکہ کی اضافت اشتہا کی جانب اضافت لامی ہے اور آب ہوس میں اضافت  
 بیانی اور در جگر اشتہا آب ہوس سوختن اشارہ اشتہا کا اقتضا دور کرنے سے ہے یعنی اشتہا کو مارنا اس واسطے  
 کہ حکیموں نے ثابت کیا ہے کہ جب تک جگر کے آس پاس پانی رہتا ہے جگر قرار کے ساتھ ہوتا ہے اور  
 جب پانی سوکھ جائے دوسرے پانی پہنچے تک جگر گرم اور پیاس کی طرف مائل ہوتا ہے اور از  
 اثر اشتہا در و شکم داشتن کے یہ معنی ہیں کہ اشتہا لیجے جو کھ کے موجود ہوتے ہوئے کھنا کہ پیٹ میں گرانی  
 اور پیٹ میں درد ہے۔ اس صورت میں جملہ مصرع ثانی حرف جالفہ داؤکے وسیع سے منجملہ مصرع اول ہوگا  
 اور ممکن ہے کہ یہ جملہ جدا گانہ ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہوا یعنی جامع امتداد ہونا کواسطے کہ صاحب اشتہا اور  
 صاحب امتلا ہونا عشاق سے امر غریب اور عجیب ہے۔ (از مترجم) یہیں نزدیک جگر اشتہا اور آب ہوس دونوں  
 مرکب میں اضافت تشبیہی ہے نہ لامی اور نہ بیانی جیسا کہ غزلی نے لکھا ہے کہ اسے واضح ہے اور دونوں جملہ جدا گانہ  
 نہیں بلکہ معطوف اور معطوف علیہ میں ہیبت

خامہ تراشی ستم نامہ خراشے گنہاہ سادہ و سنے زخم بہ لوح و قلم داشتن

خامہ تراشی اور نامہ خراشی میں باسے معروف مصدری ہے اور نامہ خراشیدن سے مراد نامہ لکھنا ہے۔

لیے صاحب استعداد ہونا اس زمانہ میں اپنے اوپر ظلم کرنا اور گناہ کرنا ہر اور دوسرے مصرع میں لغت و تفسیر عربی ہر مراد یہ کہ تھے کو ساوہ اور بغیر لکھا اور ظلم کو بغیر لکھے اور بغیر قط لکھے کو غنا بہت ہے۔

### قصیدہ درخود گفتہ بیت

من کیستم آن سالک کو نین سیرم کہ نچیت نہ جو ہر قدم است حمیم  
 لہذا عربی نے یہ قصیدہ اپنے فخر میں کہا ہے۔ اور معنی بیت کے یہ ہیں کہ میں کیستم بطریق سوال ہے  
 جسکا جواب غدا سائل دیتا ہے اور سالک ہر حرف آن ایک نشان اسلوب جواب کا ہے کہ وہ سالک کو نین سیر  
 اور کان دوسرے مصرع میں اسکے بیان کے لیے اور سیرم کے زبر سے سیر گاہ اور کو نین سیر سالک کی  
 صنعت ہے یعنی میں وہ راہرو ہوں کہ دو جہان میرے سیر کے نتیجے ہو اور پختہ ایک چیز صاف کی ہوئی  
 جو کہ بچھین ہو یا بھلنی میں چھان کر جو سی اسکی مالک کر دین اور جو ہر قدم سے مراد حضرت جبریل  
 علیہ السلام ہے یعنی میں خلاصہ اور لب لباب جبریل کا ہوں کہ اسکو چھان میں کر اسکے سیدہ سے  
 حیات رکھو غیر میرا طیار کیا ہے۔ بیت

عبد بن عبد

بہر صفحہ تصویر جلال ست شالم در پردہ تقدیر محالست نفیسیم  
 تصویر کے صفحہ پر مثال کے حلال ہونے سے مصنف نے شاید یہ قصیدہ کیا ہو کہ صفحہ تصویر میں  
 اگر اُس سے مراد زمین ہے میری مثال حلال ہے اور خارج میں اجزا سے کوئی نہ سے متشکل نہیں ہوں  
 یعنی میرا جو عقلی ہے نہ حسی۔ اور بعض نسخوں میں حلال کی جگہ جلال جمع عربی سے لکھا ہے  
 اس صورت میں صفحہ کے معنی دہل چکے ہیں تکرار یا تقریفاً۔ تکرار ہر صفحہ کے تصویر کے لیے بنا ہوا  
 اور تقریفاً تین طرح مراد ہو سکتی ہے اور ہر ایک طرح فی نفسہ ایک خاص ارادہ کا فائدہ دیتی ہے یعنی  
 اگر صفحہ تصویر سے شمع مراد ہیں تب یہی مناسب ہے اور اگر دل مراد ہیں کہ صفحہ خاطر کی تصویر سے  
 معقولات کی صورتیں اُس پر کھینچے ہیں یہ بھی درست ہے اور اگر لوح محفوظ کا ارادہ کیا جائے کہ اعمان  
 خارجہ کی صورتیں اُس پر لکھی ہوئی ہیں اور زیادہ لائق ہے۔ بہر حال صفحہ تصویر میں اگر میری مثال  
 بنائیں جلال ہے اور بیان خبر کہ جلال ہی مقدم ہے مبتدا پر کہ لفظ شالم ہے اور پردہ تقدیر میری مثال  
 اور ہر سے خالی ہے جو اپنے پیچھے طرح طرح کی نظریں رکھتا ہے۔ غرض یہ کہ تصویر اگر قبول کروں  
 صورت جلال سے تصویر ہوں اور اگر تقدیر میں کہیں تو میری نظیر محالات سے ہے و امداء علم از  
 متوجہم خال نہ اول شواہج ہے اور میرے نزدیک معنی صاف اور حسن تعابلی کے ساتھ یہ ہے کہ



صفت تصویر پر میری مثال حلال یعنی روا اور ممکن ہو اور نظیر میرا پردہ تقدیر میں غیر ممکن ہو چکا ہے کہ دنیا میں ہو سادہ ہر چند جلال جیم عربی کے نسخہ میں کیسے ہی معنی مندرج ہوں لیکن محال کے مقابل  
بجز حلال کے جلال نہیں ہو سکتا بہت

چون حسن کشد جام صفا رنگ شرابم چون عشق دہنگ جبین آب زریع  
معنی کے شراب نوشون پر ظاہر ہو کہ شراب حسن کو تیز کرتی ہو اور اسی سبب سے شہر اسکو اور  
حسن کہتے ہیں یہ چہیت دانی بادہ گلگون صفا جوہری + حسن اپروردگاری عشق را  
پہنچیری + ترکیب میں چون حوت شرطاہر کشد فعل اور جام صفا مفعول اور رنگ شراب خبر  
شرط ہو اور شرابم کا معنی منظم ہو سادہ را باب عشق جانتے ہیں کہ عشق اسودہ گوگون کے سرخ  
وسفید چہرہ کا زرد کرنے والا ہو اور زریع ایک کھانسی ہو کہ اسکا رنگ جامہ کو دیتے ہیں اسبک اسکا  
نام ہو۔ لیکن اگر عشق چاہے کہ عاشق کا منہ زرد کہے اس رنگ کا مادہ میں ہوں حاصل مطلب  
دو لون ہر عین کا یہ کہ حسن اور عشق دونوں کے مطلب مقصود کا علت ہوں بہت

آجنا کہ وفاتہ شود چشمہ فرغم و آجنا کہ صفا غسل کند آب خدیرم  
اہل وفا پر ظاہر ہو کہ وفاداری کی آبرو خون ریزی میں ہو یعنی جان وفا پیاسی ہو میں لہو سے  
وفا کو سیراب کر دوں مطلب یہ کہ وفاداری کے موقع پر جان تک حاضر کر دوں اور جہان صفائی

خواہشیں باگزینی کی ہوں اسکی لطافت کا سبب بھی میں ہوں  
در قامت عاشق تشنگن آموز کمانم و در غم معشوق کشائش وہ ترم

ارباب عشق پر ظاہر ہو کہ عشق میں زادہ غم کھانے سے آدمی اس در غم ہو جاتا ہو کہ اسکی تشبیہ  
کمان سے دیتے ہیں اور عاشق کے قد کو کمان کا خم سکھاتا ہوں یعنی جیسے کمان خم دار ہو اسی طرح  
عاشق کے قد کو خم دار کر دیتا ہوں اور اصحاب شوق جانتے ہیں کہ معشوق کا غم تیر کا کام کرتا ہو  
اسلیے کہتا ہو کہ تیر کا کام میرے غم میں رکھا ہو۔ دازمترجم۔ دوسرے مصرع کی عبارت شرح میں  
ظاہر اسدو کا تب ہو ہوا و معنی مصرع دوم یہ ہیں کہ معشوق کا غم جو عاشق کے دل پر تیر کا نام  
اسکی کشائش اور اسکی پھینکنے کا مبداء اور سبب میں ہوں اور میرے ہاتھ میں اسکا کام ہو چکا ہے

در بند سہ فقر و فنا صفتہ الوہم در غم غم عزا ابر مطلبم  
اصطلاح اہل ہند سہ میں حساب کے تہمت پر مرتبہ پیشی کے صفت ہیں چنانچہ ایک صفت ہندو  
سوس کے مرتبہ تک اور دو صفر سو کے مرتبہ کو اور تین صفر ہزار کے مرتبہ تک ہو جاتا ہو صفت

اپنے فقر و فاقہ پر نظر کرتا ہے کہ جہاں فقر اور فاقہ کا بند نہ ہو وہاں پر مین نزاروں کا صفحہ ہونے لگتا ہے بہت ترقی دیتا ہوں اور عزت اور بلندی کی کھیتی میں برساتا ہوں کہ انکی سرسبزی کا باعث ہو

اور مٹی پر مہم کے زبر سے صیغہ صفت مشبہ کا معنی برسنے والا۔ بیت

در کوزہ لذت شکنان چشمہ زہر در کاسہ کو دک نشان جرہ شیرم

مصنف انہی مشیت کا اظہار اس بیت میں اس راہ سے کرتا ہے کہ ہر ایک چھوٹے بڑے سے ہونا ہوں کہ تین کاموں کے کلاس میں جو لذت کو دور کرتے ہیں چشمہ زہر کا ہوں یعنی انکی طبائع کو پسند ہوں اور شکر خوروں کے پیالہ میں جو چون کی سی طبیعت رکھتے ہیں اور ایک گھونٹھ کے خاطر انکرا نیان اور جبا نیان لیتے ہیں بٹھے دودھ کا گھونٹھ ہوں بیت

آنجا کہ نذر جلوہ فروزش ست بصیرم

یعنی جہاں ادب کا نام ہو اور کتبہ ظاہر کرتا ہے قبول ادب کی نظر سے خوب کان لگا کر سنتا ہوں اور جہاں ہنر کے جلوے ہوتے ہیں اس کے مقبول ہونے کے لحاظ سے انکی بازو کرا سے دیکھتا ہوں بیت

یائی طلبم در روشنی سعی تمام دست ادم در کشش کام قصیرم

ظاہر ہے کہ جب قدر طلب کے راستہ طر کرنے میں کمی نہ ہوتا سب ہی اس لیے کہتا ہے کہ میں خود طلب پاؤں ہوں اور چلنے کی روش میں کامل ہوں اور ادب کا تقاضا ہے کہ مطلب کے کھینچنے میں جتنا ہاتھ کوتاہ ہو بہتر ہے اس لیے کہتا ہے کہ میں ادب کا ہاتھ ہوں اور مطلب کے حصول میں قاصر ہوں از رو سے ترکیب پاسے کی اضافت طلب کی جانب پہلے مصرع میں اضافت لامی کہنی چاہیے یا اضافت عام کی خاص کی طرف ہر ایک جہاں سکتی ہے اور در روش سعی تمام کا مجموعہ صفت اس پاؤں کی یا حرف عطف کا مقدار مین اور جملہ تانفہ اسکو کہیں اور مصرع دوم کی ترکیب مصرع اول کے مطابق ہے

چون سجدہ بت گرم شود ناصیہ سوزم چون تیغ صنم کند شود بیدہ میرم

یعنی بت کا سجدہ اگر گرم ہو یعنی کام میں آئے اور رواج پائے مین ناصیہ سوز یعنی سر گرم ہو ہوں یا اس کثرت سے پیتانی سجدہ کے لیے زمین پر رکھوں کہ وہ جلنے لگے اور جب صنم کی لوار کند اور کھوئی ہو جائے مین یوں ہیں مر جاؤں اس لیے کہ معشوق کے حضور ی میں جان سے گذر جانا ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنی ہے ہر چند دوست قتل نہ کرے مین خواہ خواہ اپنے شین ہلا کر آؤں

باناظرہ نظریم و با سامعہ گچیم

ہا طہ ایک قوت ہے مومن کی جانچنے والی جبکہ کلام سے مونی کرتے ہیں اور بچل جھرنے

اس واسطے کہتا ہے کہ میں ناظر کا ریمون یعنی میری گویائی کی قوت سے بھول جھڑنے میں اور مناسب  
ایک قوت ہے کہ مناسب آوازوں کا سننا اس کا اقتضا ہے پس کہتا ہے کہ میں سامع کا بچہ میں ہوں یعنی میری  
قوت سامعہ شامیر یا صین سے ملی ہوئی ہے اور واسعہ ایک قوت ہے و سوسہ کی بنانے والی کہ اس کی  
قوت اور اس کا غلبہ قوت عاقلہ کے لیے باعث ضعف ہے اس واسطے کہتا ہے کہ میں قوت واسعہ کے  
ساتھ نابالغ ہوں یعنی اُس سے کم ملتا ہوں اور بہت الگ رہتا ہوں اور چونکہ بوڈھ کے  
بہت تجربہ سے دانائی زیادہ ہے کہتا ہے کہ عاقلہ کے ساتھ بوڈھ ہا ہوں یعنی میری قوت عقل زیادہ  
پختہ تدبیر میں ہے (از متہرجم اداہمہ نابالغ شرح میں مخالف موقع ہی مناسب ہے کہ اسکے برابر  
جملوں سے موافق بیان معنی کیا جائے اور وہ ظاہر ہے۔) **ہمیت**

از کلک بیان لوح خراشندہ مہم وز تیغ زبان خامہ تراشندہ تیرم  
لوح خراشیدن تختہ نقش یا قوم کا لکنا ہے اور اضافت لوح خراشندہ کی ماہ کی جانب اصناف  
بمعنی میں ہے یعنی جب انکلی کے قلم سے لکھا ہوں چاند کی تختی کو ماہوں اور قریب سی من عطار کو  
لکھتے ہیں اور منشی فلک ہے پس اس کا قلم تراشنے سے مناسب تمام ہے اور قریب فلک کو کہتے ہیں اور  
تیر دیر فلک بھی ہے اور کلک بھی جو مناسب تیر ہے اور اضافت خامہ تراشی تیر کی طرف بھی اضافت  
بمعنی میں ہے پس خامہ تراشی تیر کے لیے مناسب ہے یعنی تیغ زبان کے تیرے سے عطار کو کہہ  
فلک ہے اسے قلم بناتا ہوں۔ **ہمیت**

در کند شی شمشیر زبان قاتل سیفم در پردہ اندیشہ خرد پوشش پیرم  
یعنی جب میری زبان کی تلوار کند ہو سیف الدین اسفرنگی کو جو اپنے زمانہ کا رئیس الشعرا تھا  
لڑا ہوں اور ظہیر ایک شاعر ہے فاضل غرا کہ متقدمین کے جمہور شعرا کا پیش رو تھا یعنی اپنی فکر  
پردہ میں اس کی عقل کو چھپا لیتا ہوں کہ اس کا لغتہ میرے برابر نہ ہو سکتا۔ **ہمیت**

در اوج سخن بہر فردا آمدن طبع برداشتم این تہم کہ عشی و جرم  
اعشی اور جریر دونوں شاعر مقرب و شہسب عجب کے تھے اس واسطے کہتا ہے کہ میری طبیعت  
بلندی اور ہواے سخن میں بہت چرم گئی ہے اس کے آثار کے لیے یہ بات کہتا ہوں کہ میں عشی  
اور جریر ہوں اس کے اوج گیری کو اس ہستی کی نسبت سے قیاس کر لینا چاہیے **ہمیت**

در آب و ہواے چمن غلہ سردم در لبست دکشا دور فردوس مریم  
یعنی چمن کی آب و ہوا سرد و خشکی ہے مصنف کہتا ہے کہ وہ میں ہوں اور صبر برائے دل واز کا ہے

جو کوٹھوں کے کھولنے اور بند کرنے سے پیدا ہوتی ہے یعنی بہشت کے دروازہ کھولنے اور

موندنے کی آواز مجھے سمجھنا چاہیے میت

توفیق جو صورت شکست و توفیق کے ہنرمیا اور موجود ہونا اسباب مطلوب کا کارادہ کے موافق ہو اور کسی چیز کو توڑنے والے کو ہاتھ کی طاقت ضرور درکار ہے یعنی جب توفیق کی خواہش ہو کہ صورت کو توڑ دے میں ہاتھ کے لئے طاقت ہوں اور اس کی شکست کا سبب ہوں اور دل میں جوش کا آنا باعث ہے معنی کے ظہور کرنے کا اور تحقیق کے مطلب اور مقاصد سے معنی کے سوا اور غرض ثابت نہیں یعنی تحقیق جب معنی کی طالب ہو تو میں دل کا جوش ہوں یعنی معنی کی پیدائش مجھے ہے۔

### قصیدہ فیضاً در تخریص مخاطب جانب بہت بیت

گر مرد ہمہتی ز مروت نشان خواہ صد جا شہید شود بیت از قضا چاہ  
یہ قصیدہ مصنف صاحب بہت سے مخاطب کو جانب بہت متوجہ کرنے کے لئے واقع ہوا ہے  
بیت کے معنی ظاہر میں کمروت کا نشان دہن دھنا یعنی مروت کی امید کسی سے رکھنے اور پاس  
جانے کے بعد دشمن سے خونہا چاہتا بہت کا خون کرنا اور بلند ہستی کے درجہ سے اترنا ہے  
بستان زجاج و درجا ز افشان و نم مجو بشکن سفال و در وین اندازندان مجو  
شیشہ جگر بر چرخ کمالیات کا موجب ہے یعنی اپنے تئیں ہلاک کر اور پانی تماش کر۔ پانی کی جہات  
یا اس ارادہ سے ہے کہ جب ایک سخت شو کو نگاہ جائے ہیں تو اسکے اوپر پانی بیا کرتے ہیں کہ کچلے  
اترنے یا معدہ کی تہ پر بیٹھنے میں اس سے سہولت ہو یا کہا جائے کہ پانی کی تماش کر لیکر شیشہ  
اب سے نوالہ گلے سے بیچ آتا رہیے کہ وہ پہلے مصرع کی وضع اس انداز پر ہی اور شیشہ کی تشبیہ  
اور بدلیت پانی سے بہت مستحسن ہے جیسے چیکری کا بیان کیا کہ اس سے نفس کو تسلی دینا اور  
روٹی کا نہ لگانا اہل بہت کا آئین اور قانون ہے۔ بیت

خاک از فلک بجوہ و مراد از زمین مجوی ماہ از زمین مجوی و فائز آسمان خواہ

آسمان سے خاک چاہنا عقل کے خلاف ہے اسوا جیسے کہ آسمان میں خاک نہیں ہے یا انکہ یہ غرض ہے  
کہ آسمان سے خاک کی خواہش کر لیکر زمین سے مراد طلب کر کہ نہ لیکر اور اسی طرح دوسرے

عبد معنی

حررت ریلوے

مصرع میں زمین سے چاند کا انگنا محال غیر ممکن کا طالب ہونا ہر اس واسطے کہتا ہو کہ جیسے اس کا  
نہیں پاسکتے وفا کو آسمان سے نہیں حاصل کر سکتے۔ بہت  
کرے شہادت از در عشق واکھنند شیخ کرشمہ دل نامہ بان خواہ

لینے اگر تجھ کو عشق کے دروازہ سے الٹا بغیر شہید کیے پھر دین چاہیے کہ تو وہاں سے سیدھا  
چلا آنا کی تلوار اور معشوق کا دل نامہ بان کی نمنا نہ کرنا کہ شہادت میں معشوق کا بھی ممنون نہ ہو

مرعہ انملہ

طاؤس ہمتی سر منقار تیرنگن لینے کہ بال و پیکر و سائبان خواہ  
سور کا سائبان اسی کی دم سے بن جاتا ہر اس واسطے کہ مستی کے وقت مور اپنی دم چتر کے موافق  
سر پھیلاتا ہر اس واسطے کہتا ہو کہ اسی مخاطب تو بہت کا مور جو چرخ سے دم کے پر پوچ ڈال اور  
سائبان کی خواہش نکر بہت

آہوی عصمت اگر بزرگ زید کا گاہ گیر آئی از گند وشتا بے کمان خواہ  
لینے پاکدامنی کی ہرئی کا اضافت بیانی کا اعتبار بھی عصمت مراد ہو تیری شکار گاہ سے اگر کھجک جاے  
اسکے پکڑنے کے لیے تقاضاے وقت سے کمند کی گرفت اور کمان کی عجلت کا احسان نہ لے  
جیسے کہ ہرن کو کمند سے بھانڈتے ہیں اور کمان کا حلقہ اسکے گلے میں ڈالتے ہیں اور بے نقصان  
میں بجائے کمان عنان دیکھا گیا اور یہ پاک کی جلدی کے مناسبت سے ہو۔ بہت  
گراگت بروے ہوسن دیدہ و نشود بہر خاش تیزی نوک سنان خواہ

جو آنکھ ہوس کی صورت دیکھو وہ پھول دینے کے لائق ہو اس واسطے کہتا ہو کہ اگر اچانک تیری آنکھ  
ہوس کی صورت پر ملے اسکے کو بچے دینے کے لیے نیزہ کی انی کی تیزی مت مانگو بے نقصان  
تخل کر جو ہوس کے دیکھنے سے ہوئے لیکن سنان کا منت کش اور احسان مند ہو۔ بہت  
دستان زلزلہ بال نشانی کہ دلکشا از کک طالع من و نراغ کمان خواہ

چھو اور ترنم اور بازوؤں کا پھٹ پھٹانا کہ برنگ کی خوشی کی علامت ہو اس واسطے کہ نغمہ کے  
وقت جانور ایسا ہی کرتے ہیں میری قسمت کے چکرو لینے خود قسمت سے اور کمان کی راج  
کو شہ کمان کو کہتے ہیں طلب نکر و صطرح نراغ کمان سے جھپانا اور بازوؤں کا پھٹ پھٹانا  
ن پڑنا میرے نصیب کے چکرو سے بھی اسکی توقع نہ رکھنی چاہیے نراغ بال نشانی تو مضائقہ نہیں  
داستان زلی نراغ کی نسبت درست نہیں مانا میرے اسی معنی کا خیال کیا ہو گا کہ اپنے چاکر  
بن عرفی پر خورہ گیری کی میری خاطر میں اسکے سوا دوسری توجہ نہ لینے لفت نشر مرتب لکین

دستان نئی چاکر کی طرف اوبال انسانی نزع کی طرف نسبت کوں لینے جس طرح نزع کمان سے  
بال انسانی ممکن ہو میرے علاج کے کہکب سے داستان نئی محال ہو اوبال انسانی کو سستی اور  
نشانی سے پرغزان سے نسبت کرنی وجہ پسندیدہ ہو واللہ اعلم۔

### قصیدہ در مدح نامور خانان بی

خود کردیدہ بر بیدی چو گویم کام جان بیجی ہماں کر اشتیاق دیدش زاد ہی جان بیجی  
یقصدہ دو مطلع کا مصنف برعی معرفت ظاہر و باطن نے خانان نامور کی تعریف میں ہفت  
لکھا ہے اس کے مطلع کی تمہید بطور وعظ کے سلوک کی راہ میں کی اور بیت کے معنی یہ ہیں اگر تیری  
آنکھ تو بند کرے لینے خودی سے تو نظر اٹھائے اور اپنے تئیں موجود نہ جانے میں تو کیا کہوں  
تجسے کیا نتیجہ حاصل ہو پس اپنی جان کا مقصود اور محبوب نظر آئے اور جسکے دیکھنے کے اشتیاق  
سے تو دنیا میں آیا اور وہ ذات خالق کل اشیاء اسی کو دیکھ گیا اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے  
آدم علیہ السلام کو خلعت اپنی مشاہدہ کی قوت کی استعداد کے نقش سے سنوار کر بنایا ہو اور دنیا پر  
روح کی تکمیل کو بھیجا تاکہ وہ نظارہ جمال بزوال الہی کے لائق ہو اور آریہ کریمہ تمہن کا نئی بندہ رہا  
فعلی الاخرہ اعمی یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو اسکا مصداق ہے  
اس تقریر میں کام جان بیجی جواب مستفہام چلو کم کا تھا چونکہ شاعر خود مجیب ہے اس طریق سے بیان کیا  
اسی واسطے تقریر میں کیا نتیجہ حاصل ہوا زیاد کیا کہ وہ تہمتہ استفہام کام جان اور دوسرے مصرع کا  
مضمون بدل کام جان سے ہو گا یا کہ کام جان کو مفہول چلو کم کا کہیں اور اس مفہول سے انکار  
کرین اور مفہوم مصرع ثانی کی مفہولیت کا اقرار کرین واللہ اعلم۔ بیت  
ز رناتقص عیادت پیش ازین کہمیاں بیجی کہ چم زہر جم محک شمر سار استہان بیجی  
یعنی اپنے کم در کے سونے کو پیشتر اس سے کہمیاں یعنی شمر شد کامل کے پاس لیا جو عنہ ص عیار  
کامل کی تلاش کر کے سونے اور گسوٹی دونوں کو استہان سے شمرندہ دیکھو لینے فرصت کے  
زبانے میں نقد کو کہہ کر لیا جا سکتا ہے تاکہ آزمائش کے دن کہ باز پرس کا وہی وقت ہو سونا کہ وہ تو  
اور بھی گسوٹی کا ثابت خبری ہے امتحان میں شمرندہ نہوں۔ بیت  
تو سلطان غیور کی از اند خضم بدگوہر بکیش زان پیشتر خود را کہو آستان بیجی  
تو بادشاہ صاحب غیرت ہو دشمن لینے نفس بردات شمر کی کند سے بانہر کل آقبل اسکے تو تھا

ظلم دیکھ اس واسطے کہ آسمان کا ظلم تیری رسوائی کا باعث ہو گا اور یہ سلطنت کی غیبت کا تقاضا نہیں ہے  
 ردان از شہ و شہوت در عدائے بہر تنگے دو گرگ میش پرور را جگر و ارشاد شہنشاہی  
 ردان را سے ہمہ کے نفع کے جان کے معنی میں تحقیق ہوا مطلب یہ کہ غضب اور شہوت کی بدولت  
 کہ تیرے نفس سبھی اور شہوی اور اوزار اختیار کے مانند ہیں جان لینے نفس ناطقہ کو عذاب میں  
 رہنا تو کٹ ملک پسند کر گیا لینے ذات کو آلات کے کام میں رکھتا ہے شرم نہیں آتی اور صراع دوم  
 صراع اول کی تمثیل ہے اور دو بھڑے سے غصہ اور زہا ہش مراد ہیں اور بھڑے سے کنایہ بدن ہوا  
 چرواہے سے جان کو تشبیہ دی لینے یہ دو بھڑے بھڑے کہ پالتے ہیں اور بھڑے کی عین چرواہے کا بھڑے  
 کھاتے ہیں اس واسطے کہ غضب اور شہوت کی شدت سے روح کو ملاکت ہوتی ہے۔ بہت  
 طے پایا ہے سرسبز کہ جت را چلے ہوس را دست بردل نہ کہ دروغ را طے کر

یعنی ظاہر کی خوشی کو یا مال کر کہ بہشت جو خوشی کا مقام ہے تیری اس نے پروائی سے شرمندہ ہو اور پس  
 جسکے سبب تو دروغ کے لائق ہوتا ہے اس کے دل پر ہاتھ رکھ لینے ساکن کر اس واسطے کہ ہاتھ کسی کے دیکھنا  
 کنایہ اسکی خبیث روکنے سے ہے پس دروغ کو اس ہوس سے اپنی نفرت کے سبب خوشی سے بڑا  
 دیکھ گیا بہت

بہتر بہت کا معنی میہمان شہناز استغنا گیس را باوزن دست بر طاق خواندنی  
 باطن کے عالم تنہا میں چاہیے کہ تو مہمان ہو تاکہ شدت نہ پروائی سے کبھی جو کھانے سے حرص کے مارے  
 نہیں مٹتی بلکہ ہاتھ میں لینے خوان کلاہ تو دیکھ کر کہہ کر کھانے کی طرف اسکو رغبت نہیں ہے۔ بہت  
 زبان از شکر نہم تا بہ بندہ سی رخاں رو کہ قدر شمس پروانہ عمل زبان سینے  
 لینے اگر تیری خواہش ہے کہ نعمت دینے والے کے شکر سے زبان بند کرے لینے زبان کوتاہ اور آلودہ  
 اور اسے شکر کے لائق تو نہ جانے تو چاہیے کہ تو معرفت کو حاصل کرے تاکہ اس کے نعمت کی قدر کو پروا دے  
 زبان کی معرفت کا دیکھ اس واسطے کہ جب تک معرفت کے مرتبہ کو تو پہنچ گیا ہیودہ زعم تجھے ہو گا کہ  
 میری زبان کوتاہ بیان اسکی نعمت کا شکر کر سکتی ہے بہت

اگر فاسی کہ باشی عیب شاگرد بہت شو کہ نام ہر بوی عیب انش بر زبان بنے  
 لینے اگر تیری خواہش ہو کہ تو عیب بھائی کا شیوہ کرے بہت کا شاگرد ہوا اس واسطے کہ بہت کی تکمیل  
 جس شے کا نام زبان پر آئے اسی کا عیب تیری زبان پر ہو گا اس واسطے کہ جہان جو بہتر تیری ملحوظ  
 ہوگی اس پر تجھے قناعت نہوگی بلکہ اسکو تو عیب لگا دے گا اور اس قسم کی عیب جوئی داخل کمال

سالم ہو۔ بیت

مرد و عورتوں کی خود رائی میں جو اب خود و آقا قبلہ و عاتیان میں  
یعنی اگر تیری خواہش ہو کہ تو فرشتہ بن جاے ان اپنے کو تو نے نہیں دیکھا اور نہ پہچانا ہے اپنے خواب میں  
تو اپنے اپنے تین محو کرنا کہ فرشتوں کا قبلہ تو نظر آئے کہ البتہ انسان کا مل ملائکہ کا مسجود ہو  
اور مترجم۔ اس بیت کی شروع شرح میں لفظ اگر سو کا تب سے ہو گا اس واسطے کہ اصل بیت میں  
نہیں اور نہ معنی اگر کے وہاں درست آئے ہیں جیسا کہ ظاہر ہو اور بیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر غلط  
تیری خواہش اور تیری تمنا ہو کہ فرشتہ بن جاے ہاں یہ تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ تو نے اپنے تین  
نہیں دیکھا ہے بیت

خودم کر زبال نشین کرے نہ خود را کہ چون غل خرابیاں ز پیل مان بنے  
وہ فریب کے معنی میں ہے اور غل فعل نہ کا وہی نفس پر ہو کہ اوپر کی نسبت میں مذکور ہو  
اگر نفس جیل ساز چکر کے رہے بھی کہ تیرے لیے عاجز و ضعیف ہے جاہ ہے کہ تو اس کے دم میں نہ آئے گا اس واسطے  
کہ اگر وہ شریر قرار پائے کہ نہ پر آوے تو ایک مست ہاں بھی نظر آئے گا وہاں کے معنی مست الایہ لفظ بھی  
اور اردو ہا کے سوا دوسرے کی صفت میں نہیں آتا بیت

زیر وں نہیں درگوش افغان بہ درگوش اگر دفرخ و دانستاشی از میان ہنوی  
دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہے کہ آخر میں واقع ہوا اور مصرع اولیٰ کا مضمون جزا ہے مطلق کہ اگر  
نفس الامر میں خوشی اپنی بیان سے تو دیکھے۔ یعنی اپنی تعریف سے نہ جاہ ہے کہ باہر سے ہوئی  
کان میں تو رکھ لے تاکہ تعریف اپنی تو کسی سے نہ سنے اور دل سے دہائی تو دہائی دے نہ پتہ نہ ہو  
ظاہر کر۔ الخلق انی بیت

خواب و درانا قبلہ و عاتیان ہنوی بہ ہنوی در آئینہ نا آتش صد نانا بنے  
اور وہاں مصرعوں کو دو بیت اول سے لیکر دوسرے صحت نے قرار دیا ہے اس طرح ہی  
مشتوق سے خطاب کرتا ہے اور علیٰ اسٹی شوخی کہہ چکا ہے کہ غیر میں باز واقف اور اصل ہی تیری  
اپنے اوپر نہیں ہو کر اور تیرے یہ کہ اپنے خواب میں تو آئے اس لیے کہ ظاہر اپنے اوپر تیری  
خواب میں اپنے تین دیکھ تاکہ فرشتوں کا قبلہ تو اپنی ذات کو دیکھے اور اسے ہنوی کے معنی تعریف  
دوسرے مصرع کی ہے اور یہ خطاب مشتوق کے سوا راست نہیں آتا کہ گریز و تھکس کے وقت تعریف  
اور تشبیب سے مصنف کہتا ہے کہ راگ گانا موقوف کر اور غزل کہنے سے علاحدہ ہوا اور یہاں بھی



قدم رکھ بیت

ہلاک میند گردون و گلین نہایت آری تو نتوانی کہ ارجاب دشمن مہر جان بینی  
محبوب کی سنے مہری میں مبالغہ ہو لینے آسمان مجھے مارے ڈالتا ہی تو شکمین ہوتا ہی میں بھائی جان  
کو تھے یہ نہیں ہو سکتا کہ عاشقوں پر دشمن کو کہ آسمان ہو مہر جان دیکھے کس واسطے کہ ارجاب کا  
ہلاک ہونا آسمان سے خلاصی تیری ظلموں سے ہو اور نہ شفقتی کی وجہ سے اس امر کو تو خبر نہ  
نہیں کرتا۔ بیت

تو محبوب جان نگہ دارا باورم ناید تو شمع انجمن باشتی در پوئے جان بینی  
اس بیت کے معنی میں تعلیق بالحال ہو لینے تو جان کا محبوب ہو اور پھر صلح کا امکان گمان  
کریں مجھے اسکا یقین نہیں ہونا اسواسطے کہ جس مجلس میں تو شمع بنے پر دانہ کی زندگی تصور

نہیں ہو بیت

دل الیاسی بدو اگر دیاری کنوش ترخ زردست افشار پریز جان بینی  
ارجاب ہمت پرستے بیت واضح ہو کہ تیرا دل ہر ایتھا کہ دنیا کی رعایت کی ہوں سے نہیں ستا تھا  
اور اب اگر تو غور سے اسے دیکھے تو وہ دنیا کے بادشاہوں کے ہاتھ کا کھیل اور استفادہ معلوم ہوگا  
یعنی قیمت سے اتر گیا اور شرح معنی ترخ زردست افشار کی اُس قصیدہ میں کہ زکس اسکی

ردیف ہی لکھی گئی۔ بیت

نشان جان ہی جو نشان نہ نشان مکان لطلب کن تا مکان لا مکان بینی  
دل کھوئے ہوؤں برج نہ نشان ہو کرنے نشان یعنی ذات بخت کے نشان کا سرخ ہا جکے  
میں معنی اس کے مخفی نہیں ہیں کہ میں عون نفسہ نقد عون رب کی حدیث کی سند سے جسکے معنی  
ہوئے کہ جسے اپنا نفس پہچانا ہے رب کو پہچانا ہے کہ اپنے جان کے نشان کی خواہش میں ہوئے  
کہ تحقیق جان سے نہ نشان کے نشان کو کہ مطلب اصلی ہی ہو بخدا آسان ہو اور دل کے

مقام پر آگاہی حاصل کر کہ اپنا مکان لا مکان میں تو پانیکا۔ بیت

دجک دی و در دستہ ام بی دستہ ام تو این دولت کجایابی کہ ہستی زبان بینی  
یعنی مشہور ترین زمانے میں مستقبل حال کی قید سے میں آزاد ہو گیا ہوں یعنی گذشتہ اور آئندہ کی  
افتاری سے ملامت حال کے چھوٹ گیا اور جو شخص موجود کا احسان نہ اٹھائے ظاہر ہو کہ  
وہ گذرے اور آئندہ کا منت کش کیا ہو گا اور تجھے یہ دولت کہان نصیب کی اپنی ہستی کو نہ لگے

نہایت  
عبد غفر  
خیر

دیکھتا ہوں کہ زمانہ کا مقید ہے۔ سمیت

بشمع مصالحت بنگلہ نظام ملک ہستی را کہ فرخاری در آن ادنی رفش کاویان بنی  
 کہتا ہوں کہ مصالحت کی نظر سے دنیا کے انتظام کا ملاحظہ کر کے اس کے جھل میں ایک ایک کا ملاحظہ درفش  
 کاویان یعنی شہر عظیم نجیب انگیز ہو۔ درفش کاویان ایک نیزہ کا نام ہے کہ گادہ نامی ایک لوبار نے اسے  
 طیار کیا اور سبب اس کے بنانے کا یہ تھا کہ جب صبحاک بادشاہ ظالم نے گادہ لوبار کے دوسرے  
 قارن اور قباد کو جان سے مار کر اپنے شانہ کے سانیوں کو دیا جب قارن اور قباد کی نوبت آئی  
 گادہ ہندوستان کی طرف چلا گیا اور فریدون کو صبحاک کے ڈر سے لیکر ہندوستان کی طرف بھاگ  
 گئے تھے اور گاسے کے دودھ سے اسکو پالا جب کا وہ لوبار نے فریدون کو دیکھا اس کے ساتھ ہوا  
 اور وہاں سے آگے بڑھا اور اپنی جماعت کا حال اس شخص کے حضور میں عرض کیا جو فرخاری  
 یعنی طلسمات کے عمل میں مشہور معروف تھا اس عامل نے نقش صدور صد کا اس پوست  
 چرمین بر بھرا کہ وہ اپنی کریمین بندھا رکھتا تھا اور حکم دیا کہ اسکو ایک نیزہ پر باندھ کر جھنڈا اٹھا  
 کرے بہت لوگ جمع ہو جائینگے گا وہ نے ایسا ہی کیا خلقت گردہ کی گردہ جوش کرتی ہوئی کا وہ  
 ہمراہ ہوئی اور فریدون صبحاک پر چڑھ گیا اور غالب آیا صبحاک مارا گیا اور فریدون کو بادشاہی ملی اس کے بعد  
 یہ رسم ہو گئی کہ جو بادشاہ لڑائی پر جاتا وہ نیزہ مذکور کو برکت کی نظر سے آگے بڑھاتا تھا اور فتح پانے کے  
 بعد بہت سے جواہر اور موتی پیش کیا اسمین باندھ دیتا۔ درفش کسر اول سے تحقیق کیا گیا ہے سمیت  
 تو از ملک آتی و از گون کج و از دشمنین اگر خواہی کہ حسن و فنی ہندوستان ہے  
 ملک آق سے مراد سفید پیر ہے جو در حقیقت سیاہ روہی اور ہندوستان سے معنی کا ملک وسیع مقصود ہے  
 اگر تیری خواہش ہے کہ باطن کے شہر کی تو میر کرے تو لازم ہے کہ اپنے وطن کی روش اور راہ کو تو ترک کرے  
 ازان تاراج بینی در باباں کا نذرین کشور آبادی چو آئی راہ زن اید بان بینی  
 بیابان سے عدم بیشتر اور کشور سے دنیا مراد ہے یعنی دنیا کی آبادی میں کہ فی الحقیقت ویرانہ ہے جو بے  
 نفس و در شیطان کو کہ وہ بٹ مار تیرے دائیں بائیں لگے ہوئے ہیں تو غفلت سے انکو گمان خیال  
 کیے ہوئے ہیں اور وہ غفلت کے پردہ میں تیری طہارت اور پاکدامنی کے اسباب کو لوٹے بیٹے  
 جاتے ہیں اور جبروت قیامت کے میدان میں کہ واقعی شہر آباد ہے تیرا گذر ہو تو پانچکا کہ ہمارا ان کا  
 آرا لگئے ہیں۔ صاحب فرسنگ جاگیر نے لفظ کشور کو فتح اول سے تحقیق کیا ہے سمیت  
 تو مراد یہ ہے بر شعلہ می تازی ز خاکستر بر مٹی حسن خاکستر جو در شعلہ گلن بینی

ظاہر ہو کہ جائز اٹھایا ہوا شعلہ کی طرف دوڑتا ہو کہ اُس سے گرم ہو جاوے اس واسطے کہ آگ کی آواز سے کہ تو نے دنیا کا ہلکا دھڑلہ  
 کیا ہے لہذا اُسکے علاج کے درپے ہو کہ جائز کے لحاظ سے آگ کی خواہش ہو اور راکھ کی تجھے قدر نہیں اگر  
 آئینہ دل کے صیقل کرنے والوں کے جامدین تو جاسے تو راکھ کا حسن دیکھے کہ اپنے تئیں گلا جا کر  
 دل کے شیشہ کو کیسا صاف شفاف کرتی ہے تیس خاکساری اور نیا زمندی کرنی لازم ہے میت  
 مرد و عرصہ دلالت ز آسپ تنک نہاں یقین را در پناہ پرودہ داران گمان مینی  
 محبت والے جانتے ہیں کہ عقل مکار ایک کاٹا ہو جسکے پاؤں میں وہ گلتا ہو راستہ چلنے سے آسے پانچواں  
 اور عقل والے اپنے قیاس پر کے سبب ہمیشہ زعم اور نیردارین گرفتار رہتے ہیں اور وہ بہت کم مقصود ہو  
 اسلئے مصنف منع کرتا ہو کہ عقل مندوں کے حکمت میں بجا نہ کہ وہاں شک کی آڑ میں یقین ہو جائے

شک غالب ہے میت

مشوش خواہم آجاکہ مینی ہر فرستہ در آتش خواہم جاے کہ دستی غبار نش

کہتا ہو کہ جہان کوئی عاجز راہ کا چلنے والا نہ تھے وہاں تجھے متفکر چاہتا ہوں یعنی میری خواہش ہو  
 کہ تو دوسری آسکے لیے کرب اور آگ میں تجھے لوثا چاہتا ہوں یعنی تو مقرر ہو جو بقوت کہ ایک شخص  
 ہاتھ کو اپنی باگ میں تو دیکھے دست و دھن کے دو معنی ہیں اول فراہم دوسرے سائل بہا  
 اخیر معنی مراد ہیں۔

## قصیدہ در مدح ابوالفتح گیلانیؒ

بسکہ لذت دوستم یک لخت دل بر متاع صد نکلان سینہ نم  
 یہ قصیدہ حکیم ابوالفتح گیلانیؒ کی تفریق میں لکھا ہو اور بیت کا مطلب یہ ہو کہ بہت ہی لذت  
 تجھے عزیز ہو دل کے ایک ٹکڑے پر سو نکلان جھکا دیتا ہوں اور ایک لخت کی خصوصیت  
 اس واسطے ہو کہ دل کے سب ٹکڑوں کو بہت زیادہ نکلان درکار ہیں اور عاشق کے دل کا ٹکڑا  
 ٹکڑے ہونا ظاہر ہو اور دل کے اوپر نکلان کا خالی کرنا بظاہر سوطح کے رنج کا آمادہ ہونا ہو لیکن  
 بہت کے لوگ ایسے رنج اور درد کو بڑا آرام جانتے ہیں اور اگر لخت کو دل کا مضامین نظر نہ  
 معنی ہو نہ کہ لذت کے پانے کے لیے دل کو برابر نکلان پر جھکاتا ہوں۔ بلکہ ایک لخت اکثر عمارت کا  
 کمرہ اور یکبارہ کے معنی میں آیا ہو مگر پہلی لخت پر بہتر معلوم ہو چکی ہے میت  
 آن تسلیم من کہ فضل الحمد در بردمان دوست همان سینہ نم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ مہمان بغیر کھانا نہ کھائے اور اگر کسی  
مستحب پر میرے پرکھنا چاہیں تو انہیں کلمہ کہتے ہیں مراد یہ کہ بچہ اور پرہیز کر دینے میں وہ خلیل مہون کہ  
مہمان کے منہ پر انہیں کلمہ لکھاتے ہیں اور تہنہ اپنے ہم کاسہ اور ہم نوالہ ہونے پر کرتا مہون اس  
سبب سے کہ غذا جو میں کھاتا مہون جسکی حقیقت پہلی بیت میں ذکر کی چھاپہ نہیں سکتا۔ بیت  
ماہ سا کوس بلند آوازگی بر خیز از بام سیان مسینم  
دستور یہ کہ دور آواز پونچنے کی غرض سے نقارہ کو اونچے مقام اور چھت پر بجاتے ہیں اسلئے  
کہتا ہے کہ شہر کے نقارے کو فراموشی اور سیان کے بام پر بجاتا مہون یعنی تہہ در تہہ اور جاہ کو میں نے بھلائے  
اور اس مقام پر بام یعنی اضافت ہو اور جاہ مضاف الیہ کو س بلند آواز کی ہر بیت  
بحر طوفان خیز در دم موج زن از تخرم کماے شہر بان مسینم  
بحر طوفان خیز در دم موج زن کے ساتھ مرکب تمامہ ہو لینے دریای طوفان خیز در دم بہتم اور دریائے  
طوفان خیز در دم میں خون کی لہر مناسب ہو خلاصہ رکون کی حرکت اور جنبش سے خون کی لہر  
ماتا مہون نشتر نہیں مارتا۔ بیت

زمرہ سے دزد دزدو اسے خون چکان زخمہ چون بر عود افغان مسینم  
خود ایک ولایتی با سب سے کا نام ہو اور افغان کو اس سے استعارہ کیا لینے شور اور افغان کے  
باسے کہ جب مغرب سے پھیرتا مہون تو آواز اسکی ایسی پر تاثیر ہو کہ زمرہ جو آسمان کی طرف ہو  
میری آواز در دگیز کو کہ بیت ہی دہن تاثیر کرتی ہو جو را ایجابی ہو۔ بیت  
تاکے ہر سودوم در سومات نبشہ بر پاسے ایمان مسینم  
مسی کہ بیت تہا لینے ہو یا بچہ چون کہ بد و زنا ایمان اسلام کے پانویہ کلمہ اسے کا انا اور ایمان سے درگہ رکنا  
اور اس نوع میں افغان نہیں لکھتا مگر یہ کہ اس سے رجوع کیجئے اور اس سے یہ ہتر ہو جو بھٹے کہتے  
کہ بیت ملک آوارہ رہون سومات میں کہ کفر کا عبادت خانہ ہو ایمان کے پانون پر کہ خلاف اور سانی  
میں ہو اور ہر طرف اپنی نے وقتی سے ندرش کرتا ہو کلمہ اسی اردن لینے راضی سومات کے ہون  
بت چستان سے فریب مذم سے شیشہ بر سنگ ایشان مسینم  
اس بیت کا حاصل یہ ہے کہ بت پرست لوگ مجھے پھیلاتے ہیں کہ خوب بت پرستی کر کر میں انکے  
دانو میں نہیں آتا اس واسطے کہ فریب دینے کے وقت شیشہ کو انکے چہرہ پر ٹک دینا ارشاد ہے  
فریب کے قبول نہ کرنے سے یہ ان شیشہ توڑنا صحبت کے برہم کرنے کی چال ہو اور شیشہ

برسنگ زدن سے دوسرے معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ شیشہ سے مراد دل ہو پتھر پر کہ بت سے  
 مراد ہو کینا اشارہ بت پرستی کا گرویدہ ہونا ہی یعنی یہ لوگ فریب دیتے اور بھگاتے ہیں اور اپنی  
 مراد حاصل کرنے کی نظر سے انکے دم میں ہمیں آتا۔ یہ ارادہ بیت سابق کے ارادہ سے مناسب ہو  
 والدہ اعلم۔ راز مہر جم۔ شیشہ برسنگ زدن کنایہ عیش کے منقض ہونے اور بھید کے ظاہر ہونے  
 سے ہو جیسا کہ ہر باجم میں پایا گیا پس محاورہ کے موافق معنی بیت کے یہ ہیں کہ بت پرست لوگ مجھے  
 بھسلاتے اور فریب دیتے ہیں لیکن میں انکا راز فاش اور خود انکو رسوا کرتا ہوں (بیت  
 بسکہ کچ بنداشت نقش درست خندہ بر بازیم نہان سپندم  
 بنداشت فعل اور ہم شکم اسکا فاعل اور کچ صفت فعل مذکور کی کہ مقدم واقع ہوتی اور نقش درست  
 موصوفہ صفت مفعول اسکا ہو۔ یعنی مضموعات کہ صلح ازل نے پیدا کیے ہیں سب کے  
 نقش درست ہیں غفلت کی راہ سے ان درست اور سیدھے نقشوں کو میں نے ٹیسرے حاکم  
 اور یہ خیال کھیل اور بازیم کے سوا نہیں ہو اسواسطے کہ میں اس جاسنے پر کیا بازیم جو بنتا ہوں  
 اور دوسری ترکیب یہ بھی ممکن ہو کہ بنداشت فعل اور ہم شکم اسکا فاعل اور کچ اسکا مفعول مقدم  
 اپنے فعل فاعل پر اور نقش درست مفعول ثانی یعنی دنیا کو جو نیزیم صورت ہو میں اپنی نئی  
 سے اس کچ کو نقش درست خیال کرتا ہوں اور وہ خیال کہ ایک کھیل ہو پوشیدہ اس کھیل پر  
 ہنستا ہوں اور پہلی نقرہ برادر ترکیب کسی قدر بہتر ہو۔ (راز مہر جم۔ شلاج نے نہان کا فائدہ غلط  
 نہیں کیا پس معنی اسطرح کہنے چاہئیں کہ ہمیشہ میں کچ کو نقش درست یا نقش درست کچ تصور کرتا  
 ہوں جو اسکی تمیز ہوتی کہ مجھے غلطی ہوتی کہ حق کو باطل یا باطل کو حق کو جانتا یا تو اپنی نیت پر ہنستا ہوں  
 اور نہان اور چھپ کر اسواسطے کہ اگر ظاہر میں ہنسوں اور میری اس غلطی سے لوگ واقف ہوں تو  
 ہمت ہوگی کہ سب نے جان لیا کہ میں نے عسراپنی خوبیات میں معرفت کی اور شراج کے آؤ  
 لکھا ہے کہ خود معنی بیت میں مٹرو اور فکر اسکی ڈانوان ڈول ہو کہ ایک توجہ پر بھی اسکو اطمینان نہیں  
 بسکہ برپیش ست باجم ہر قدم دشمنہ بر خار مغیلان سپندم  
 یعنی من ممت کا بتلا کہ بلا کے جھل میں آوارہ پھرنے والا ہوں بسکہ ہر قدم میں پانون لوگ  
 نوک پر رکھتا ہوں قیام کی چھری ببول کے کانٹوں کے گلے پر پھرتا ہوں اسواسطے کہ ببول  
 کو اپنی خاطر میں نہیں لانا اور اسکو ملائم جانتا ہوں اور بچھتے سنخون میں پیش اسے  
 فارسی سے لکھا ہے اس صورت میں دشمنہ مارا پانون سے کہ آگے بڑھ کر جا یا جو رفتار میں ببول کے

کائناتوں پر ظاہر ہو کر پہلا نسخہ واضح ہو بیت

کعبہ در آغوش دل دارم وے فال آتشگاه شہر ان میں دم  
یعنی کفر کا طالب ہوں اس لیے کہ فال کسی چیز کے لیے اس کے طلب کرنے سے حاصل بیت یہ کہ ہمارا  
بھید حاصل کر لیا کفر کا بھید ہو نہ ہو تا ہوں یا یہ معنی کہ انہی آوارگی کا اظہار غرض رکھتا ہوں بیت  
کعبہ کو فعل میں لیکر کوئی شخص آتشگاہ کی تمنا نہیں کرتا لیکن میں آوارگی سے ایسا بھی کرتا ہوں

می فتانہ بر لبم خون مراد عطشہ کر معنی ایمان میں دم  
می فتانہ فخل اور عطشہ فاعل کہ موخر واقع ہوا اور خون مراد مفعول اس کا ہے اور جھینا بیت  
خون کا آنا ممکن ہو کس واسطے کہ خون کے جوش یا دوسری بیماری سے یہ امر ظاہر ہوا ہے اور خون  
مراد سے منافع ہونا مراد کا ہے یعنی ایمان کے دماغ سے جب جھینک لیتا ہوں وہ مراد کہ  
ایمان کی فراگاہ میں ٹھہری ہوئی تھی اُس مراد کا خون ہو ٹھوٹوں پر آتا ہے اس صورت میں مراد  
مجازی کہ اُس کا قتل اور تلف ہونا عین مراد ہی غرض ہوگی خلاصہ ناکام اور نامراد ہونے پر ایمان

رکھتا ہوں کہ نہ کوئی مقصد پورا ہوا نہ کوئی مراد ملے۔ بیت

دست شیون در گستان نشاط بر سر گلہائے خندان میں دم

میں ماتم کا دست اور خوشی کا دشمن اگر باغ میں گزروں تھے پھولوں کے سر پر ماتم کا ہاتھ مارتا ہے  
اور جہاں کہیں خوشی کی بہار ہو میں شکستہ نہیں ہوتا ہوں بلکہ اُس مقام کو براغم اور بچ کا گھر بنا دیتا ہوں  
خلاصہ یہ کہ ہفتے پھولوں کو ہاتی کرتا ہوں اور انگوٹھ کمرام چانے پر لاتا ہوں بیت  
شیشہ از زبر بلابل شد تھے کاسہ در خون شہیدان میں دم

شہیدوں کا خون زبر بلابل سے زیادہ موثر ہلاک کرنے میں ہو اس واسطے کہ خون کا پینا باعث  
ہلاکت ہے علی الخصوص خون شہیدوں کا جو امدت گاہ کی راہ میں مارے گئے اور اس خون کی  
حرمت اور تعظیم زیادہ ہے اور صورت یہ کہ زبر کا شیشہ چڑھا کر میں نے ظالی کو کیا اب شہیدوں کے خون  
کہ شربت مرگ سے جام کو بھرتا ہوں اور اسی زبر کو خوش گوار شراب جانتا ہوں۔ بیت  
عقل میگوید گل ایجاد او برست تقدیر امکان میں دم

عقل کا مقولہ ہے کہ مدوح کے پیدا کرنے کا پھول تقدیر امکان کے سر پر کلنی کی طرح  
رکھتی ہوں یعنی وجود مدوح سب موجودات کی پیدائش پر مقدم ہے کس واسطے کہ مدوح کی عقل غنائی ہے  
میں وہ شے جو جسکو فلسفی علت اوستے کہتے ہیں وہی وجہ ہے کہ اس مقدمہ میں عقل اختیار ہوئی نہ

عشق سے گوید عبیر حبیب او بردارغ پیر کنگان میزدنم  
پیر کنگان سے اشارہ یعقوب علیہ السلام سے ہو اور وہ قصہ مشہور ہے کہ جب یوسف علیہ السلام  
کنعان سے مصر میں لگے اور یعقوب علیہ السلام نے انکے فراق میں حزن کا گہرا اختیار کیا اور  
برا برو بارگتے ایک دن عشق کی ہوائے مصر سے یوسف علیہ السلام کے پیر ابن کی خوشبو  
لیجا کر انکے دماغ تک پہونچا دی۔ اس واسطے کہتا ہے کہ مدوح یوسف علیہ السلام کا مرتبہ  
اور عشق اس قصہ کے مناسبت سے مخصوص ہے

### قصیدہ در مدح خانخانان گفتہ و تہج الوری خستہ مطلع قصیدہ الوری

اے قاعدہ تازہ زد دست تو کرم را دے مرتبہ تو زبان تو قلم را  
قصیدہ عربی

اے داشتہ در سایہ ہم تیغ و قلم را دے ساختہ پیرائے ہم فضل و کرم  
معنی یہ ہیں کہ اے مدوح تلوار اور قلم کو ایک دوسرے کے سایہ میں تو نے رکھا ہے کہ تلوار تیری  
قلم کے سایہ میں ہے اس واسطے کہ قلم کے منصب سے زیادہ منزلت حاصل کی اور قلم تیری  
تلوار کے سایہ میں ہے اس واسطے کہ تلوار کی تیزی اور کاٹ سے قلم کا تحبہ بڑھا ہے اور یہ بھی کہ تیری  
کہ تلوار تیری قلم کے سایہ میں ہے یعنی انتظام سیاست مدنی کا کہ تلوار سے مضبوطی تیری تدبیر کے ساتھ  
وابستہ ہے اور اسی طرح قلم کے ذریعہ تیغ ہونے لگتا ہے تیری تدبیر سیاست سے متعلق ہے حاصل یہ کہ  
تو صاحب قلم ہو اور بھی صاحب تیغ اور مصرع کے معنی ظاہر ہیں کہ چونکہ فضل اور کرم کے معنی  
قریب قریب ہیں اس واسطے اس مصرع کا لفظ ہم اول مصرع کے ہم سے مقابل نہیں ہوتا اس واسطے کہ  
لفظ فضل کا کرم کے ساتھ بہت بخشش کے معنی میں آتا ہے اور علم و دانش کے معنی میں کم لکھنا  
فضل علم کے ساتھ مذکور ہونے فضیلت علم کے معنی دیتا ہے۔ بیت  
ہم مرتبہ خانخانیان کہ اثر نطق چون گل بگی گوش کند حذر اصم را  
اس بیت میں مصنف نے ایک لفظ خانخانان کے نام سے کم کر دیا ہے اور اس بقدر تخفیف نام محض خشن نہیں  
لیے جو یہاں ترنگی ہے علامت یہی ہے کہ حساب میں وہ قسم کے ہیں جذبات طبع اور جذبات صم جذبات طبع وہ ہے کہ ایک  
محبذ فرض کریں کہ ہذا اسکا قاعدہ کے موافق مضروب نہیں ہے ضرب سینے سے جذبات فرضی کے بتلانے پر  
ناطق ہو جس سے یہ لفظ جذہ کا چا جذبات طبعی ہے اور جذبات صم کہ ایسا نہ ہو جسے ترویلادہ کی جذبات و درین کوئی جذبات

نہیں کہ اس مجذور تک پہنچی۔ مصنف کی غرض یہ ہے کہ مدوح کی نطق میں یہ خوبی ہے کہ جذراصم کو مشنرا  
اور سامع کو دیتی ہے (از مترجم اصم ہر سہ کو کہتے ہیں) بیت  
جادید سے بخشہ دوازہ یا یہ نکا ہد

اس بیت میں بخشہ فعل اور شمع فلم فاعل اور ثروت مفعول اور اضافت ثروت کی اضافہ ائم کی طرف  
تجزیہ کیا ہے تو اس تقدیر پر شک کی بات یہ ہے کہ خلائق کے اقسام اور اوصاف کو جو ثروت حاصل ہو  
اسکی موجودگی مدوح کی بخشش سے پہلے ہو اور یہ مقام تعریف کے سنا فی اور بر خلاف ہو مگر تاویل  
کیا ہے کہ جو ثروت اضافہ خلائق کو حاصل ہو مدوح کی دی ہوئی ہے اور ارادہ حصول ثروت کا مدوح  
کی بخشش کے بعد کیا جائے مگر سمین کھلت ہے اور تک اضافہ میں فصاحت نہیں ہے تصنع کہتا ہوں کہ  
عربی کے قلم سے سہو ہوا اور معنی کا چہرہ خراشیدہ ہو گیا اور ثروت بفتح نون مثلثہ بمعنی تو نگری ہے  
اور از مترجم۔ شارح علیہ الرحمۃ کو سہو ہوا کہ بخشیدن متعدی ہو مفعول ہے ترجمہ اعطاء کا جیسے کہ  
عطیت دیدار ہما جتنا بھی مزید کہ ایک درم اسی طرح محل بخشہ کی دو مفعول ہیں اس بیت میں ایک  
مفعول ثروت دوسرا مفعول اضافہ ائم اور ثروت جو ایک مفعول ہے بلا کسرہ اضافت سے ہے ترجمہ

اور مصنف اسمین سہو سے پاک ہے بیت

گنج نہ احشاش تنک اینگرد گرتا ابد انعام بد صفر قسم را  
پوشیدہ نہ ہے کہ صفر اہل حساب کی اصطلاح میں فقط جو ہزار کو کہتے ہیں یعنی ایسا نقطہ کہ  
خالی ہو اور اسکو عدد کے برابر دہائی طرف رکھتے ہیں اور وہ رقم کی بیشی کا باعث  
ہوتا ہے جیسے اکائی کو دہائی سیکڑے اور ہزار سے کے مرتبہ تک ہو بخلاف مثلاً ایک کے  
عدد کو لکھیں اور اسکے برابر ایک نقطہ رکھیں دراصل ہو جائے اور اگر دو نقطہ رکھیں تو سوہ ۱۰  
اور تین نقطہ رکھیں تو ہزار ہو جائے ۱۰۰۰۔ حاصل معنی یہ کہ اگر رقم بر صفر ہمیشہ تک انعام  
دینا چاہا جائے جس سے اسکا مرتبہ زیادہ ہو اس صفر سے خزانہ احسان کہ ہو اور اس صورت میں  
ضمیر شین کہ لفظ احسان سے متصل ہے بطریق ضمائر قبل الذکر راجع صفر کی طرف ہوگی اور  
اس بیت کو مویہ بیت سابق کہیں اور بعض اس ضمیر کو راجع مدوح کی طرف کرتے ہیں اور  
معنی بیت کے اس طرح کہتے ہیں اگر مدوح رقم کو ہمیشہ تک صفر انعام کرے کہ اس شخص

راہ ہوئی سچا احسان کا خزانہ کہ مویہ بیت

چرخ از شرف خاک درت ساختن سے کر در گشت آن بچہ را قسم را



طلسم ایک صورت ہے کہ عمل نیرجیات سے بنائے ہیں اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ کوئی آدمی جس سے  
 بڑھ چکا ہو اور دوسری طرف اس کے نہیں جاسکتا پس آسمان نے تیرے دروازہ کی خاک سے  
 ایک طلسم طیار کیا ہے کہ وہ اس طرف قسم جاسکتی یعنی دین بجاتی ہے خلاصہ یہ کہ تیرے دروازہ کی خاک  
 مقبضہ ہے۔ راز مقررہ شرح کی عبارت بیان معنی میں ظاہر ہے۔ قسم اسی کی کھاتے ہیں  
 جسکی عزت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہے آسمان نے جو مدوح کے دروازہ کی خاک سے طلسم بنایا ہے  
 اس طرف قسم نہیں جاتی اس سے شاعر کا یہ ارادہ پایا جاتا ہے کہ مدوح کی خاک رفتاری عزت اور  
 بزرگی کی ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر اور کسی کو حاصل وہ عزت دنیا میں نہیں ہے جسکی قسم کا  
 پس مراد یہ نہیں کہ خاک مدوح مقسم ہے ہو گیا بلکہ ذکر لازم یعنی قسم کا ہو اور لزوم اسکا یعنی عزت  
 اور بزرگی مقصود ہے یعنی مدوح کی بزرگی کو دوسری چیز دنیا میں نہیں پہنچی اور وہی اعلیٰ درجہ  
 بزرگ اور معزز ہے صیت

بکرت زانفاس تو دور معبر کہ لاف شادی طرف شادی و غم جانب غم را  
 یعنی تیرے انصاف کی اقتضا سے کما حقہ افراد موجودات ہے معبر لاف و کرافت میں جہان  
 ایک دوسرے پر غلبہ اور تصرف کرنا چاہتا ہے خوشی نے اپنی طرف اختیار کی ہے اور غم نے اپنی  
 یعنی جو مقام خوشی کے لائق ہے اسی کی طرف خوشی مائل ہے اور جو موقع غم کے نہاوار ہے اسی  
 طرف کو رجوع کرتا ہے اور بجائے بکرت صیغہ مثبت کے بکرت بصیغہ منفی بھی لکھا ہے درمیان صورت  
 طرف کے معنی حمایت اور جانبداری کے صادق آئینے راز مقررہ شرح میں موافق نسخہ  
 انصاف کے معنی بیان ہوئے بہتر ہے کہ متن میں بجائے انفاس کے لفظ انصاف درج ہو

اس واسطے کہ انفاس کا لغت میں انصاف مدلول نہیں ہے صیت  
 اگر نیم از شبہ تو دائم کہ نژاد صیت و شیرازہ از دودہ شبہ تو عدم را  
 یعنی تیرے مثل کے خاندان سے ایک لڑکی پیدا نہیں ہوئی یعنی تیرے پیسر کے وجود کی علت  
 عدم میں وجود حاصل نہیں کیا پس مدوح کے مثل اور مانند سے ناواقفیت اور لاعلمی پر چند شبہ  
 لفظ سے شبہ کے گھرانے کی موجودات ممکنہ کا توہم ہوتا ہے لیکن وہ فرضی برائی گفتن ہے ورنہ نہیں  
 وجود کے عدم کا ارادہ ہو ظاہر ہے کہ اسکا خاندان بھی قبیل عدم سے ہو گا۔ (راز مقررہ شرح میں)  
 نزدیک مجھے اگر نیم کہ وہ نہیں ہے کہ شایع نے بطور نتیجہ لکھے پس آگاہی مانند مدوح کہتے  
 معمول ہوگی اس واسطے کہ مقصود مصنف کا اگر نیم از شبہ تو ہے یہ نہیں ہے اسکو جمل مدوح کے

شب سے ہو بلکہ قطعی اسکو علم شبہ کے عدم کا ہو الا اسکے عدم کا بیان بلاغت کے ساتھ کرنا جائز  
اور تعبیر اسکی اسطرح کی مجھے شبہ مدوح کی خبر نہیں کہ وہ ہی انہیں لیکن یہ یقیناً قطعی طور پر ثابت  
کہ خاندان شبہ میں دختر یا کرہ بھی پیدا نہیں ہوئی پس ظاہر ہے کہ جب محل شبہ کی پیدایش کا عدم  
وجود میں نہیں آیا تو شبہ مدوح بطریق اولیٰ متعین الوجود ہو گا اسواسطے کہ والدہ بغیر معمولاً اولد  
ہونا اور اس بیان پر بلاغت کو یہ بیان سادہ اور صریح نہیں پہونچا کہ مثل مدوح کا موجود نہیں ہو  
اور اس حکم نفی شبہ میں مالانکہ قطعی ہی وہ لطف نہیں ہے جو مضمون بیت میں ہے یہاں  
از عدل تو گر طبع چنین معتدل آید آن عہد رسد عالم فروت و ذرم را

گز کم شدگی در قلم و ہم نیاید امکان رستم صورت مفہوم ہر ما  
جنین جم عربی کے فتنہ سے ہے چم نام کہ ان کے پیٹ میں ہوا اور جو خاں پیدا ہو اُسے افکار نہ کہتے ہیں اولیٰ  
طبیعت اعتدال کے غیر قابل ہوتی ہے اسلئے عدل کی تعریف میں مصنف کہتا ہے کہ او مدوح تیرے  
عدل کی اقتضا سے طبیعت جنین لینے ہے چم نام کے اگر اعتدال حاصل کرے تو عالم کا بوڑھا یا اور  
کبر سن ایسے شباب اور تازگی سے بدل جائے کہ اُسکے مفہوم کی صورت مفقود ہونے کے سبب ہم کا  
قلم بھی نہیں لکھ سکتا بیت

گر جاہ حسودت بہر ہند سے آئند در مرتبہ نقصان رسد از صفر رقم را  
ہند سے وہ ہے کہ ہندسہ کے علم میں مشاق خوب ہوا اور صفروہ نقطہ ہے کہ اُس سے رقم کی افزائی  
ہوتی ہے حاصل یہ کہ تیرے دشمن کا جاہ جس سے نقصان لازم ہے صاحب علم ہندسہ ہو اسکے  
اثر سے صفر بجاے افزائی نقصان مستم کو پہونچا کرے۔ بیت

پر تشنہ کہ لب ماند بر آب لبش خمد از لبکہ فشردہ است کف جو تو میرا  
ترکیب میں نقطہ ماند فصل اول تشنہ فاعل اول لبش میں جو ضمیر میں ہے راجع تشنہ کی طرف ہے  
اور خود بھی فعل اور فشردہ بھی فعل ہے اور کف جو فاعل اسکی اور ہم کہ فاعل ہے فعل خود کا  
ابن فعل کا مفعول ہے اور کلمہ برو کی ضمیر کہ پہلے صریح میں تھا قبل الذکر کی قسم ہے جو اور صریح  
لفظ ہم ہے حاصل معنی یہ کہ تیری بخشش نے دریا کو ایسا خشک کر دیا کہ اگر کوئی پیاسا آدمی اپنی  
سیڑی کی خاطر دریا پر لب کو رکھے دریا اپنی خشک لبی کے سبب پانی کی خواہش پیاسے  
آدمی کے لب سے کرے ایسا بیت

آن روز کہ اختیار شجاعت نگیرد نہ بہرہ رنجت مگر آہوی حرم را

ہر عطرہ کہ از معنہ کمان تو بر آید ریزد بکریان بقا خون عدم را  
یہ قطعہ جو مہر و ج کی صفت خون ریزی اور سفاکی میں لکھا ہے اور عدم کے قتل کا قصد بقا میں کیا ہے  
واقعی ارادہ اور غیر ممکن کا کیا اس واسطے کہ بقا کا محل عدم ہونا ایک وقت میں بطلان ایک طرف  
محل و حال سے براہتہ چاہتا ہے لیکن مبالغہ بطور ادعا کیا کہ معنی کے تصور کو وجود کے منقش  
کمان سے عدم کے کارخانہ میں پہونچایا اور مغز کمان کی چھنیک اُس آواز کی طرف اشارہ ہے کہ  
تیر لگانے کے وقت نکلتی ہے اور یہ ستارہ ناپسندیدہ ہے جو مصنف نے باز دھا حاصل معنی یہ کہ  
جب نہ تیری تلوار لڑا سکا جو ہر شجاعت جو حرم کعبہ کے ہرن کے سوا کسی کو غیر قتل کیے نہ چھوڑے جو  
آواز کہ تیری کمان سے کھینچنے کے وقت پیدا ہو سیتی کا خون ہستی کے گریبان میں گر ائے تھے نیستی کو  
اگر ہستی کی حمایت میں بھی نہ لے دیاں بھی قتل کر ڈالے اہل معنی بابرکات میں براہ شیعہ نہیں  
عدم کی خون ریزی سے تو ہم اسکا ہوتا ہے کہ نفی کی نفی اثبات کو چاہتی ہے اور ممکن ہے کہ بقا کو دشمن  
مہر و ج کے عدم سے مراد رکھیں اس سبب سے کہ وہ دشمن جب کہ نہ نہ کو طیار ہو تو کو یاہ وجود کا

حکم عدم رکھتا ہے بیت

اتجا کہ نسیب تو ب لرزه کست کام اٹھے متحرک نگاہ نبض مستم را  
ارباب سخن پر ظاہر ہو کہ تب لرزه کا نشاء علیہ صفا اور حرارت خون کا ہے اور مستم سین کے کسر  
بیاری ہے لیکن صراح اور قاسوس میں نہیں پایا گیا شاید یہ نسخہ نیا ہو جو ہو تو معنی یہ ہیں کہ  
جہاں کہیں ترسے خوف سے تب لرزه عام ہو کر سب میں پھیل جائے اندھا ہو وجودات کے عقلمند  
نہیں دیکھ سکتا نبض ہمار کو زیادہ اچھلنے اور ترپنے سے متحرک دیکھ لے اور بعض نسخوں میں بجا  
سقم نقطہ بقم آیا ہے اور بقم ایک لکڑی جوتی ہے جس سے لال رنگ نکلتا ہے اور سندی میں مٹی  
بولے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ جھٹکے کرگ و رشہ میں وہ رنگ خن خشک  
ماند ہے اور جو دیکھ وہ خون خشک ہو تب لرزه کے سبب جو ترسے خوف کے باعث پیدا ہوا ہے  
اندھا جھٹکے کی نبض کو بھڑکتے ہوئے دیکھ لے۔ قید عام کے وسیلہ سے اس قسم کے  
معنی کو بنا سکتے ہیں ہر چند کہ عدم نفس کا پہلے معنی بھی نوع انسانی کے افراد کی نسبت پایا جاتا ہے  
مگر مبالغہ و اغراق اس میں زیادہ ہے بیت

سلطان غم از عدل تو بگریختہ بگذاشت در سینہ اصدای تو ادا و دھیمہا  
اس بیت کے معنی دو فائدہ دیتے ہیں ایک غم کا جہاں سے بھاگنا مہر و ج کے عدل سے اور

دوسرے دشمنوں کا ہلاک اس سے ہونا جس کے سینوں میں خمیوں کی میخیں چھڑ گئیں  
 از بسکہ بودا تو در طینت اشیا نسیان تو شرمندہ کند شہرت چم  
 اس بیت کے معنی کہ سہو کے خمرابہ سے بنی ہن اسطرح ہوتے ہیں کہ تیرے یاد کی کثرت  
 زیادہ اشیا میں جزدن ہو گئی ہو اگر تجھے فراموش بھی کریں وہ بھول یاد کی اس درجہ پر  
 ہوگی کہ حشید کی شہرت اسکے آگے شرمندہ ہو بعد ازان کہ یاد کا اثبات اس مرتبہ یا  
 پھر نسیان مصنف کے نسیان سے منظور ہے (از شرح چم - شعرا عجم کے خیالات اسی  
 قسم کے مبالغہ اور محالات کے بھرے ہوئے ہیں شاعر حلیہ ارتمہ کو ضرورت اعتراض  
 کی نہیں تھی اس بیت

از بسکہ ذراے تو ستد دار و صحت عیسیٰ لطابت بنشانید سقم را  
 اس بیت میں مدوح کی رای صحیح کی تعریف کرتا ہے لفظ ستد ترکیب میں فعل اور سقم اصل  
 اسکا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لطابت کے ساتھ آئے اسواسطے کہ ہر خیر ایک پیشہ  
 ساتھ مخصوص ہے خلاصہ معنی یہ کہ بیماری نے تیری رای سے جو صحت کی دوا افراط سے  
 حاصل کی ہے تو اسکو عیسیٰ علیہ السلام نے اور بیماریوں کے اچھا کرنے کے لیے بھلا کر  
 اپنے اوپر اسکو ترجیح دی اور ستد کا فاعل عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کہہ سکتے ہیں اور کچھ بہتر  
 اور ستد اول حرف کے کسرہ سے اور دوم کے ضمہ اور وال کے سکون سے صیغہ ماضی

بمعنی گزشتہ ہے۔ بیت

را مشکر عدل تو صد تنگ مخالف بنوا زودنے زیر کند کوک نہم را  
 عدل کی تعریف کرتا ہے اور عدل کا مقتضا ہے کہ ہر شے کو اسکی حد پر نگاہ رکھے یعنی اہم  
 تیرے عدل کا گویا سوراخ ایک دوسرے کے مخالف گائے تو بھی زیر اور ہم کو با ہم ملائے  
 اور یہ بات تیرے عدل کے سوا دوسرے سے مشکل ہے کوک دو چیز کا ملنا (از شرح چم  
 ہم سوئے شمار کو کہتے ہیں کہ ضرر ہے جو از جا گیری) بیت

محویت عدیل نو کہ در کم شدن او دلت بنو ماخی نسیان عدم را  
 مدوح کے عدیل اور ہمسر کے غیر ممکن ہونے میں مبالغہ کرنا ہے کہ اسکی محویت موجود اسکی  
 ایسی ہے کہ نسیان عدم اور فرا سوشی عدم کے بغیر محو کیے ذہنوں سے جاتا رہا جو اضافت بھی  
 کی نسیان کی طرف اضافت بپائی ہے اور اضافت نسیان کی عدم کی جانب اضافت لامی

اور احمی کے معنی محو کرنے والا اور مٹانے والا اور بعض نسخوں میں لفظ عدم کی جگہ کالعدم لکھا ہے اس صورت میں قلم سے مراد لوح کا قلم ہوگا اور نسیان اشارہ سمو قلم کی طرف اور نسیان اور عدم کے درمیان واو عاطفہ دیکھا گیا اس صورت میں نسیان اور عدم دو احمی قرار دئے جاسکتے ہیں اور ہر ایک کو منفیہ اسکی صلاحیت ہے آیات

زکوٰۃ حیات ابدی خصم تو جو نہ سر پایہ ہستی زوجود تو عدم را  
تقدیر پہ لگا پیش اجزاء وجود و نسیان اکسیر فنا و ادکد از دش گر غم را  
جب کہ مدوح کا وجود موجب مہستی دشمن ہے اگر ہمیشہ کی زندگی کا دعوے کرے تو بجا ہے اور جب  
حال ایسا ہو تقدیر اسکی نیست نابود ہونے کے لیے دوسری فکر کرے کہ فنا کی کمیہ غم کے  
سونا کو سکھلا دی۔ اکسیر فنا میں اضافت بیانی ہے اور اسی طرح ترکیب کد از لشکر غم میں  
خلاصہ غم ہمیشہ اسکا لازم غیر متغیر ہے کہ یہ زندگی اسکی مرنے سے بدتر ہو جائے اور غم فنا  
لانے سے بقا عدم کا تو ہم ہوتا ہے اسکے دفع کرنے کے لیے ایسا بیان کرتے ہیں کہ فنا  
اور عدم میں تفاوت ہے کہ فنا بعد وجود کے ہوتا ہے اور عدم وجود سے پہلے بھی ثابت ہے جیسا کہ  
محتاج تفصیل نہیں ہے۔ (از مترجم) اکسیر فنا اور کد از لشکر غم میں اضافت تشبیہی ہے نہ  
اضافت بیانی ہے آیات

انصاف بدہ بوالفرج والوری اموز بہرچہ غنیمت شمار ند عدم را  
بسم اللہ ز اعجاز نفس جان و دستان با تا من قلم اندازم و گیسر ذوق را  
ان دو متیوں کو تمام معنی میں پوری شاکت ہے اور چونکہ حکیم اوحہ الدین الوری اور بوالفرج اردلی  
اس زمین میں بیشتر قصائد نے ہیں مصنف مدوح سے خطاب کرتا ہے کہ ای مدوح انصاف  
دے کہ انوری اور بوالفرج آج کے دن کہ میں شاعری کے ملک میں صد نشین ہوں اپنا  
ملک عدم میں ہونا کسواسطے غنیمت نہ جانیں اور بسم اللہ اپنے دم مسیحی جان بخش کے اچھے سے لنگو  
زندہ کرنا کہ میں قلم کھردن اور وہ دونوں اپنی لیاقت کے اظہار کے لیے میرے سامنے قلم  
آٹھائیں اور بسم اللہ کا کلام ایک کام کرنے کی تکلیف دینے کے لیے پوچھتے ہیں

من مہج کرم لیکت ہر جائے و طامع گردن نشو مننت ہر بیدل کرم را  
گردن شدن برای منت کے معنی کرم کا قبول کرنا۔ اسلیے کہ منت کی نسبت گردن سے  
معاورہ میں آتی ہے اور بجائے نشو مننت بے نسخوں میں دیکھا گیا اس صورت میں معنی

صاف بین اور بہتر نسخہ اول سے بیت

امکان بود امکان کہ ہمہ جزو نیاز است سرمایہ فطرت چہ سلاطین چہ خدم  
اس بیت میں ایک لفظ امکان خفی میں گنجائش رکھتا ہے اور امکان دوم تاکید کے لیے ہے۔ اور نیاز  
ترکیب میں خبر ہے کہ مقدم واقع ہوئی اپنی ابتدا پر کہ لفظ سرمایہ فطرت ہے یعنی ممکن ہے کہ یہ اندیش کا یہ  
بادشاہ ہوا بغیر سب کے واسطے عجز اور نیاز ہو بیت

صنعت کہ شان چشم و دل خصم تو بادا تا صفت تحلیل بود آتش و نم را  
شان فارسی میں خمیر جمع کی ہے اور وہ بصورت اضمار قبل الذکر ہے اور آتش و نم کی طرف راجع ہے  
اگر آگ اور پانی دو چیز ہیں لیکن اس اعتبار سے کہ منطقہ تشبیہ کو جمع کہتے ہیں اس واسطے جمع کا حکم  
رکھتے ہیں اور تحلیل کے معنی گلابا حاصل یہ کہ آگ اور پانی کے گلابانے کی صنعت کا کار خانیہ ہے  
دشمن کا چشم و دل ہوا اور نسبت آتش و نم کی چشم و دل کے ساتھ نسبت لطف و شہرہ مرتب ہے  
راز مترجم۔ خود فارسی زبان میں تشبیہ اور جمع کا معنیہ ایک ہی ہے پس اصطلاح خلق کا ذکر کرنا  
نہیں ہے ( )

### قصیدہ در مدح حکیم ابوالفتح بیت

استماع حصول شوکت تو نشتر سینه فریدون باد  
یہ قصیدہ حکیم ابوالفتح کی تعریف میں لکھا ہے اس بیت میں ترکیب کی رو سے اضافت  
استماع کی حصول کی طرف اضافت مصدر جانب فاعل ہے اور اسی طرح اضافت حصول  
جانب شوکت کے غرض یہ ہے کہ فریدون کی شوکت ضرب الشمل ہے مصنف کہتا ہے تیری  
شان و شوکت کا فریدون کو مل سکنا سینیہ فریدون کو زخمی کرتا ہے یعنی فریدون کو تیری شوکت  
حاصل نہیں ہے۔ ابیات

انقطاع حیات دشمن تو جو ہر دشمنہ شبخون باد  
ہر سراج کہ در جہان عطاست از نم خامہ تو جیون باد  
یعنی جو بخش کہ کہنے کے واسطے ہے اور عمل میں لانا اسکا محال ہے تجھے وہ دشمنین تیری  
سراج کا جیون ہونا اشارہ معدوم کے موجود ہونے سے ہے اور یہ کیفیت بدل جانا  
حسن بصری کو شبہ میں ڈالتے والا ہے (جیون بالفتح تمام رودیست در بلخ اگر کشف اللغات

سراب بروزن خراب زمین شور را گویند کہ در آفتاب می درخشد و از دو باب می ماند از بابت خرابی  
 ہر شہ اسنے کہ در خم اشاست بلب نامہ تو مسترون باد  
 یعنی تمام حقیقت اور باہست چیزوں کی تیرے نامیکے نزدیک ہوا و حقایق موجودات کے  
 تیرے نامہ کے مضامین ہوں بہت

علم بر فطنت تو مستون ست عقل فعال تیر مستون باد  
 یعنی علم ایک محبوب ہے کہ فطنت اُسکی دیوانی ہے کہ فطنت تیری وہ معشوق ہے کہ علم پیر عاشق  
 ہو گیا ہے۔ عقل فعال آسمان ماہ کافنس ہے کہ اُسکو واسبالصور کہتے ہیں وہ بھی تیرا اولاد  
 صورت از بنیش تو ممنون ست لوح محفوظ فیض ممنون باد

پہلے مصرع میں صورت سے مراد دنیا اور کائنات ہے یعنی دنیا اپنے نظام و قیام کی نظر سے  
 کہ تیری بنیش اور دید سے حاصل ہے تیری بنیش سے احسان خدائی ہے مصرع ثانی میں تاکید ہے  
 اس مطلب کی اور لوح محفوظ نفس کل سے مراد ہے اور اُسے عرش بھی کہتے ہیں اور وہ  
 صورت ہائے افزیدہ کا اٹھانے والا اور قبول کرنے والا ہے اگر ایک چیز کا حامل اور قابل کسی  
 چیز کا ممنون اور احسانمند ہو تو محمول اور مقبول اُسکا بدرجہ اولیٰ زیر منت ہو گا لفظ محکم  
 دورہ روزگار دولت تو جسم و جان باد لفظ و مضمون باد

یعنی زمانے کی گردش کو تیری دولت سے وہ نسبت ہو کہ بدن کو جان سے اور لفظ کو مضمون سے  
 یعنی لازم اور ملزوم ہو بہت

گر نہ طفل تو ابرہ اش باشد قائم صبح شبہ اکسون باد  
 اس بیت میں سایہ مدوح کی روشنی میں مبالغہ کیا ہے جسکو صورت کے اعتبار سے تیری  
 لازم ہے سایہ اش میں خمیر شیرین اضمار قبل الذکر اور قائم صبح کی طرف راجع ہے کہ مصرع  
 دوم میں ہے اور قائم پستین سفید اکسون ریشمی سیاہ کرا۔ اور معنی ظاہر ہیں بیت  
 روح خصمت کہ زندہ در گور ست ورنہ ہائے فتنہ مدفون باد

یعنی تیرے دشمن کا وجود گویا قبر ہے اُسکی روح جو زندہ در گور ہے فتنگی با پمال ہو۔ یعنی علاوہ  
 کہ وہ زندہ قبر میں ہے فتنگی بھی با پمال ہو۔ بہت

وعدہ در روزگار بہت تو دلش از عمر کوتاہے خون باد  
 او وعدہ کا فعل خون ہو اور وعدہ فرجائے حاصل تیری بہت کے سامنے وعدہ نہیں ہے

تو دیتا ہو۔ بیت

دشمنت خستہ باد کو بعبث جادوئے بالمش ورافسون باد  
دشمن تیرا خراب خستہ ہوا اور اس میں بھی سکی ترقی کر کے کہتا ہو ہر چند دشمن کو خشکی ہو باہل کا جادو مگر  
افسون میں ہو۔

قصیدہ در مدح ابوالفتح گیلانی گفتمہ است بیت

زمرے گلہ ہوائے دلم نقاب کشاد فلک بگاشن حسرت نوبخت واداد باد  
یہ قصیدہ بھی کاظم ابوالفتح گیلانی کی مدح میں کہا ہو اور تمہید اس کی زبان سے شکایت سے اٹھائی ہو  
اس بیت کے معنی یہ ہیں جس مقصود کے منہ پر سے کہ میرے دل نے پردہ اٹھایا آسمان نے  
اُس پردہ سے انجام کو حسرت دکھلائی بیت  
زمانہ غیر الم نامہ نیست تصنیفش دلم ز صفہ فہرست برگرفت سواد  
بیت سے اس کے معنی ظاہر ہیں۔ تصنیفش میں فہرستیں راجع جانب زمانہ ہیں کہ الم نامہ کے سوا  
دوسری تصنیف اس کی نہیں ہو اور میں نے اس کتاب کی فہرست سے مطلب اُس کا  
اٹھالیا۔ بیت

چرخہ زار نفس مرد من بہل کیروز کہ زمرہ برنجست زکرہ حدا و  
نفس مرد نفس نے اثر کو کہتے ہیں اور زمرہ مر کرہ ہوا ہے کہ کہتے ہیں کہ کرہ مائی اور کرہ  
اچھڑے در میان ہو اور تشار اس کی بردوت ہو اور زمرہ مر کی تحقیق میں گفتگو میں ہیں اعتبار  
مقام اسی قدر کافی ہو اور حداد لغت عرب میں نوبار کو کہتے ہیں حاصل یہ کہ کیا پیدا ہوا ہے  
ایک آسمان مجھے کیا ہیں آئے اور تیرا میں کیا کر سکتا ہوں تھوڑی مہلت اور فرصت دی ہو  
دوسرے مصرع میں اپنے عجز کو ٹیلا بطور تطبیق بالحال کے کہتا ہو کہ سرزمی کی امید نوبار کی بھی  
رکھنی فضول ہو اسی طرح بدلا لینے کی خواہش مجھے ایہ فلک نے فائدہ ہو اور بعضہ خون  
بجاسے جو شہ متغی کی جو شہ صبیحہ غمت دکھایا اس صورت میں مجھے کی تقریر یہ ہو سکتی ہو  
کہ ایہ آسمان میری ٹھنڈی سانس سے کیا ہو سکتا جو میری مت کر اور ایک دن کی فرصت  
کہ نوبار کی بجٹی مجھے میرے سینہ سونمان سے زمرہ برائے لے گے۔ بیت  
گر فتم آنکہ زفر باد منع دل کہنم کہ مہرمان شود این عمر لوح و این فلاد

لے کرہ غن  
کرہ بے ہنری

رفیق  
ابن درویش



قبول ہو کہ میں خاموش رہوں اور فریاد نہ کروں کون ہو جو میرا جان ہو۔ این عمر فوج و این فریاد کے معنی یہ کہ اگر ہزار سال فریاد کروں ممکن نہیں کہ کوئی میرا پی کرے۔ (از مقررہ جم اس بیتین

نسخہ زمین و یادِ صاف اور نئے تکلفِ عریضیت

که ضعف باه محل زخام بادا باد

ارباب فکر پر پوشیدہ نموکہ اس بیت میں مصنف نے اپنے عاجز نصیب کو الزام دے کے ساتھ تنبیہ اور زنا فکسمر اول سے دولہن کا دولہہ کے گھر بھیجا ہوا در داماد شوہر کے معنی اور باقی

تقریر نظامیہ - ص ۱۱

از ان نزدست ہنر برای خوشین عالم کہ بر نظم ازین شیوہ، مسیح و رنگشاہ اران از دست

استعارہ ہنر کی محبت جو اس بیت میں جو بعضے لوگ اعراض کہتے ہیں انکے اعراض ہنر منہسی

ہو انی چاہے کس سلیکے کا نامہ کردن از دست چیز سے کسی چیز سے تنگ آنا ہو اور وہ چیز عام ہو کہ کچھ

ہو اور وہی ہنر میں کہ میں اپنے ہنر کے ساتھ سے اس واسطے نہیں رو تا ہوں کہ میں کا نظم ناریابی کو

کھی اس ہنر سے کہ نامہ کہ نثار اور بعضی کتابوں میں بجائے نمی نام کے بھی نام لکھا گیا اس

مطلب ظاہر ہے۔ مگر نسخہ اول اولے ہی ابیات

بدین صفت که بعد حیات بکشاید  
نیز از چشم خون از دلم نبشاید

که بشاید از منم که بعد ازین گویند که بود ۱۵ است فلان دایم هم است

گره کشاده گردد ز طره کشمشاد

یہ تین تین قلم و بند اور پچھین ایک دوسرے سے ملو تاہین اور پہلی بیت میں کلہ دین  
صفت مبتدا کے موقع پر ہو اور مفہوم دوسری بیت کا خبر اس کی ہو اور لفظ کبشا سے  
بیت اول میں فعل اور فاعل اس کا مفہوم ہو کہ تین کہ ابنا و زنان کی طرف اشارہ ہے  
اور روانی کلام فرنی بھی اس پر دلالت کرتا ہو اور تیسری بیت میں معراج اول مبتدا ہو اور معراج  
دوم خبر اور وہ بیت مقدمہ بالائی تاکید میں ہو حاصل مینون بیت کا یہ ہو کہ ہر گاہ میری زندگی  
میں زنانے کے آدمی میرے دل کا خون نگا لیتے ہیں مرنے کے بعد اگر مجھے استادن میں  
تو کیا فائدہ ہو گا بطرح درخت شمشاد کو جسے آری سے کاٹ کر گردن اور اس کی لکڑی سے  
لکڑی بناوین تو شمشاد کی زلف سے گرہ نہیں نکلتی اور شاہ شمشاد کی لکڑی کا بنانے میں پتہ  
اگر قصہ جلالتش روئند یا یہ شمار کہ نیم پایہ بود از ان شمار صحیح شداد

عجب بلدان کہ قدم سودہ باز پس گردد  
سم از بدابت سلم سنایت اعدا  
اس قطعہ میں مصنف نے چاہا ہے کہ مدوح کی بزرگی کی تعریف کرے کہتا ہے کہ اس کی بزرگی کے  
عمل کے کہ ساتون آسمان اس کی نسبت آدھی پایہ برابر ہیں درجے شمار کریں تو معلوم ہو کہ آخری  
شمار اس کے عمل کے زینے کے پیلایہ پر ختم ہو جاوے

بسی مرتع جاہ تو آسمان حرم  
بدور سفرہ خلق تو گریہ ہاے زیاد  
مرتع جاہ میں اضافت بیانی ہے اور آسمان حرم میں اضافت لامی اور اسی طرح سفرہ خلق میں  
بھی لامی ہے اور زیادہ بالکے ایک قسم کی خوشبو ہے کہ فی سہ وہ حاصل ہوتی ہے اور بعض کا  
قول ہے کہ وہ جی کی مٹی ہے چل یہ کہ حرم کے ہرین جو کمال عزت سے اپنے امن کے مقام پر رہتے  
میں دمان سے نکل کر تیرے مرتبہ کی چراگاہ میں سیر کرتے ہیں لیکن اس چراگاہ میں اس سے زیادہ  
امن کا مقام خیال کرتے ہیں اور چونکہ حرم کے ہرین کا ذکر امن امان کے مقام کرنے میں مجاہد  
لفظ جاہ کے اگر حفظ ہوتا تو استعارہ غیر محبوب اور مرضی بھی خوب حاصل ہوتے۔ دراز مترجم شارح  
علیہ الرحمۃ نے دوسرے مصرع کی شرح فرمادہ است کہ اور پہلے مصرع کی شرح میں خود لکھ  
تزدہ ہو اور صریح نسبت اس بیت کا اس کی نگاہ سے نہیں گذر اور وہ یہ ہے۔ بسی مرتع قدر تو ہوا  
حرم ۴ بدور سفرہ خلق تو گریہ ہاے زیاد ۵ دونوں مصرع دو لخت میں لیئے اپنے اپنے معنی کے ساتھ  
بدا کا نہ معنی یہ ہیں کہ تیری قدر اور عزت کی چراگاہ میں حرم کے ہرین فخر کو اتنے اور سیر کرتے ہیں  
چونکہ یہ فخر گاہ معمولی مسکن سے کہ حرم ہی قدر میں بڑھ کر ہے جو موجب حفظ و درجہ اعلیٰ سیر کی ہے  
اور تیرے خلق مطر کے دسترخوان کے ارد گرد گریہ ہاے زیاد جبکہ عرق سے عطر مشہور پیدا ہوتا ہے  
اکتساب بوی خوش کے لیے گھومتے ہیں مرتع جاہ اور سفرہ خلق میں اضافت تسبیحی ہے  
نثار مقدم اندازہ تو چشم لکھ غبار دامن آوازہ تو گوش بلاد

غبار دامن اور دامن آوازہ اور گوش بلاد سب ترکیبوں میں اضافت لامی ہے لیکن  
شیر کے کان ترے دامن آوازہ کے غبار میں لیئے جس طرح غبار دامن پر بیٹھ جانا ہے اور دامن سے  
اتصال پانا ہے ویسا اتصال پیدا کرنے کے لیے شہر دن کی کان غبار ترے دامن آوازہ کے  
ہو گئے ہیں لیکن کوئی شہر ایسا نہیں کہ تیرا آوازہ دمان نہیں پہنچا اس سے قطع نظر کہ آوازہ  
کان کے پاس پہنچا ہے اور بیان کان کو آوازہ تک پہنچا یا استعارہ غبار آلودہ مصنف نے  
باندھا کہ وہ سخن کے پہنچنے والوں کا غبار خاطر ہو گیا۔ دراز مترجم مصنف نے گوش کے

آواز نہ تک خلافت دستور نہیں ہو چکا یا جس پر شایع علیہ الرحمۃ مقرر ہیں بلکہ خود گوش بلاد شہرت خون  
 آئندہ مدوح کے اشتیاق میں اس کے دامن سے غبار کی طرح چٹے رہتے ہیں کہ جو بات ہو جلد سن لیں  
 پس جرح شایع کی منفع ہو۔ اور استعانہ بھی غبار کہ درت سے پاک ہو اسو جسے کہ عرفا خواہد  
 اسکا اعزاز اور افتخار ہوتا ہو کہ کانون تک پہنچیں اور مقبول ہوں اور عمدہ اثر پیدا کریں اور اسکا  
 شہرت کو درجہ خادم کا ہو اور کان کو مرتبہ مخدوم کا لیکن یہ شہرت مدوح کی ہی لہذا انہیں  
 معمولی منجس ہو گئی یعنی شہرت مدوح مخدوم ہو گئی اور گوش خلافت خادم بننے کے واسطے  
 مدنی کی طرف استعارہ ٹھیکلی متوجہ کرنا ہی۔ مرت

نفاذ اور نوگوں بے زسوم کنند کشد انا مل وے آتش ز دل فولاد

نفاذ حرف اول کے کسرہ سے جاری ہونا اور فتح سے بھی آیا ہو دی کی ضمیر دوسرے مصرع میں  
 جو کی طرف راجع ہو اور انا مل انگلی۔ حاصل یہ کہ تیرے حکم سے کمزور زوردار ایسے غالب ہو جائے  
 کہ ان کے غلبہ کرنے میں امور غیر ممکن ممکن اور موجود ہو جاتے ہیں (از مترجم) معنی شہر کہ لفظ  
 بنو منکبر اور غرض مصنف یہ معلوم ہوتی ہو کہ اہل مدوح تیرا حکم ایسا نافذ اور بدان ہو کہ آلات نفاذ خواہ  
 کیسے ہی ضعیف اور کمزور ہوں لیکن اپنی قوت سے ظہور محکوم ہوا و ما مور کا ہوتا ہو کہ وہ محال تیرا  
 چوراز دار تو گرد ز مردن شہیدین ملال راہ نیابد بے نہاد

اس بیت میں مصنف نے مدوح کی ہمت کی جو تسلیم دوست ہو تعریف بیان کی کہ سہل رہن جو۔  
 اسکی آزدہ نہیں ہوتی جیسے کہ فرما دے شیرین کے مرنے کا اور پایا اور گیا اور فرما دے اگر تیرا محرم راز  
 ہوتا ہرگز شیرین کے مرنے سے لول نہ لیتے رضا و تسلیم میں خوش رہتا مصرع اول میں گرد و فعل ہو  
 اور مصرع دوم فرما دے اسکا فاعل ہو اور اسرا نہانی کے رموز و قانون پر پوشیدہ نہ ہے کہ احتمال ہو  
 کہ مصنف نے مدوح کی راز داری کی تعریف کی ہو جیسے کہ کہتا ہو کہ فرما دے جان دینے میں اقتدار راز  
 گیا اگر محرم راز تیرا ہوتا ہرگز ایسا اور ناسپد نہ کرتا اور اس توجیہ کا فائدہ مضاعف سے بھی حاصل ہو اسکا  
 کہ تسلیم کا ذکر اس میں ہو۔ اور معنی آخر کی صورت میں بجا ہے لفظ گرد و کلمہ بعد کی کا پہلے مصرع میں  
 لفظ نہانہ فرما دے ہوا اور بجا ہے لفظ نیاید کے لفظ گردی کا تو خوب ہوتا۔ (از مترجم) بیت میں  
 اصلاح شایع علیہ الرحمۃ کی حاجت نہیں اس واسطے کہ اگر کا لفظ دلیل فرضی مضمون کا ہو اور  
 شعر کے مبانون کے سامنے ایسے لفظ تقدیم و تاخیر نہ کا کہ وزن نہیں ہم بیت  
 باغ طبع تو جو شہد طائران مشیت پنا گنج کس بزد کا نچہ تھا د

جو کہ طبیعت کی تعریف شیرین کے ساتھ کرتے ہیں اس لیے یہ مضمون باندھا اور طبیعت کو باغ سے

تشبیہ پر مذہب کی نظر سے دی ہو۔ **بیت**

اگر صبا بزماری بر دغبار درت کسند تہنیت ہم پر خاک اجساد  
معنی بیت کے یہ معلوم ہوتے ہیں کہ اے صبح ہوا تیرے دروازہ کی گرد اگر کسی قبر پر چھا  
زمین کے نیچے مڑے آپس میں مبارکباد دین لینے وہ اسے کہے کہ تمہیں پر یہ خاک مبارک ہے  
کہ سچہ جیسے کا نقش پروردہ ہو اور یہ اسکو۔ لیکن ہم کے لفظ میں شک ہو اور وہ یہ کہ اگر ایک  
صبا کے غبار ہو جانے سے اجساد مردہ کے باہم مبارکباد کہنے کا تعلق صادق نہیں آتا اس لیے  
کہ ہزار ایک قبر کو کہتے ہیں نہ قبور کو مگر یہ کہ ہزار کو قبور پر پولین کہ آسمین متعدد قبرین ہوتی ہیں  
اور اگر مصرع اول اس طرز پر ہوتا مضافاً نہ تھا بیت۔ اگر غبار درت را بر دغبار قبور  
لفظ ہم کا جو دوسرے مصرع میں ہو معنی دیتا۔ دراز ترجم ہزار ظرف کا صیغہ ہو بجائے زیار کا  
واحد کی علامت نہیں جیسے کہ لفظ قبر کا ہو اسم جنس کہ واحد اور جمع دونوں پر صادق آسکتا ہے

پس شارح علیہ الرحمۃ کا شک اور ظہان مرفوع ہو **بیت**

برآسمان ہم حکمت ارشاد با سے بخود و بعد ہمیں نگرود از ابعاد  
حکیم کی تعریف کرانی سے کی ہو اور حکم نے تمام عالم کو تین بعد ثابت کیے ہیں طول عرض عمق  
ظاہر ہو کہ عمق زمین سے آسمان تک ہوا کا جوف ہو لینے جب تیرا ظم زور سے زمین آسمان پر  
پانچوں رکھے آسمان چپک کر زمین سے ایک ہو جائے عمق درمیان سے غائب ہو طول اور  
عرض فقط رہ جائے اور ہر چند کہ انی اور عمق کہ جسم اور جو ہر بین قرار دیا اس حدیث میں انی  
رہ گیا کہ بیان پر عمق نمایان کے قائم نہ رہنے پر اکتفا مصنف نے کی ہو۔ ابیات  
بہ کرام تو وقت دعا جو برگذر و بشارع تقسم فوج فوج از اعداد  
برای رفع تقدم عجب ہاں کہ ہند صفت مات شبخون بشکر داد

یہ تیری دعا مانگنے کے وقت میری سانس پر جو دعا سے ملا جلا ہوا اعداد گذرین اسوا  
کہ دعا کے ساتھ تمہارے جائین سیکڑے کہ انکا مرتبہ اکائیوں سے پیچھے ہو محوم کر کے اکائیوں پر  
جائین اور اکائیوں کے آگے بڑھنے کو رک دین اور انکی جگہ آپ بڑھادین لینے ایک ایک  
دعا کے بجائے سو سو دعا کی جائین استعارہ فوج اور لشکر اور شیخون کا خوب واقع ہوا ہے  
خدا کا نام وارم حکایتی بر لب کہ چون میری تو نتوانم بلب لبیتاد

اس خطاب کی بیت سے لیکر اس بیت تک کسرا یہ ہر سن از قنات الخ ترہ بیت کا قطع حکایت  
طور پر لکھا ہوا اور شاعر کی صفائی ذہن حسن نسبت و دلیل ہوا اور محتاج شرح نہیں اور اندیشہ کے  
چہرہ پر ہمت و دکانگ ارجا نا کہ آخر قطعہ میں مذکور ہوا اسکے لیے کافی ہوا کہ مصنف نے انکار  
مدعا کا ترک اور اسکے مان لینے پر قیام کیا ہوا۔ بیت

گرم تو سہ شردی ز خواجگی شکر و گز قبول نکردی زنا کسے نہ یاد  
یعنی اے ممدوح اگر تو نے مجھے خواجگی سے غلام سمجھا شکر ہوا اور جو نہیں تو اپنی نالائقی سے  
فراد ہوا۔ خواجگی کو جو پہلے مصرع میں نسبت ممدوح کی طرف ہوا اسی طرح دوسرے مصرع میں  
ناکسی کو نسبت مصنف سے ہوا۔ اور بعد نہیں کہ اس طرح تقریر کرن کہ اگر تو مجھے غلام سمجھے تو  
سے سو شکر ہوا اس واسطے کہ جسکو تو نے غلام بنایا غلامی اسکی خواجگی اسکی ہوا اور اگر تو نے رکھا  
ناکسی سے فریاد ہوا اس لیے کہ جسکو تو نے رو کیا تیرا درو کرنا اسکی نالائقی ہوا۔ بیت  
نہ گوہر ست دے بہت زادہ دریا نہ جو بہت ولی بہت قابل ابعاد

بیت کے یہ معنی ہیں کہ شعر میرا موتی نہیں مگر ہوا دریا کی پیدائش اس اعتبار سے کہ طبیعت  
میری دریا کے مانند ہوا اور جو نہیں مگر قابل ابعاد ہوا اس واسطے کہ جو جو ہر ہوا ابعاد ملتہ کو قبول  
کرتا ہوا مگر شعر میرا کہ جو نہیں اور ابعاد کے قبول کرنے کے لائق ہوا یعنی اور دن کے شعر جو ہر ہوا  
دکڑی بیچ اور میرے شعر کے لیے جسم ہوا اور صورت ہوا اور چونکہ جسم اور جو ہر کے تین بعد قرار پائے ہیں  
جیسا کہ پہلے لکھا گیا اور مصنف نے بھی ارادہ کیا کہ آواز میرے شعر کی طول نگاہ رکھتی ہوا اور منہ  
کی وسعت فضاء عرض کا کام دیتی ہوا اور عوار اور اغراق جو معنی میں ہوا عمق کا مرثبہ بھٹی ہوا یا  
بصد مضائقہ نازی قبول میگویم ز شاہان ہشتی سرشت حور نزا

کنون ز غاشیہ با فان ریش اذوم کرشمہ ہای عود سان خنک و نوشاد  
مگر زمینے رایت شنندہ عالم کہ ریشما ہای حریفان ہمیں ہی براد  
یعنی میں کہ بے تکلف اور اکراہ کے ساتھ محبوبان حور شمال سے ناز قبول کرتا تھا اسمان  
کو جودی سے یہ حال ہوا کہ دائرہ کی قالین بافون سے حاصل کرتا ہوں یہ سمجھ کر کھنک اور نوشاد  
کی دو لہنوں کے ہیں اور اندر زم پہلے مصرع کا دوسرے مصرع سے تعلق ہوا پس ہوا ممدوح  
حقیقت حال شاید گاہی تجھے ہو گئی کہ دشمنوں کی دائرہ بیان مندواتا ہوا یہ اشارہ ہوا کہ  
حکیم ابوالفتح نے عرفی کے ایک دشمن کی دائرہ مندوا کر دلیل اور رسوا کیا تھا اور بھی

چند روز کا بڑا شاہ نے ابوالفتح کو حکم دیا تھا کہ اسکا انتظام کریں کہ کوئی دارجی نہ لے اور رضا گھر میں بٹھالے  
اور شوق منین سے ہو کہ معنی اس کے نکلی ہیں —

## قصیدہ در مدح امیر المومنین گفت بہ بیت

بند مرتفع نہ لستہ سہ مست نیم پوشیدہ حلقہ و بیباک  
یہ قصیدہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی مدح میں لکھا ہے اور قریباً سکی اپنے کلام اور طبع سے اٹھائی ہے اس لیے قائل  
نہ لستہ اور نیم پوشیدہ کا طبع ہے کہ آغاز قصیدہ میں اسکا ذکر ہے اور مرتفع کا بندہ باندھنا اور اوچھا لبا  
پہننا ہے جو شہی اور بیباکی کی دلالت ہے — **بیت**

روئے اندیشہ از تو مقصود طرہ دانش تو در چہ پاک  
اس بیت میں مخاطب طبع ہے یعنی ترے فیض سے فکر اپنا چہرہ آئینہ مقصود میں دیکھتا ہے اور خم و چرخ  
جو زلف کی آرائش ہے ترے سبب عقل کی زلف میں ہے — **بیت**  
تلخ شد گفت اینست حدس انگاہ از سبک لاف فضل تابہ پاک

یہ جواب طبیعت کی طرف سے ہے — اینست بمعنی زہد ہے اور حدس دانائی اور سبک بھلی کو کہتے ہیں اور  
زمن اس سے مراد ہے اور سبک ایک منزل کا نام پانچویں اٹھائیس منزل سے کہ ثوابت کے آسمان پر ہے اور  
مراد اس سے آسمان ہے اور بیت آئینہ میں (میں نے حدیث میں سنا ہے) اور نہ صرف نظم و مدح میں بلکہ  
عید اور راج اور صرف نظم پر کلمہ نفی کے لانے سے یہ مقصود نفی ہے بلکہ عاری میں اثبات کے ترک  
طرز ہے (جسے استفہام قرار دیتے ہیں) سبک کلام لانے والا اور مقصود مدحی غلیم ہے **بیت**  
چون دم دلفت او در آتش دم نامی از کورہ بر کشد سبک

یعنی اس کے دلفت کا وہ اثر ہے کہ اگر وہ آگ میں دم بھونکے اور چھو کر دے بھٹی کی آگ میں باقی  
ہو جائے اور سبک لگانے والے کو آگ کی بھٹی سے بھلی کا لگانا آسان ہو (اور ترجمہ سبک میں بھٹی  
بھلی کی صورت بنانے میں شاعر کی مراد ہے کہ ترے دم کے دلفت سے آگ بھٹی کی پانی جھپٹے اور  
اس بھٹی میں سے سبک لگتی ہے بھلی کے بجائے سچ چرخ کی بھلی سبک بننے والا نکال دے **بیت**  
چون کند نام او بخاتم نقش خامہ دزد و عطار د از حاک

اس بیت میں از روئے ترکیب بخوبی کند فعل اور فاعل اسکا حکاک اور دزد و فعل اور عطار  
اسکا فاعل ہے اور حکاک وہ شخص ہے کہ گہن وغیرہ کندہ کرے خلاصہ معنی یہ ہے کہ اگر نہ گہن کندہ

انکو بھی کہ کعبہ پر کندہ کرے قلم کو اس کے نقش کرنے سے وہ خوبی حاصل ہو کہ عطار و جوشی فلک کو آسمان سے اتر کر اس کا قلم چرایا جائے اور ممکن ہو کہ حسب طرح فعل زد و کا فاعل عطار ہو فعل کند کا بھی وہی عطار فاعل ہو اور معنی شعر یہ کہ عطار اگر چاہے کہ ممدوح کا نام انکو بھی نقش کرے تو اس کام کے لیے قلم مہر کن کے پاس سے چرایا جائے اس واسطے کہ قائم نقش بغیر قلم چاک کندہ نہیں ہو سکتا حاصل یہ کہ عطار دہری تلاش اور اہتمام سے وہ قلم اپنے پاس محفوظ رکھے اگر کسی شخص کو اس مضمون پر فہم پیدا ہو کہ مہر کن کے قلم جو رائے کا ثبوت عطار کے لیے کیا خیال کیا وہ کیا محتاج ہو کہ وہ اس سے قلم تو شاعری میں فعل نہیں آتا تھا۔ اور ممکن ہو کہ اس طرح تقریر کی جائے کہ اگر چاک ممدوح کے نام کو انکو بھی نقش کرے تو اسکو ایسا کمال حاصل ہو کہ عطار کو کو بھی جو درجہ فلک ہو مجال نہیں کہ اس کے سامنے مہر کنی سے دم مارے قلم کی چوری کو چھفت کتابت کے اخفا سے اشارہ ہو اس سے یہ

عطار دے نسبت کرنی چاہیے بہت

عش در خزانہ متدرش آستان راگزیدہ بران لاک  
خزانہ اسے کہتے ہیں کہ آسمین کسی شخص کے اصول و فروع حسب نسب لکھے ہوں تاکہ اس کے تقاضا  
نسبی کی دلیل ہو ہندی میں پشت نامہ اور کرسی نامہ کہتے ہیں کہ کتابت کہ عرش برین نے ممدوح  
آستانے کو آسمانوں پر ترجیح دیکر قبول کیا اس خزانہ میں آستان ممدوح کو آسمانوں سے بڑھاتا رہا بہت  
چرخ در ملک نامہ عرش حرکت را نوشته از املاک  
ملک نامہ اسے کہتے ہیں کہ جو کچھ اپنے تصرف میں کوئی شخص رکھتا ہو آسمین قلم بند اور منضبط کر  
تاکہ اس کے تصرف کا مصداق اور گواہ ہو اس واسطے آسمان نے اس ملک نامہ میں حرکات کو لکھ دیا

جو آسمان سے وقوع میں آوین بہت

رج اوکر انا مل عدل ست ہفت اندام قلم را شباک

اس بیت میں کاف لڑکا جو بیان کے لیے آیا ہو چاہتا ہو کہ جو کلام بعد اس کے آئے جملہ مخرعہ ہو  
بعد اس کے بھی جو کلام ہو آسیر معنی کا حوالہ ہو اور اسے دہری بیت میں لائین جیسا کہ قطعہ میں واقع ہو  
اور یہاں اس کے خلاف ہو اور یہ بھی فارسی کلام کے اقسام سے ہو کہ جملہ مخرعہ کاف بیان کے بعد  
نہ اسے مقصود کے بیان میں دوسری عبارت پر اسکو ٹھہرا لیں اور اس کا لفظ جو حکم کے واسطے  
کلمہ عدل کے بعد واقع ہو وہ معنی مخرج ثانی کے مفہوم سے ملو گا وہی خلاصہ معنی پر کہ یہ قلم ہفت اندام کا  
مارنے والا اس کے انصاف کی انگلی کی ادا دے ہو اور شباک مبالغہ کا صیغہ ہو شبک سے سوانح کرنا

اور یہی طرزائیدہ بیت میں بھی ہو اور اس میں سبک صیفہ مبارک کا جو سبک سے لیے گا اگر ان دو بیتوں کے تلافی کے بعد حکم کو محذوف کہیں اور تقریر یعنی یہ کیا ہے کہ اس کا نیزہ جو انصاف کے پنجہ کے لیے اٹھایا ہو ظلم کی رگ ہفت لکھا چھیدنے والا ہو و چہ پیدا ہوتی ہو اور اگر بجائے کرنے کے ازلاوین یہ سب کلفت اور خلل برطرف ہو جائے مگر دیکھا نہیں گیا۔ (از مترجم) بڑی حیرت ہو کہ جو صاف معنی کا بیان یہ کے ساتھ معمولاً پیدا ہوتے ہیں شراح علیہ الرحمۃ نہیں قبول کرتے کیا عدل سے ظلم دور نہیں ہوتا اور علی بن ابی طالب ثانی۔ صاف محاورے کے ساتھ یہ معنی ہیں کہ نیزہ ممدوح کا جو ایک لکشتان عدل سے ہو ظلم کی رگ کا چھیدنے والا اور خون بہانے والا ہو جس طرح شراح نے اس کا بجائے کرنے کے نہیں دیکھا میں نے ایسی ترکیب نہیں پائی فارسی میں جو شراح نے اس بیت میں لکھی اور مخبر جز عدل کی مبتدا پر ملاکت ظلم کا محمول کرنا کوئی چوب نقص نہیں بلکہ عمدہ ہو لیکن مخبر کرکن ظلم پر جمل کرنا کہ لکشت عدل ہو چہ دامن خوبی نہیں رکھتا) بیت

چہ رنگش ہو شد آن نعلین کہ ز قوس النہار یافت شد  
نسبت نعلین کو چہرہ کے ساتھ منسوب کر ممدوح کو پہنا لایا ہو کہ خاموشی کے سوا اور تقریر نہیں ہو سوا سید کا بارودن و سپا پوشیدن محاورہ کی سخاوت اور سبکی سی ہو و حال انکہ وہ نعلین جن میں تسمیہ لکھی ہے ایسی معنی میں کرنا نو کے اوپر واسطے رخ کو نہیں چھلتیں اور قوس النہار فلک کے خطوط سے ایک خط ہو اور شرک ایک ایک قسم ہو کہ جو تے کے دونوں طرف چست رہنے کے لیے باندھے ہیں۔ رعیت

آسمان در رفاقت عیشش تواضع کند بچرخ سواک  
سینے اس کے تیز و غم کے ساتھ بانے میں تواضع سے آسمان گردش کے وقت دہنے پاؤں چلتا ہو تواضع کرنے والے کا قاعدہ ہو کہ ادب کے سبب پیش قدمی دوسرے سے نہیں کرتے سوا حق یہ تواضع ہو۔ اور سواک کو سین مہملہ کے فتوے سے عبدالرشید شاہ جوہانی نے آہستہ سے

کے معنی میں لکھا ہو۔ بیت

چرخ در عرض لشکرش مکلف نیست بہرام زرک اور اشاک  
یعنی آسمان اس کی فوج کے جائزے کے وقت کتنا تھا کہ بہرام اس کے تحت کا شاہ نہیں ہو سکتا اور معنی شاہک کرنے والا اور پہلوان مسلح کو بھی کہتے ہیں (از مترجم) عام نسخہ زرم سی بجائے زرک کے اور معنی یہ ہیں کہ آسمان اس کی فوج کے جائزہ کو دیکھ کر کتنا تھا کہ ترک فلک کا

مرد میدان اور مہر پہلوان نہیں چیت



ازخمر مدت تو جام نخست ++ حیرتہ دور آخر افلاک

جرعہ دور آخری فلک کی طرف اضافت لائی ہو اور جام نخست ترکیب میں خبر کے موقع پر واقع ہو جو اپنی ابتدا سے مقدم ہو اور وہ مفہوم مصرع ثانی کا ہو اور معنی کی تقریر یہ آسمانوں کے اخیر دورہ کا کھونٹھ بڑی مدت کے ختم سے پہلا جام پہلنے آسمانوں کی انتہائی تک کہ طول میں اسکی نظیر ہو بڑی مدتہ العمر کی شراب کا سرا اور کنارہ کی لیکن جرعہ کو جام کناذرت سے خالی نہیں ہو اور احتمال ہو کہ اس طرح کہیں کہ دور آخر فلک کے مجموعہ کو متحدہ کہیں اور جرعہ کو خبر مقدم اور یہ بیان کرتا کہ پہلے ہی جام میں معلوم کر لیتے ہیں بچے بڑی عمر کے علی کے ترویج میں جان لیتے ہیں کہ آسمانوں کا کچھ پانچا بڑی مدت کے ختم سے ایک کھونٹھ ہو کہ بیت آئندہ کی ترکیب تقدیر اول کے موافق ہو اللہ تعالیٰ

از نشاء زمانہ تجو خصل ++ نشاء روز اول تریاک

جب تریاک کا استعمال کرتے ہیں سب دنوں کی نسبت پہلے دن زیادہ نشاء کرتا ہے اس واسطے کہ آج کل تیرے زمانہ کی خوشی کے نشہ سے تریاک کا نشہ روز اول شروع ہوتا ہے۔ جمل کا لفظ ترکیب میں خبر ہو جو مقدمہ پر مقدم ہو اور وہ دوسرے مصرع کا مفہوم ہو۔ نشاء روز میں اضافت لامی اور روز اول اضافت موصوف جانب صفت اور روز اول کی اضافت تریاک کی جانب اضافت لامی ہو۔

فقت از زرخشاں کنون پس کاوش کان کا سب کاواک

مصرع کی زرخشتی سے فقر کی حالت میں دولت مند کی آنکھ بعد ازین چاہے کہ کاوش کان کی خواہر کا صفت کان ہو اس واسطے کہ آفتاب سے کسب اور حصول فیض کرتی ہو اور کاواک کاوش کی وجہ سے کہا۔

### قصیدہ در طرح البواغ بیت

چہرہ پر داز جہان رخت کشد جو خجل شب شو نیم رخ و روز شود مستقبل

یہ قصیدہ کہ دو مطلع اسمین میں حکیم البواغ فتح کی تعریف میں کہا ہو اور پہلا مطلع اسکا مناسبات بہار فرین کر کے انوری کے قصیدے کا فتح کیا اور قصیدہ انوری کا مطلع یہ جو ہے جرم خورشید چرخ حوت در آید جمل پڑا شیب روز کند او ہم شب را راجل پڑا و زمین مطلع عربی کے یہ ہیں کہ بہرہ پر داز جہان کنایہ آفتاب سے ہو اور اسکی دو وجہ ہیں اول یہ کہ اسکی چمکتی ہوئی صورت تمام ملکات کی صورتوں کو روشن اور آراستہ کر لی ہو دوسرے یہ کہ معدنیات اور نباتات وغیرہ حصول صورت میں آفتاب کو کامل دخل ہو جب کہ بچ حمل میں آوے رات نیم رخ یعنی کم نور

دن مستقبل یعنی زیادہ ہو جائے اس واسطے کہ صعود کی اصطلاح میں نیم رخ اُس تصور کو کہتے ہیں کہ اس کا ادھار چہرہ چھینچیں اور مستقبل وہ تصور کہ پورا اس کا چہرہ ہو اور وہ ایک چہنی اور خوشی تصویر میں ملتا ہو آدمی جب سامنے بیٹھا ہو اور ایک طرف کو منہ پھیرے اور اس بیت میں لغزش بہت ہر سطح کہ رخت کشیدن آفتاب سے مراد تحویل برج حمل کی بجلی رات کم اور دن زیادہ ہوتا ہو اور علم نجوم ثابت ہوا کہ سال بھر میں دو بار رات اور دن برابر ہوتا ہو اور ساعتوں کے دو قسم مقرر کیے ہیں ساعات مستوی اور ساعات معوج۔ ساعات مستوی وہ ہے کہ رات اور دن بارہ بارہ ساعت کی قرار دی ہیں گزرات کی ساعتوں کے اجزا دن کے ساعات محسوب ہوتی ہیں اسی طرح دن کے ساعات کے گھرے رات کی ساعتوں سے شمار میں آتے ہیں اور برج کے تنس و برج میں اور تمام آسمان کے تین سو ساٹھ درجہ اور درجہ کو ساٹھ جگہ بانٹیں تو ہر جز کو انہیں سے دقیقہ کہتے ہیں اور دقیقہ کے ساٹھ حصہ کریں تو ہر ایک حصہ کو ثانیہ اور ثانیہ کو ساٹھ میں تقسیم کریں تو ان کو ثالثہ کہتے ہیں اور اسی طرح رابعہ اور خامسہ اور مراتب۔ جب کہ آفتاب برج حمل کے اول درجہ کے نقطہ پہنچے تو روز ہر رات اور دن برابر ہوتے ہیں اسکے بعد جیسے جیسے آفتاب اُس برج کے درجے طوکر رات چھوٹی ہوتی جاتی ہے اور دن بڑا ہوتا جاتا ہے پھر جب برج میزان کے اول درجہ کے نقطہ پہنچے تو روز ہر رات اور دن برابر ہوتا ہے جیسے آفتاب سن برج کے درجے طوکرے دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے اور اسکو نور و زریانی کہتے ہیں اور یہاں آفتاب کی تحویل سے برج حمل میں درجن کا طو ہونا مراد رکھا ہے کہ نہ نقطہ درجہ اول سے ملنا جیسے کوئی گھر کے دروازہ پہ پہنچے اُسے محاز داخل خانہ بولتے ہیں اور تحویل سے مراد حمل کا آغاز نہیں ہو بلکہ حمل کا وسط مراد ہو والدہ اعلم از متہر ترجمہ۔ شراح علیہ الرحمۃ نے جو اصطلاحات کی تفصیل بیان کی ہیں وہ غلط لغزش سے نہیں کہتیں مگر اسکے ضمن میں یہ بیان کہ سال بھر میں رات دن دو مرتبہ برابر ہوتے ہیں شاید اعتراض کی وجہ بھی لگی ہو اس میں شک نہیں کہ ایک سال میں دو دفعات دن برابر ہوتا ہے ایک جب کہ آفتاب برج حمل میں تحویل کرے اور دوسرے جب کہ برج میزان میں لیکن دن کا بڑھنا اور گھٹنا صرف اسی وقت شروع ہوتا ہے کہ آفتاب برج حمل میں آوے بہت

چتر شب تنگ و دائرہ مردکش دائرہ مذکورہ تدریج برائے احوال +

اس بیت کے معنی کہ اگر نصف خود میں کے جیسے لکھ کا عجیب نمونہ ہو اس طرح کہ سکے تین کہ ترکیب میں چشم برج ضمیر غائب کا ہر چہرہ دلکش میں ہے اور اسکی شبلی کے دائرہ کا تنگ ہونا موجب پیشی روزی تاکہ

رات کم اور دن زیادہ ہو اور وہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بھینگی آنکھ میں اشیا درمیان زیادہ نظر آتے ہیں اور دو چند نظر آتے ہیں نہ خود بھینگی آنکھ۔ اور مصنف نے اس میں ارادہ کیا کہ بھینگی آنکھ میں افزونی نہ ہونے کے اسکی اشیا درمیان میں۔ اور اس خلاف واقع کی ہر چند تاویل ہو سکتی ہے مگر کتب اعتبار سے دن کی آنکھ میں افزونی اور شبی ہو مگر انصاف یہ ہے کہ معنی خوب نہیں بنتے اور مترجم مصنف پر شراح کا اعتراض میں نے انصافی ہے اگر غور سے مضمون بہت میں شراح در آتے تو کچھ بینی دور ہو جاتی۔ اصل یہ ہے کہ چشم احوال میں ایک شومری کی دو تصویریں بنتی ہیں اصل شومری دو چند ہو جاتی ہے جیسا کہ شراح کا خیال ہے گو تصویر شومری کی پہلی میں گروہ دونوں تصویر ایک شومری کی آنکھ ہی میں ہوتی ہیں جسکو حس مشترکہ اٹھاتی ہے نہ خارج آنکھ سے اور اس نظر سے وسعت اور ربط اور افزونی آنکھ میں ثابت ہوئی نہ خارج میں اور اعتراض شراح علیہ الرحمۃ کا

مصدق ہے۔ بہت

مردم دیدہ آن الذکر بالصفہ بضلہ دیدہ ابن روغن دیا بمثل  
یعنی رات کی آنکھ کی تیلی کم ہوتی چلی جاتی ہے جس طرح کہ گرمی میں اولا کھلتا چلا جاتا ہے اور دن کی  
آنکھ کی سفیدی ایسی بھیلی ہے کہ دیا میں تیل کی جھلکی بہت  
خون سودائی شب زائدہ فاسد گردد لاجرم نشتر روزش بکشا میرا محفل  
پوشیدہ نرسے کہ خون سودائی بکرا کر سیاہ ہو جاتا ہے اسلئے رات کے حق میں خون سودا کا لارا و سخت ہے  
جب رات بڑھتی ہے گو یا اسکے خون فاسد میں جوش ہے اب دن کے فساد نے اسکی رنگ  
ہفت اندام میں نشتر لگا کر ناقص خون نکال دالا حاصل یہ کہ رات کم ہو گئی اور دن بڑھ گیا بہت  
جام یاقوت دے لعل ہم بالاید اثر نامیہ چون لالہ دوشش تمیل  
شعراے طلیح اس بیت پر نکتہ چینی کریں تو بجا ہے۔ (اور مترجم۔ بران قاطع میں ہے یا بود  
بروزن آسودن یعنی افزون و بالیدن و نمو کردن و بزرگ شدن باشد انتی اور مضارع اسکا  
یا لایہ جسطرح آسودن کا آساید اور مصنف کہ اہل زبان ہر اسکو متحدی لایا اور معنی بہت یہ ہو چکے  
کہ قوت نامیہ کا اثر جام یاقوت اور شراب کو کہ جام میں ہے اسطرح نشو و نما اور بالیدگی دیتا ہے کہ جیسے  
لالہ اور اسکے داغ درمیانی کو جسکے ساتھ جام اور شراب جامد و لون ملکر مشابہ ہیں۔ اور یا بودن  
باسے فارسی کے ساتھ بھی افزودن و بالیدن کے معنی میں ہے اور اسکے سوا اوصاف کرنے کے  
معنی بھی دیتا ہے لیکن اس بیت میں مناسب اثر نامیہ کے نہیں ہے مگر معنی اول میں خواہ بانی

سے پڑھیں خواہ اسے فارسی سے سمجھ سکیں

نامیہ میں چمن سبزہ و بہار تماشہ ناقص از کار کہ آرنڈ سبب از غفلت  
بیت کے یہ معنی ہیں کہ ہوا سے مرطوب میں قوت نامیہ کا یہ اثر قوی ہو کر آدھ جتنے تھان محل کو کاٹنا  
سے باغ میں اٹھا لائیں تو اسکو پورا تھان محل کا بنادے جس طرح کہ سبزہ کی کیاری کو بڑھا کر پورا  
کامل کر دیتی ہو اور تماشہ میں تعمیر راجع محل کی طرف اضماع قبل الذکر کے طریق سے ہو۔ بیت  
عق از شبنم گل داغ شود بر رخ چور اگلر از لطف ہوا سبز شود و در منزل

معنی یہ ہیں کہ پھول شبنم کا قطارہ ایسا خوب اور خوشنما ہو کہ اسکی حسرت سے حور کے چہرے پر عرق چوتھا  
خوبی اور لطافت میں ضرب الثقل ہو جلد داغ بن جائے اور ہوا کی رطوبت اور ملائمت سے آئینہ

چکاری ہری ہو جائے - بیت

گیر از فیض ہوا طبع جو اہمہ دارد خصم اگر سودہ الماس کند در محل  
اہل معنی پر مخفی نہ ہے کہ ترکیب میں گیر فعل اور سودہ الماس جو دوسرے مصرع میں واقع ہوا ہے  
اور طبع جو اہمہ دارد مفعول سا اور جو اہمہ دارد ایک سرمرہ ہو کہ آنکھ میں اس سے روشنی زیادہ ہوتی ہو اور  
جو اہمہ ہر پیکر اس میں داخل کرتے ہیں اور اسکو محل الجواہر اور جو اہمہ سرمرہ بھی کہتے ہیں اور سودہ الماس  
آنکھ کو اندھا کر دیتا ہو خلاصہ یہ ہو کہ دشمن اگر سودہ الماس سرمرہ دانی میں رکھے تو وہ ہوا کے فیض اور  
فائدہ سے جو اہمہ دارد کی خاصیت حاصل کرے اور بجائے نقصان کے آنکھوں میں روشنی بخشنے بیت  
بسکہ ہر خار نگے کرد و عجب نیست اگر یاسمین بشکند از شتر زنبور عسل

گلے میں یا سے معروف مصدری ہو اور معنی بیت یہ کہ اس ہوا سے گل خیز میں ہر ایک کا پھول  
بکھلیا ہو تو شہد کی کچی کے دنگ سے چنبیلی کا پھول کھلتا ہو اور ممکن ہو کہ یا سے جمہول گلے میں غبار کی  
کہ ہر ایک خار نے گل کیا نشین زنبور عسل سے بھی چنبیلی کے پھول کھلے سدا ز مخرج میرے

نزدیک دوسرے معنی درست نہیں ہیں آیات

پیش باغ چمن دہر کنون گر رضوان نشو خلد برین باز کشا ایضاً  
صورت خلد ازین باغ مفصل ہے بیت این چمن از خلد برین بید مجمل  
اس قطع کے یہ معنی ہیں کہ رضوان جو باغ بہشت کا یا عباں ہو اپنے بہشت کے نشو کو زمانہ کے کاج کے  
سامنے ظاہر کرے تو اپنی بہشت کی صورت باغ زمانہ سے تفصیل وار باہم تھا اور چمن زمانہ کی حقیقت  
اپنی بہشت میں اجمال کے ساتھ دیکھ لینے جو کچھ بہشت میں بلا اجمال ہو زمانہ کے باغیں تفصیل سے

بسکہ از سنبل و گل یافت صفائے دیکست کز پے بوسہ دل را بزم آرد جلد  
اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ یافت مصرع اول میں فعل ہوا اور جلد جو دوسرے مصرع میں واقع ہے  
فاعل اور جلد کے معنی ندی اور اسکے دل بکھولنے کی صورت ظاہر ہو سنبل اور گلاب سے  
پھول جندی کے کنارہ ہیں معشوتوں کے مثل ہیں اور ندی عاشق اسکی ہوا اور معشوق معصفا  
پانی ہے کہ گرم اختلاط ہوا اور معشوق کا اختلاط عاشق کو آمادہ بوسہ کی پرت ہوا اس واسطے مصنف کتنا  
کہ ندی نے پھول اور سنبل سے اخلاص اور وفا کا میلان پایا ہے قریب ہے کہ دونوں لب بوسہ  
لینے کے واسطے ملائے محبت

شاید از عذر پرستار پذیرند چشم بسکہ برداشت صفا صوت عزا کا  
اہل معنی پر پوشیدہ نہ ہے کہ غم اور پھل دو تہوں کے نام ہیں عرب کے ملک میں کہ زبان  
میں کفار کے معبود تھے اور تقریر میں یہ ہو کہ اسلام کے مذہب میں تہوں کا دیکھنا گناہ ہوا اور  
انکا قبول کرنا کفر۔ اب اس فصل میں ہوا کے فیض سے اُن تہوں نے اس قدر صفائی حاصل کی  
اور نجات اور خالصت چھوڑ دی ہے منہ اور اسے کہ انکے پوجاریوں کا عذر قیامت کے روز نہ مانتے  
انہیں اسے درین فصل کہنے کا ذکر شاید باز شود عقدہ مالاخیل  
اباب فکر پر روشن ہو کہ عقدہ مالاخیل اُس باریک بات کو کہتے ہیں کہ عقل کامل سے اسکلیان  
مشکل ہو جاوے یہ کہ اس فصل میں انہیں نام پھیل گئی اور سبکی امدت تھی بالکل دور ہو گئی یہ عقدہ  
مالاخیل آپ ہی آپ کھل جاتا ہے ضرورت نہیں کہ عقل اس میں ہاتھ لگائے مطلع ثانی وہ خطاب  
معشوق۔ بیت

اشب بچو تودیدہ خورشید سبل چشم روح القدس ز شوق جلال  
معشوق کی طرف خطاب کرتا ہے کہ تیری جدائی کی رات آفتاب کی آنکھوں میں سبل لینے اندھا  
کونے والی ہے خلاصہ یہ کہ آفتاب کو ترے ہجر کی طاقت نہیں اور سبل ایک بیماری کا نام ہے جو آنکھ  
پیدا ہوتی ہے ہمیشہ آنکھ سے پانی جاری رہتا ہے اور جب سبل ترے جمال کے معشوق میں بکھیا گیا  
لینے بہت ہی آرزو مند ویدار کا ہوا اس واسطے کہ احوال اسے کہتے ہیں کہ ایک کو وہ دیکھ لوریہ دہائی  
زیادہ دیکھنے کی ترقضی ہے۔ بیت

فوجیم زدم دوش کہ در بیت خزن تھابا حمد دل کو فت تنای اہل  
اہل معنی پر ظاہر ہے کہ پہلے مصرع میں کاف دلیل کے لیے ہو کہ کل رات سیری بکٹ لگی ہو

جاگتا رہا کہ عبدی کے غم خانہ میں صبح تک موت کی آرزو دل میں رہی لیکن مشوق کی جدائی سے تو موت ہی بہتر ہو رہی تھی

لذت تلخی درد تو اگر شرح دہم نوشدار و تفرستم بسلام خنفل  
ارباب عقل جانتے ہیں کہ اگر تیرے درد کی لذت اسی مشوق شرح بیان کیجائے نوشدار کو  
خضر ہو کہ خنفل کے سلام کو جابے جو نہایت درجہ تلخ ہو لیکن نوشدار اس قدر شیرینی اور گوارائی کے  
مرتبہ سے کرے کہ اندر این کو جو بہت تلخ اور بد مزہ ہو نہایت درجہ کے شیرین خیال کر کے اُسکے  
سلام کو جابے اب معلوم کرنا چاہیے کہ تلخی جو درد و محبوب میں ہو اُسکی لذت کس قدر شیرین ہوگی  
(از ترجمہ حکیم) کہ اس بیت کی توجیہ اس طرح کیجائے کہ تیرے درد کی تلخی میں وہ لذت اور  
مزہ ہو کہ اگر اُسکو مفصل بیان کروں تو خنفل جو تلخی میں مشہور اور درد کی صفت میں شریک ہو گا  
یہ قدر اور منزلت حاصل ہو کہ نوشدار اُسے راس ویش اپنا سمجھ کر خدمت اور اطاعت میں خنفل

حاضر ہوا دھچک دھچک کر سلام کرے (۱) ابیات  
چند ازین آتش خوش بر انگیزی دوزخ آتش جوہری آئینہ حسن و ثقیل  
آستینے زوفا بر فرہ ام کشش تا چند پوشم این چشم تراز حدیث و اندام چل  
اصحاب معنی جانتے ہیں کہ اس قطعہ میں مصنف نے تمہید سے روح کی طرف گزرنے کی ہوا دینا اُسکی  
ایک التماس رہی جو مشوق سے کرتا ہو اور اُسکے قبول میں ترغیب اور تخویف مندرج ہو تقریر  
اُسکی یہ ہو کہ آتش خس پوش سے اشارہ اپنی طرف کیا ہو اس واسطے کہ فائل اپنے تئیں فو اٹھانے  
کے قابل ایسا ہی سمجھتا ہو کہ جیسے آگ پر پھونس رکھا ہو اور دیر نہیں ہوتی کہ شعلہ آسمان سے  
سکھتا ہو لیکن اسی مشوق و فاداری سے میرے چشم پر ہم سے اُنسو پونچھ کر میں اپنی روتی اکھڑاؤں  
ممدوح بزرگ کی عقل اور حدس سے پوشیدہ رکھوں جو اپنے انتقال دہنی سے مخفی اسرار کو دریافت  
کر لیتا ہو۔ بیت

میر ابو الفتح کے در سید دولت مہر آفتاب نے ست کہ تحویل مذابو رحل  
اس بیت میں میر ابو الفتح بدل ہی اور صمدل منہ اسکا خداوند اجل کہ اوپر کی بیت میں مذکور ہو  
لیکن محبت اُسکی دولت کے سینہ میں ایک آفتاب ہو کہ برج حمل سے جو خانہ شرف ہی تحویل  
نہیں رکھا اور اُس سے باہر نہیں جاتا اور خلاصہ تقریر یہ ہو کہ محبت اُسکی دولت کی سینہ میں آ  
شریف درجہ میں ہو کہ آفتاب کو وہ شرف اپنے بیت الشرف میں حاصل نہیں آفتاب کے

درجی بلند می حمل بین ظاهر و بیت

روی در روی رود سایه او باختر شد چشم چشم کند پایت او جنب رحل  
یعنی سایه اسکار روشن اس در جی که آفتاب کی صورت دیکه بغیر دعوی برابری کا کرنا ہو اور در جی  
اس قدر بلند ہو کہ مقابلہ زحل کا دویدو کرنا ہو اور ذرہ اسمین لغات نہیں۔ بیت  
لب او خند اگر چشم جهان گریہ زار دست او جنب اگر دست قضا گردن دل

اس بیت کے مصرع اول میں اگر شرط کے واسطے ہو اور لب او خند اسکی جزا ہو کہ ترکیب میں پہلے  
آئی ہو۔ اور اس طرح دوسرے مصرع میں۔ یعنی اگر جهان کو آفت گھیرے اور اسکے سبب گریہ کرے  
ممدوح کا لب ہنستا ہو یعنی اس چیز کا غم نہیں کرتا کہ لوگوں کا مطلوب ہو اور اگر قضا کا ہاتھ بیکار ہو  
ممدوح کا ہاتھ کام کرتا ہو اور اسمین حسن مقابلہ جاتا ہو مگر یہ کہ مصرع اول کے یہ معنی کہیں کہ گریہ جهان کا  
تلافی اس کے لب خندان کرتے ہیں (از مقرر حجم)۔ یہ نزدیک بیت کی دونوں توجیہ اور دونوں  
میں حسن مقابلہ قائم رہتا ہو۔ پہلی توجیہ یہ ہو کہ ممدوح اپنی صفات میں ایسا قائم اور مستقل ہو کہ  
اس کا لب ہنستا رہے گا اگر جهان گریہ کرے اور قضا کا ہاتھ ٹھک جائے اس کا چلتا رہے گا۔ دوسری  
توجیہ یہ ہو کہ جهان اگر گریہ کرے تو اس کا لب ہنس کر تلافی کرتا ہو اور قضا کے ہاتھ نیچے ہو جائیں تو اس کا  
ہاتھ اپنے جنبش سے سب کام کو درست کرے اور کچھ سرج کار بار دنیا میں واقع ہو بیت  
بامواداری لطف شعی ز سر سبز بروج بہمن و دی بر ایند کلاہ نمخل

بہمن اور دی خزان کے مہینوں کے نام ہیں اور کلاہ نمخل سے مراد پھول ہیں یعنی بہمن و دی  
کہ خزان کے مہینے ہیں تیرے لطف کی بھوادار اور رفیق ہوں تو ایسے پھول پیدا کر نیوالے ہو جائیں کہ

بہار پر غالب آئیں۔ بیت

در مقامی کہ کند ضرب کنایت بعد و ضرب تمثیل ندارد اثر صرب مثل  
مرز نشناسان محض بی ظاہر ہو کہ جهان ممدوح اشارہ سے دشمن کا قتل چاہے وہ ان تلوار کی ضرب میں  
اتنا بھی اثر نہیں ہوتا کہ ضرب المثل کو حاصل ہو یعنی اسمین ضرب کا لفظ پر تاثیر کچھ نہیں خلاصہ یہ کہ  
جب دشمن کا ہلاک اشارہ سے ہو تو تلوار کی ضرب کی اصطلاح نہیں (از مقرر حجم)۔ شارح علیہ السلام  
جو خنی اس بیت کے بیان کیے جتنی نکاحی اسکے سوا یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہو کہ ضرب مثل از قبیل کنایت ہو  
پس ممدوح جهان کنایت سے مثل دشمن کرتا ہو اور صراحت اسمین نہیں ہوتی تو ضرب المثل میں مثل  
دشمن کے لیے وہ لفظ پیدا ہوتا ہو کہ تلوار کی ضرب میں نہیں ہوتا۔ بیت

صفوت ذہن تو صراف مطالب دلیل جو دت لطف تو کثافت قالیق چوئل  
بیت کے معنی یہ ہیں کہ اسی طرح تیرے ذہن کی صفائی مطالب اور مقاصد کے پرکھنے اور کھسے کرنے میں  
دلیل کا حکم کتنی ہی اس واسطے کہ دلیل ایسی چیز ہو کہ جو مطلب کہ خصم کے قبول خاطر ہو گئے لائق نہواو طرح  
سکوت کا فائدہ نہ دے اسکو دلیل شایستہ قبول اور سکوت خصم کر دیتی ہو اور دوسرے مصرع کے

معنی بھی اسی طرح یہ ہیں اور مقابلہ لفظی نہایت خوب ہو۔ اہلیات  
آسان گفت نہ انم کہ علول از چہ نکرد صورت نشین بیشتر از صورت عالم محفل  
زانکہ چون روز ارادت زانقی سر بر زد صبح دم دولت اوزاوشا نگاہ ازل  
زین سخن جو بر فعال شہقت و گفت کالت تنگ بہرہ ز فہم صد علم و عمل  
ہیم آن بود ز خاصیت یکتائی او کہ ہیولانہ پذیرد صورت مستقبل

اس چار بیت کے قطع کے معنی یہ ہیں کہ مصنف نے اس قطع میں آسمان کو سائل اور جوہر غفل  
کہ نفس فلک القمر عجیب قرار دیا ہو اور بیت اول آسمان کا مقولہ ہو اور ارادت کے دن کا نہ نکالنا  
اور بلند کرنا لائق سے اسکا نقل کرنا ہی لینے اور ارادت کے وقت اسکی دولت لازل سے جو سبب نکالنے  
پہلے ہو ایسے مقدم تھی کہ جیسے صبح شام سے پہلے ہوتی ہو مراد یہ کہ تمام ایجاد عالم سے مقصود اور غفلت  
مصرع کی ذات تھی اور تخصیص بعد تعمیم کے فائدہ سے آخر میں اسکا طور ہوا اور اگر پہلے جوہر غفلت

تو غرض حاصل ہونے کے بعد کوئی موجود کلمہ کے عالم میں وجود کا پیرا یہ نہ پانا اہلیات  
چون دماغ فلک از صیت تو مثل کرد عیسے از ہر شاید کہ کند مرفع مثل  
گر چہ جل در دسہ از را بخو گل یا بد بلبل از ہر ہوا و اش نہا چوئل

اس قطع کے معنی ظاہر ہیں یعنی آسمان کے دماغ نہیں تیری شہرت سے خلل پڑے تو عیسے علیہ السلام  
کے علاج اور دفع کا فکر کرے اسواسطے کہ چل کے سر میں چھول کی خوشبو سے درد ہو تو بلبل کے  
روا کے لیے مندل کو ہرگز نہ چھوئے۔ سبب یہ کہ بلبل جو چھول کی عاشق مدللہ وہ ہر کس طرح چھول کی  
جو چھول سے نیاز ہو غمخواری کر سکتی ہو۔ عیسیٰ بلبل کی تیری شہرت کے چھول کے لیے اور فلک  
مقابل چھل ہو اور دوسری بیت اس قطع میں تاہم بیت اول کے لیے۔ فلک مشہور و محل شہرہ  
اور عیسے مشہور اور بلبل مشہور اور یہ چاروں مشہور تھے ہیں اور وہ مشہور بھی حسی ہو اہلیات

جلد ہم سنگ گہرا می ل و طبع مریت ابن جواہر کہ فتا بد گفت جوت ہا بل  
فاش گویم کہم شرم ہا مست کہ کرد اشتیاق گفت تو طہورت تو عیش بدل



اس قطعہ کے منہ ظاہر ہر ترکیب میں بیت اول سے مصرع اول کا مفہوم خبریہ مصداق ہے  
دوم کا۔ یعنی تیری بخشش کا ہاتھ جو امید داروں کو جو اہرات دیتا ہے سب میرے دل کا اور طبیعت کے  
گوہر یعنی سخن کے ہم وزن ہیں کہ تیرے ہاتھ تک پہنچنے کے شوق نے انکی صورت تو بھی کو ہلکا  
لینے اپنی نوع اور قسم سے گوہر اور جوہر کی نوع میں آگے ہیں اس قطعہ میں اپنے اشعار کی

تعریف اور ان اشعار کے شوق کی تعریف کی ہے اور وہ شوق ہاتھ کی نسبت بہت

ظہر ہاتھ دم رفتن چکر ازیشانیہ شبنم آسائش نشیندہ گرجت بکفل

دونوں خمیر شبنم کے دونوں مصرع میں گھوڑے کی طرف راجع ہیں یعنی مروج کا گھوڑا اس قدر سریع ہے  
اور تیز رفتار ہے کہ بوسیدنا جاتے وقت اسکی پیشانی سے ٹپکے واپس گئے تک زمین پر نہیں گرتا  
بلکہ اسکے پیچھے ہر گرتا ہے جیسے بھول رہا ہے گرتی ہے (از مترجمہ نظریں کو خیال ہے کہ انزل سے ایکنگ

اہل سے انزل تک آمد رفت ہے کہ اوپر کی بیت میں اسکا بیان ہے۔) بیت

گر بخور شد ہر سرعت خود دیکھم آید از تور تر قیبت من زل محل

بجوہر میں نے ثابت کیا ہے کہ آفتاب برج نور سے بارہ مہینے میں داخل برج حمل ہوتا ہے سو  
کہ ہر ایک برج میں ایک مہینے ٹھہرتا ہے اور آفتاب کو اگر گھوڑا اپنی تیزی رفتار دیکھے تو وہ ایک دم میں  
منزل بہ منزل ترتیب کے ساتھ برج حمل میں آن پہنچے یعنی بارہ مہینہ کا راستہ ایک دم میں طے کر دیتے

گر سر خصم تو بند نہ پائش گر نزع تا قیامت بگلوشن ز سر دست اہل

یعنی اے ممدوح تیرے دشمن کا سر جاگنی کے وقت اسکے بالوں میں بانہ دھوین تو اس جگہ پہنچے  
کہ قیامت تک اہل کا ہاتھ اسکے گلے تک نہ پہنچے (از مترجمہ پس ممدوح سوار اسکا بطریق اچھا  
اہل کے ہاتھ نہ آیا ہو گا عباد اللہ) **بیت**

در عنان گردش او تا گردہ نار و ہوا طم شود دائرہ بردارہ مانند بصل

عنان گردش چابک سواروں کی اصطلاح میں کادہ کو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو دم توڑنے کے لیے  
بھرتے ہیں اور خاک کے گرد سے آگ کے گرد تک ایک بڑی مسافت ہے جو اسے بڑی تیزی  
اور بصل عرب میں پایہ کو کہتے ہیں کہ اسکا پوست اوپر تلے ایک دوسرے سے لپٹا اور ملا ہوا  
خلاصہ یہ کہ اسکے کادہ میں گرد ہوا گرد آتش تک پایہ کی طرح دائرہ کے دائرہ طوموں اس

صورت میں میدان سلطی ہوا ہوگی۔ **بیت**

پر غر در دست کہ تا من در دستم ازم این گمان دشت کہ دور از من در دست

ظاہر اعرافی اپنے تین غائب فرض کر کے کہتا ہوا کہ کاف ایک جملہ مستحق کے واسطے ہے یعنی عرفی ایسا مفرد ہے کہ جب تک تیری مدح میں نے نہیں کی اسکو زعم تھا کہ نے مثل ہوا اب مجھے اپنا مثل ہونا اور ممکن ہے کہ کاف دلیل کے واسطے کہیں اور فاصلہ دونوں فعل ازداورد داشت کا وہی عرفی ہوا دوسرے واسطے کہ کہتے ہیں کہ اس سبب سے وہ مفرد ہے کہ جب تک اے ممدوح تیری مدح میں نے نہیں کی گمان اسکا یہ تھا کہ زمانہ میں اسکا مثل نہیں ہوا اب تیری مدح کہنے سے جاگیا کہ میرے مثل مراج تیرے بہت ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اسطرح کہیں کہ ممدوح کی ذات نے مثل کے وصول سے اسنے غلط دعوے سے باز رہا لیکن غائب اور متکلم کا تناقض ایک زمانہ میں اچھی طرح دور نہیں ہوتا واللہ اعلم

چراغ عیب تراشم کہ حد کم باک ۱ مشغوب زردہ دہی از سیم غل

چراغ عیب تراشم یعنی بہت ہے عیب تراش اور نگتہ چین ہوں کہ حد کا خانہ خراب ہو کہ یہی نگتہ چینی کا مقتضی ہے اور زردہ دہی زرفاصل کو کہتے ہیں اور سیم دغل کھوٹی چاندی۔ یعنی مجھ ناقص سے

کالمون کے عیب سماعت نکرو بیت

ہر کہ باد چو عطار بنود مرد مصاف صلیح و تحسین خوشن آید نہ تھور نہ جدل

یعنی جو شخص اُس عرفی کے ساتھ عطار کے مانند مرد مصاف نہ ہو سکے یعنی جیسے کہ عطار اُسکے جنگ کا حریف نہیں ہے وہ بھی نہ ہو اسکو صلیح اور تحسین عرفی کے ساتھ بہتر ہو نہ کہ حد سے زیادہ مردی اور لرائی اور جھگڑا کرنا از مترجم۔ چو عطار دین لفظ جو تعظیم کے لیے جو تشبیہ کے لیے جیسا کہ شاعر نے خیال کیا اور نظیر اسکی بیت اول قصائد انوری کی جو یہ مقدر سے نہ بالت بقدرت مطلق

کند شکل بخاری چو گنبد ازرق بیت

غرت او نہ شہید بیت کہ حشرش باشد نور نہ بگر تے از ستم مرج و غنزل

یعنی عرفی کی غرت ایسی مردہ نہیں ہے کہ قیامت کے دن بھی اٹھے جیسے کہ جب مردہ اپنی اپنی قبور مرگھٹ سے اٹھیں اور اگر ایسا ہوتا تو جو کچھ ظالم اور بیدادکمرج اور غزل نے میری غرت پر کی اسکی داغی

مین ضرور کرنا۔ بیت

لے الحمد کہ ناقد فرشتہ ناخت بنود جو ہر بند گیش چون نیر ترس متعل

یعنی اسکا شکر جو اس نعمت پر کہ جب تک تیری قدرو منزلت پہچانی اسکی بندگی اور غلامی کا جو تیرا متعل نہ تھا جیسا کہ اسکا ہنر شاعری مستعمل ہے اسکی بندگی ممدوح کے کام میں نہ آئی تھی

اب کہ تیری فتد پہچانی تو غلام تیرا ہو گیا۔ بیت

در تجارت گہنہ طبع داشت قصداً زان باخلاص تو بشکست غورش اول  
یعنی قصاص سخن کے موتی کی قدر چاہتی تھی کہ تیرے اور پنجاہ کرے اور اسی واسطے عربی کو پہلے تسلیم  
مخلص کر دیا جس سے غور اس کا کم ہوا اور طبیعت شکستہ معادن سے آسانی کو برہنہ آئیے وہ نہایت  
بغیر محال تھا کہ عربی کسی کی تعریف کتابت

تا زجول حمل خاک ز جہد گردو تا ذبول از عمل نامیہ ماند مہمل  
کشتہ مزارع بخت تو پذیرا دمنو تا بحدیکہ چرندش بمیان جدی حمل  
یہ قیامت تک ہو گا کہ جب برج حمل میں آفتاب آوے خاک سبز زار ہو جائے اور جویر سوکھی  
اسے قوت نامیہ سبز کر سکے ذبول مڑھنا فارسی افسردہ اور پژمردہ لینے مدت مذکور تک تیرے نصیب کی  
کھیتی اس قدر بڑھی کہ جیسے اور حمل جو پھر اور کبری کی صورت کے دو برج میں اس کھیتی کے اندر  
پراکرن اور بعض نسخوں میں لفظ بخت کے بجائے کلمہ جاہ کا دیکھا گیا اسکے معنی بھی ظاہر ہیں اور  
بلندی و نون کے واسطے صفت ہویت

بعد ختم درون خستہ چو در تو بکناہ تو بر دین ناخنہ از علم چو از علم عمل  
یعنی عدم میں تیرا دشمن دل خستہ رہو جیسے تو یہ بین گناہ اور تو علم اور برداری سے اسطرح باہر آوے  
جیسے عمل علم سے غرض یہ کہ علم سے مقصود عمل ہو اسی طرح حلم سے تیری ہستی مطلوب ہو بیت

### قصیدہ در تربیت و شادابی کشمیر گفتم۔ بیت

ہر سوختہ جانے کہ بہ شمس در آید گر مرغ کباب ست کہ بابال دیر آید  
اس بیت میں مصنف نے مبالغہ کشمیر کی شادابی اور تربیت کا کیا ہے لینے اگر اس شہر میں کباب  
سوختہ مرغ آوے اسکے ہوا کی طراوت سے بال دیر سے درست ہو جائے۔ دوسرے مصرع میں  
جس طرز پر کاف آیا دہ فصاحت کے ساتھ معنی کو ظاہر نہیں کرتا اس پر کوئی اعتراض کرے تو بجا ہی  
اور اس قسم کے کاف کو مفادات کا کہتے ہیں اور وہ اگر کی لفظ کے بعد دیکھا گیا ہو جیسا کہ حافظ شہر  
کی غزل میں ہے کہ رہن در بخت است مشواہین از ان + اگر امر و زبردہ است کہ فردا سر نہ  
از مترجم کوئی اعتراض عائد نہیں ہوتا کہ قاعدہ شعر تسلیم کیا جائے تب بھی اسکے موافق  
ہو اس واسطے کہ اس کا مفاد کے پہلے لفظ گر موجود ہے۔ بیت  
بنگر کہ زلفش چہ شود گوہر مکتا جائے کہ خرف در رود آجنگا کر آید

کلمہ جائے کا کہ دوسرے مصرع کے شروع میں آیا ہے ہر گاہ کے موقع پر ہی اور اس طرح شعر میں  
آتا ہے حاصل یہ کہ جہاں ٹھیکری پہنچا جو اب کی آب و تاب حاصل کرے اس مقام کے فیض سے  
گو ہیکہ کچھ قدر اور قیمت پا لینگا۔ بیت

مہتاب گل زہم بشکافہ قصب شاخ وزلمۃ آن سیب قبل لعل تراب

مہتاب کی اضافت گل کی طرف اضافت بیانی ہے اور قصب شاخ سے وہی شاخ مراد ہے  
اور قصب کتان ہے کہ مہتاب میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اور مہتاب گل کی نسبت قصب  
شاخ کا ترس کا فہم کرنا بہت مناسب ہے اور قصب کے معنی عربی میں ز کے بین اور شاخ کو ز  
کہنا بھی درست ہے اس واسطے یہ استعارہ بہت خوب واقع ہوا اور سیب قر سے وہی چاندرا ہے  
گلاب کے پھول کی چمک ملک سے لعل نرو تازہ نظر آوے لیکن چاند کارنگ دراصل مکمل ہو کر  
سبز ثابت کیا ہے اسکا استعارہ پھول سرخ سے مقام تنجب ہے شاید مصنف نے اصل رنگ سے  
قطع نظر کیا ہو اس واسطے دوسری توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ لفظ مہتاب کو گل کی طرف مضاف کرنا  
اور مہتاب گل تمام کہیں اور وہ ایک قسم کا پھول ہوتا ہے کہ ولایت میں سرخ ہے اور چاند کے  
لعل بہنے کا اُس سے ارادہ کیا ہے لازماً مہتاب۔ معنی دوم میں تکلف ہے معنی وہی صاف ہیں  
جو اول بیان ہوئے اور اس میں تقابل مہتاب کا قصب شاخ سے موزوں ہے اور چاند کا لعل  
سبز رنگ بھی اعتبار کیا جائے تب بھی شعر کے معنی بطور ادعا معمولی شعر درست ہوتے ہیں  
آن لالہ کہ ہنگام تراشیدن خارا از رخسار سنگ دہن تیشہ بر آید  
آن کا لفظ عظمت اور زیادہ جوش بر دلالت کرتا ہے یعنی سنگ تراشی میں لالہ جوش نشوونما  
سبب پتھر کے سوراخ اور شانگی کے منہ سے نکلتا ہے۔ بیت

از بسکہ کند جذب رطوبت خطر تنگ گرساغر چینی زہوا بر حیدر آید

ترکیب میں کند فعل اور اسکا فاعل خواہ ساغر ارادہ کو بین خواہ حجر پر ایک انہی سے سنی ہے  
لاکن ہے لیکن ساغر بہتر ہے اور خطر میں ضمیر غائب خلد قبل الفکر کے طریق سے ہے اور ساغر  
کی طرف راجع یعنی نہایت رطوبت حاصل کرنے سے پیالہ چینی کا جو نازک ہوتا ہے پتھر پر گرے تو بین  
ٹوٹ سکتا۔ بیت

در جاشگا از شبنم گل گردنشان نیست آن باد کہ دہنہ چو آید جبکہ آید

چاشت یعنی ڈیرم ہر دن چڑھے کہ آفتاب کے جذب اور کشش سے اُس پھول پر نہیں ہوتی

تشریح اس وقت بھی ہوئی کہ زیادہ رطوبت اور طراوت سے رہتی ہو اور کثرت شبنم کی وجہ سے گڑبھا  
 نہیں ہو سکتی ہو کہ ہندوستان میں ملتی ہو اور ہندی میں جھکاڑ سے کہتے ہیں بہت گڑ اور غبار آتی ہو  
 اور عربی لغت ہندی کو بعینہ لانا کرنا ہے ہنوز نقل کے سبب دوسری اس واسطے کہ اہل ولایت ہندی  
 زبان کی نقل میں ایسی چیزیں کم کر دیتے ہیں (از مترجم) معنی مشعر سے لفظ کا مسکر ہو اور کئی  
 نوبی اسمیں نہیں پائی اور نسخہ بھی غیر متعارف ہو عموماً بجائے نیست کے لفظ است کا نسخہ موجود  
 میں ہو اور معنی اس نسخہ متعارف کے صورت میں یہ ہو کہ اور مقامات چاشت کے وقت ہنوز  
 چلتی ہو اور شبنم پھول پر نہیں ہوتی لیکن شمر کے موسم کی یہ حالت ہو کہ ہر دن چرے رطوبت اور طراوت  
 کے سبب اور دھوپ کی ملاہٹ کی وجہ سے شبنم پھول پر ایسی نمی رہتی ہو کہ جیسے صبح کے وقت  
 معمولاً ہوتی ہو اور دھوپ سے ہوا کہ ہندوستان میں اسے جھکاڑ کہتے ہیں اور پھول ڈالی بلکہ درخت کو  
 بیج دین سے انگریزوں کی ہوشیاری ایسی ملائم اور سستی سستی ملتی ہو پھول کی شبنم جو کسین الفاغ سے گڑ  
 اور غبار پڑے تو وہ ہوا گڑ کو اس سے جھارتی اور دوڑ کر پی اور شبنم پاک صاف ہو جاتی ہو ایسا  
 حاجت بد و زخم افندش قطع محال گر سنگلی باز پے قطع شرب آید  
 زنان کرد نشود نماز خشم خستین معصمت شدہ نماز خشم دوم برآز آید

اس قطع کے بیت اول میں شمر میں کالانا اضمار قبل ذکر ہو اور شجر کے طرف راجع ہو۔ اور  
 کالانا مادہ درخت کا اس سبب سے ارادہ کیا ہو کہ دوسری بیت میں کہتا ہوں نشو و نما کی مدد سے ہلا  
 زخم ہو کر اور برابر ہو کر اثر پڑا ہو یعنی ہوشی برآتا ہو یعنی جیسا تھا ہو جاتا ہو۔ (از مترجم) شبنم  
 میں ہوا اثر یعنی نشان اور نشان زخم اور لیات کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی مسحت دل درخت کا سٹک  
 در پی ہو جو زخم کی اسے احتیاج ہو لینے پیلے ہی زخم میں درخت قطع نہو سکے تو پھر اس کا سٹک  
 ہو اس واسطے کہ ہلا زخم نشو و نما سے پھر آتا ہو اس وقت تک کہ دوسرا زخم پیلے زخم کے نشان ہو گئے۔  
 اور شارح نے براثر آید کے معنی جو لکھے کہ اپنی درستی برآتا ہو الفاظ سے مستفاد نہیں ہو شبنم  
 طاووس شائے کہ پیشانی پر دبال ہر لمحہ برنگ دگر اندر لطف آید

طاووس مثال مرکب فارسی ہو اور حرف یا سے تخیالی اسمیں صفت کے لیے لینے کثرت مرکب کی مثال  
 ہو کہ اسے کثرت نہیں کی اور دبال اس کے نہیں کرے اور خوش رنگ ہو اور ہر وقت ایک رنگ سے  
 نظر آتا ہو اور جانور کے نیچے چھانک نکالتا ہو اور آئندہ بیت کا مضمون اسی طرح کا ہو کہ کثیر مرکب  
 ایک ماسہ نوسن ہو کہ ابھی حسن و جمال میں کمال کو نہیں پہنچی اور ابھی معلوم ہوتی ہو ایسا

واری کند از شش جهت افادہ کتاب کین فصل و سہ فصل و گرم بر اثر آید  
 لبک را بہ فطرت کہ نہ طوف جنابت چندان کند گفت کہ وقت ثمر آید  
 یعنی جب عرفی تیرے طواف اور زیارت کے شوق میں سفر کا ارادہ کرتا ہے کثیر سب طرف سے رونما  
 شروع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عرفی جلدی کیا ہے فصل اور اسکے پیچھے تین فصل اور آتی ہیں اور سال بھر سیر  
 اور تماشا دیکھا کر لیکن ہشت اگر کثیر بھی ہو عرفی تیرے آستانہ کی زیارت بغیر امدوح اسعد بنیں نہیں سکتا  
 کہ پھل کا وقت آجائے اس کے پہلے مصرع میں بھی کاف جو نہ طوف پر آیا ایسا ہی ہو جیسا کہ اس  
 قصیدہ کے مطلع میں ہے۔ بیت

حکم تو اش آورد بہ شمشیر و گر نہ آن کز گل آین خاک ازان خاک آید  
 اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ امدوح تیرے حکم سے عرفی کثیر میں آیا ورنہ جو اس خاک آستانہ کی  
 گل سے ہو غیر ممکن ہے کہ دوسری خاک مثل کثیر وغیرہ سے نکلے (از مترجم) مشہور نسخہ مطراع  
 عرفی یہ ہے۔ کہ از سران خاک بجاک و گر آید بہ اور معنی اسکے صاف ہیں۔ بیت  
 سے آید و میسوزد از این شک کہ کثیر چون یافت کہ آید بجا بر اثر آید ++

یافت فعل اور فاعل اسکا عرفی ہے کہ افعال مذکورہ میں فاعل ہوتا چلا آیا ہے یعنی عرفی تیرے حضور  
 قصد کیے ہوئے آتا ہے اگر کثیر کو معلوم ہو کہ کمان آتا ہے ایسا نہ کہ وہ بھی عرفی کے پیچھے امدوح کی  
 درگاہ میں چلا آئے اس رشک میں جلا جاتا ہے اور اثر یکہ اول در پر کے معنی میں ہو سدا ترجمہ  
 یافت فعل کا فاعل کثیر اور معنی شعر کے اب یہ ہیں کہ عرفی امدوح کی بانگاہ کی طرف آتا ہے اور اس کے  
 جلتا بھٹتا ہے کہ جون ہی کثیر کو معلوم ہو کہ عرفی کمان آتا ہے اور کس مقام عالی کا قصد رکھتا ہے وہ بھی  
 کثیر عرفی کے قدم بقدم پیچھے لگا چلا آتا ہے تاکہ بارگاہ امدوح میں حاضر ہو کر افتخار حاصل کرے اور عرفی کا  
 شریک ہو اور قافیہ اثر بفتحین نشان کے معنی میں ہو اثر کو اول سے نہیں ہے جسکے معنی  
 شارح نے لکھے۔

قصیدہ نعت رسول ثقلین گفت بہ جواب قصیدہ طہیر فارابی

سپیدہ دم کہ ز دم آتین بشمع خورشید شہید ام آیت استغوا از عالم نور  
 یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں لکھا ہے اس قصیدہ  
 جواب میں کہ طہیر فارابی نے فرمایا اور مطلع اسکا یہ ہے سپیدہ ام کہ شہید محرم سلمیٰ عرفی

شنیدم آیت تو بوالہی اللہ از لب و زبانی کہ صبح نور ظہور کے وقت ہوش کی شمع کو بجھ کر  
 ٹھنڈا کر دیا اور بجھا دیا ایسے اسطون کا علم نہیں رہا استغفار کی آیت عالم علوی سے میں نے سنی  
 جسکے یہ معنی ہیں کہ مقصود کو طلب کرو۔ (از مترجم)۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ بچھلے پہر شب  
 حق سبحانہ تعالیٰ آسمان اولین پر نزول اجلال فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ہر کوئی دعا کرنے والا کہ میں  
 اسکی دعا کو قبول کروں اور ہر کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اسکی میں مغفرت کروں بہت

طلب پیار و ترس از تناع منع کلیم بساط حذر میار کہ نیستی معذور  
 اگر بچہ بر مقصود دست عشوہ یا شکست ساغر امید او بسنگ فتور  
 نہ کوئی ز عطا بود عشق میداند کہ بر کرشمہ مانگ بود خلوت طور

معشوق ازل کا قہر ہے کہ طلب لاؤ اور موسے کلیم اللہ کو جو دیر اسے نہیں منع کیا تھا اس سے خوف  
 نکرے اور غدر نہ کرے کہ تو معذور نہیں ہے اور اسکا روکن بھی ہمارے عطا کی کمی اور کوتاہی سے نہ تھا  
 عشق اسکا گواہ ہے کہ طو کی خلوت کو اپنی تلکی سے ہمارے کرشمہ کے گنجائش نہ تھی۔ (از مترجم)  
 بعض نسخوں میں اسطرح ہے کہ بر کرشمہ مانگ بود خلعت طور یعنی طو پر جلوہ کرنے کا  
 خلعت ہمارے کرشمہ کے لیے ننگ اور عار کا موجب تھا بہت

تو در معاملہ اہل طوائف منہ کہ نا صبیح بود بیج و سبغ نامشکور

خطا کا ہونا اور بہشت سے باہر آنا آدم علیہ السلام کا مشہور ہے کہ ایک وقت حق تعالیٰ نے  
 آدم علیہ السلام کو گہیوں کھانے کی خطا پر بہشت سے نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اہل طوائف  
 یعنی دنیا میں اترو و سارے عرفی سے فرماتا ہے کہ اسکی سچی اور کوشش نادرست اور نامطلوب تھی تو  
 ان لوگوں میں سے نہیں ہے کہ جب مار کر علامہ بیچارے۔ بہت

در ملاطفات آشتنا کشادہ در آ کہ آستین طلب است آن سبک مشکور

یعنی دوست کی مہربانی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اندر آؤ کہ آستین طلب ہے یعنی دستگیر علی ہمارے  
 فاعل آستین طلب است کا مضمون ان سبک مشکور ہے اچھی کوشش منظور ہے۔ (از مترجم)  
 بعض نسخوں میں ہے کہ کشادہ در آؤ دونوں صنیعہ امر معروف باو او عاقلہ اور استغنین کے بجائے آشتی  
 یعنی صلح۔ اور اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ دوست کے التفات کا دروازہ کھول دینے اپنی طرف  
 اسکو متوجہ کرو اور وہ معاملت کرے کہ تمہاری جانب التفات اور لطف کرے اور بعد اسکے غلوغلا  
 میں آؤ کہ ان سبک مشکور کا متوالہ صلح طلب اور خاطر مدارات کا مقتضی ہے جسکے بدون متوالہ کا

حکم قطعی اور مفید نہیں ہے، مطلع ثانی بیت

زہی لوای محبت ز نسبت منصور مزاج عشق ز آئینہ مشعلت رنور  
چونکہ عشق سب چیزوں پر غالب ہے اس واسطے اطباء نے اس کے مزاج کو حار اور گرم قرار دیا ہے پس عرفی  
کتاب ہے کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل محبت منزل میں اس قدر حرارت ہو کر خود  
عشق اس سے الٹا بیمار ہو جاتا ہے اور غالب سے مطلوب اور اسطرح بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ عشق  
بازار میں رنج اور ناتوانی کا اسباب رونق پر ہے جیسا کہ عرفی نے خود ایک قصیدہ میں یہ مضمون باندھا ہے  
چنان نیاز فتانی گنم کہ عشق برد خمیر بایہ عجز از غبار آن در گاہ  
پس عشق کے مزاج میں آپ کے دل پر خون سے رنجوری اور ناتوانی لگتی ہے۔ (از مترجم)

ایک نسخہ میں نبوت بجائے محبت ہے۔ بیت

بنور و سایہ چو امر سکون و سیر گہنی زانہ فاصلہ یابد میان سایہ و نور  
یعنی دھوپ اور چھان جو ایک دوسرے سے ملی جلی ہیں اور دونوں کے درمیان فصل ممکن ہے اگر آپ  
ان کے علاحدہ ہو جانے کا حکم دیتی ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں (از مترجم)۔ اور حکم اسطرح ہے کہ  
ایک سے فراموش نہ ہو اور دوسرے سے کہیں کہ آگے چلے اور ضرور ہے کہ دونوں تکمیل حکم کریں تو بیچ میں  
دونوں کے فاصلہ ہو گا کہ وہاں نہ دھوپ ہوگی اور نہ چھان ہوگی (بیت)  
بلخ طبع تو در اوج استفادہ فیض ہمارے عقل طلبگار سایہ عصفر  
یعنی جہاں آپ کی طبیعت کہ کمینت اور برکت نشتہ والی ہو فیض بخشی کی کرسی پر بیٹھے عقل کا ہمارا  
دہان کی چڑیا سے مہار کی طلب ہے۔ بیت

ہدایت تو ناید بحشم صورت بین ہر انچه در جسم ایزدی بود ستور  
یعنی جو انکم کہ عالم صورت کو دیکھتی ہے اور اسرار باطنی کی واقف کا نہیں ہو سکتے اس کا محرم امور  
غیبی کا ہونا تیری رہنمائی سے آسان ہے۔ بیت

ز نور و نصیرات ماہ گر ضیا گسیرد بافتاب و بد نسخہ حساب شہور  
معنی یہ ہیں کہ چاند جسکے برہمنے اور گھٹنے سے مہینوں کا حساب اس کے تعلق ہے اگر تیری پیشانی سے  
نور حاصل کرے تو مہینوں کے حساب کا جس طرح اوصاف کے پارچ ہیں ہو جائے یعنی چاند اس درجہ  
روشن ہوگا کہ آئینہ کم و کاست کا سوا آفتاب کے حالہ کرے (از مترجم)۔ علم ہیئت میں یہ مسئلہ  
ثابت ہے کہ آفتاب کا جہم بالذات روشن ہے اور چاند بالذات تیرہ ہے چاند آفتاب کے تقابل سے نور



حاصل کرتا ہو اور چاند کی طرف مقابل سے جس قدر کہ اہل زمین کے سامنے ہو اسی قدر روشن نظر آتا ہو اس مسئلہ کی بنا پر شاعر نے یہ مضمون تراشا ہو کہ اگر چاند تیری پیشانی سے نور حاصل کرے جیسے کہ مجمع الاقناب سے حاصل کرتا ہو تو وہ ایسا روشن بالذات ہو جائے کہ قصبہ منظر سے لے کر اسکی نسبت آفتاب نے نور ہو جائے اور چاند سے نور لینے کے باعث آفتاب تقابل کے بقدر چھٹا بڑھا کرے اور بعد ازاں مبینوں کا حساب آفتاب کے گھٹنے بڑھنے سے ہوا کرے بہت

شعاع شعاع تیر تو گرفت لبسحاب رما دبرق شود صبا و دبور  
معنی یہ ہیں کہ تیرے غضب کے شعلہ کی کرن اگر بادل پر گرے باوجودیکہ آسمین پانی بھرا ہو اور آسمین بجلی ہو کہ جس پر گراے جلادے مگر اس قدر جل جائے کہ اسکی راکھ پروا اور پچھوا ہوا کی برسرِ بجا ہے بہت اگر چہ بہت بہرین کہ در سرِ وجود موثر اند صفات الہی نے ماثور  
فرسہ کلاہ حکومت دامن تو نہاد قضا کہ بہت دو عالم حکم اور مجبور

اس قطعہ کے معنی روشن ہیں اور پر خند ظاہر ہو کہ پیدائش میں صفات الہی تاثیر کرنے والی ہیں اور دوسرے سے خود اثر نہیں قبول کریں لیکن قضا جو عہد صفت الہی ہو اور اس کے حکم سے وہ عالم مجبور اور محکوم ہیں اسنے حکومت کی کوئی اپنے سر سے آثار کی تیرے دامن میں رکھی کہ آپ حکمرانی سزاوار ہیں اور میں محکوم ہوں درغیر صورت صنعت الہی ماثور ہوئی نہ موثر ہو یا ذلیل و نامراد میر میر کے

فتح سے سیر گاہ ہو۔ بہت

منہم کردہ ام از رنگ شریک توئے نصیب فرقہ انسان ہزارگونہ قصور  
منہم کا لفظ جہاں شاعر کو اپنی تعظیم مقصود ہوتی ہو وہاں لانا ہو خواہ آسمین مبالغہ تعریف میں ہو یا سچو میں اور بیان اپنی سچو میں مبالغہ کر کے کہتا ہو کہ ایک نوع کی شریک کے رنگ سے لینے پر کہ میں جو حقیقت انسان کے ساتھ نوع میں شریک ہوں ہزار طرح کے قصور کہ وہ انسان کے لازم کر دیے ہیں اور رنگ کے بجائے رنگ بھی نظر آیا ہو اور اس صورت میں بھی معنی واضح ہو

(از مترجم۔ عام نسخہ رنگ بجائے رنگ کے ہوتا ہے)

زرد و کارمین آلود یا سسے تابہ جو حالت سنوٹ از ماثر با حور  
یعنی میرے زمانہ سے ناما میدی کے تشنات اسطرح ظاہر ہیں کہ برسوں کی حالت با حور کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور با حور آفتاب کے بیچ محل میں رہنے کی مدت ہو کہ اہل نجوم نے معتدلی اور برسوں کے احوال اس کے اثر سے معلوم کرتے ہیں (از مترجم۔ غیاث اللغات میں جو کہ)

حالت ہمارے خیر اور دامعروف سے گرمی کی شدت ماہ تموز میں ہو اور معتدہ ایام اسکے اچھے ہیں  
 اسیسویں صیقل تاریخ ہمارے اور اٹھ دن بہت گرم ہوں تو از زانی ہو اور جو سرد و تو فحط کی علامت ہیں  
 منزل علم کر شود نسیم ریاض بطبع براثر غور کے رود انگور  
 یعنی میرے عمل کا منزل اگر باغات کی ہوا چھلے تو انگور لٹے قدم غورہ کی طرف پھر جائے یعنی پختگی  
 نامی پر آجائے۔ بہت

زحوص نعمت عصیان کہ زعفرانیت بدون روزہ کند نفس زلہ بند سحر  
 روزہ دار کسی قدر غذا سحر کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں یعنی نفس گناہوں کی حوص سے کہ ظاہر میں  
 اور حقیقت میں زہر قاتل ہے بلاشرط روزہ سحری رکھ چھوڑتا ہے یعنی گناہوں کا خواہشمند ہو بہت  
 نفوذ باسد اگر روز مشہ طو کند شفاعت تو عمل نامہ انات و ذکر  
 زشرم کثرت عصیان من برعشہ فند بعصہ گاہ قیامت چو ارض نیشاوار  
 قطعہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر روز قیامت کے بھٹانے والے خدا کی پناہ اگر قیامت میں اپنی شفاعت  
 اور صفایں مرد عورت کے اعمال نامہ کو نہ لیتے یعنی گناہوں کو نہ بھٹانے تو میری کثرت گناہ سے  
 قیامت کا میدان نیشاوار کی طرح لرزے لگے۔ (از مترجم) پھر گاہ کے بجائے حساب گاہ کا ترجمہ  
 جو دیکھا گیا بہتر ہے) بہت

اگر بچہ خورشید دل بیشارم بجائے خون رسامش چکشتہ یور  
 اس بیت میں اپنی سیاہی کی نسبت مبالغہ کیا ہو اور دل کے پورنے و بانے سے خون کا نکلتا  
 ممکن ہے یعنی میری سیاہی اس مرتبہ ہو کہ آفتاب جو تیرگی کا دور کرنے والا ہو اسکے نیچے سے  
 میرے دل کو دباؤں تو لوہ کی جگہ پور خون سے اندھیری رات ٹپکے۔ اس بات  
 وقافی گند اسید مغفرت پایاس نہ زکامہ عفو الہی نساو دم مغفور  
 زطول معصیت استغفر اللہ اندیشم کہ گرد قصر شیند بذیل عفو مغفور  
 بخشش کی امید کثرت نامیدی کے مقابل وافی اور کافی نہیں ہوتی اور یہ امر نہ اس سبب سے  
 ہو کہ عفو الہی کو نامہ ہو بلکہ حدیث اول استغفر اللہ کا کلمہ زبان پر لا کر گناہوں کی طول معصیت سے  
 اندیشہ ہو کہ عفو الہی اسکی حد تک پہنچے یا نہ پہنچے بہت  
 زعود و گلاب و فاست غفر  
 اگر بر فین و ونج بھی شوم نامور  
 بزم جنیان انجسم طرہ ازہشت

میرزا محمدت اور دفا کی عود اور گلاب سے بنایا گیا ہو پس اگر دوزخ جانے کے لیے مجھے حکم ہے تو میں  
آتش دوزخ کے دھوئیں سے بہشت کی مجلس میں خوشبو لیجایے لیکن اس قدر دوزخ خوشبودار ہو جا گیا

اور عود چوب خوشبودار ہو کہ آگ میں ڈالکر مٹاتے ہیں۔ بہت

نکودہ تہر تو ماشا اگر دھیم بطبع کفد ببادہ ہم طبیعت کا فور  
محبت کی تعریف گرمی کے ساتھ کی ہو فیض تیری محبت کی گرمی کا اثر اگر طبیعتوں کو پہنچے گا فور  
طبیعت جو بہت سرد ہو گرمی کے سبب شراب کی طبیعت پر کہ بہت مادی و قہقہہ لگا کے بیٹے  
اس قدر گرم ہو جائے۔ ہر چند طبع کے کتنے سے شراب کی طبیعت بھی قبول اثر میں شامل ہو مگر  
طبع لوگ اس قسم کے سیاق سخن سے واقف ہیں کہ ایک خاص فرد کو مجموعہ افراد سے نکال کر ذکر  
کرتے ہیں۔ بہت

محبت نگذار دب سیدہ ام دانے کہ نسبت سونش الماس میں سے تاسو  
داغی میں یاس وحدت ہو اور داغ فاعل ہو فعل نسبت کا یعنی تیری محبت نے او ممدوح ایک داغ لگایا  
کہ میرے لیے میرے کی کنی اور ناسور واقعی ہو یعنی جو داغ تیری محبت سے ماہ اچھا ہونے والا ہے  
اور مقرر جم۔ سونش کبکسرون بروزن سوزن ریزگی فلارت راگویند کہ از دم سولمان ریزد و بعلی  
برادہ خواند ماہر بان قاطع اور داغی میں یاسے تنگبر ہو۔ بہت

خمیر یاہ این سہ قصیدہ آن رویاست کہ شاخ دبرگ فرو دوشن بان من بطور  
خمیر یاہ کے معنی ماہ اور میرے اور سرقصیدہ مطلع اول اور رویا یعنی خواب ہو اور فرو دوشن بان  
ضمیمہ ترین راجع سرقصیدہ کی طرف ہو اور بطور سے راوشم کے تالیق اور پڑھنے والے میں نے قصیدہ  
کو اس خواب کے خمیر کے شجر سے طالعین کی خاطر مٹنے زیادہ کیے ہیں اور ممکن ہو کہ خمیر کا مرجع دیا  
اور شاخ دبرگ کو جو درازی کی خواہشمند ہو اسکے ساتھ نسبت دیجاسے یعنی خواب تھوڑی

خیر تھی میں نے اسے لبنی چوڑی بیان کی۔ اور بعض نسخوں میں زبان من بطور کے بجائے زبان من  
بطور لکھا ہو در صورت معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اشارہ کی زبان سے اس خواب کے پتہ والی ایزاد کردی ہو  
او طول غرض احتیاری دید یا کہ نسبت اول بہتر ہو۔ از مقرر جم۔ میرے نزدیک سرقصیدہ میں سرزادہ  
جیسے سرزمین میں ہو پس مراد سرقصیدہ سے خود قصیدہ مراد جو حسین خواب کا بیان ہو نہ کہ مطلع  
اور فرو دوشن کی خمیر چون راجع رویا کی طرف ہو نہ جانب سرقصیدہ کے اور نسبت جو بطور کا بہتر ہو بطور سے  
جو مختار شائع ہو اور نسخہ زبان من بطور و ابیات ہو۔ بہت

لذیذ بود حکایت دراز تر کہستم چنانچہ حرف عصا گفت موسیٰ مذکور  
حق سبحانہ تعالیٰ نے اثناء کلام میں جو طور پر ہوا کہ اگر کسی تعین عصا کی نسبت پوچھا کہ اوسے تجھ  
اتھ میں یہ کیا چیز ہے عصا ہی جواب مختصر تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے گفتگو میں مزہ پا کر بیان کو طویل کیا  
اور بیت پہلی بیت کی تائید کرنے والی ہو۔

## قصیدہ در تعزیت ابوالفتح و مدح خانخانان - بیت

دو جنبش است کہ از غایت جلالت قدر لباب جملہ تواریخ در جہان آمد  
یہ قصیدہ ملاعنی نے ابوالفتح کی تعزیت اور خانخانان کی تعزیت میں کہا ہے جب کہ سرحد ملکی سے  
بادشاہ کے حضور میں آتے تھے اور اس بیت کو آئینہ دو بیتوں کے ساتھ تعلق اور شرکت ہی لینے دو بیت  
دو جنبش ہیں کہ نہایت قدر اور منزلت سے کل تواریخ کے خلاصہ ہیں اول سرور دو جہان علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانا دوم مدوح کا سرحدی ملک سے بادشاہی بارگاہ

میں آنا - بیت

بحد ملک شاه رفت و عالم گفت کہ صدر مجلس دنیا باستان آمد  
اس بیت کی دو توجیہ ہو سکتی ہیں اول یہ کہ مدوح جب ملک کی سرحد پر گیا خلق اللہ نے کہا کہ  
دنیا کا پچھلے سلسلے پر آیا لینے شاہی ملک کی وسعت کے لحاظ سے وہ سرحد کو باستان ہی اور  
اس مقام سے ملے سرحد زیادہ ہو دوم یہ کہ صدر مقام سے مدوح کو مان کا صدر نشین ہی نیچے آیا  
یہ کسی قدر بہتر ہو - بیت

اگر ہوا سے سمن دشت نو بہار رسید و اگر امید دشت داشت بوستان آمد  
داشت فعل نو بہار فاعل اور اگر کا لفظ شرط کے لیے اور رسید اسکی جزا ہو اور تقریر دوسرے مدوح کی پہلے  
مصرع کے موافق ہو اور باقی تقریر ظاہر ہو۔ (از مترجم) ممکن ہے کہ فاعل داشت دونوں مصرعون میں  
حد ملک ہو اور فاعل رسید نو بہار اور فاعل آمد بوستان ہو اور اس توجیہ میں زیادہ مبالغہ نہ ہو لیکن حد  
ملک کے ایک شبیلی کی خواہش تھی تو نو بہار اور اگر ایک جہل کی اسے امید تھی تو ایک باغ یعنی ندر

حاصل معا بیت

توئی کہ در ازل باغ نازنین قضا گذشت بر اثر عشق لعل کن مکان آمد  
یعنی ازل میں اول تیرے نازنین قضا گذشت بر اثر عشق لعل کن مکان آمد کے بعد اور موجود

لیے کن فکان کا حکم آیا۔ بیت

ظلم بلو بہستی لبکس فرانت دو غوطہ زد بہتہ عمر جاودان آمد  
خو اصاب دریا سے معنی پر مخفی نہو کہ اس بیت کی دو طرح تقریر ہو سکتی ہیں اول یہ کہ آسمان نے  
ہستی کے دریا میں تیرے حکم کی قوت سے دو غوطہ لگائے اور ہمیشہ کی عمر کے ساتھ خاص ہو گیا  
دوم عکس فرمان خلافت فرمان اور عمر جاودان کے نیچے آنا عمر کا ختم ہونا لینے اگر آسمان نے نافرمانی  
کی تو ہلاک ہوا اور طعنه بصیت دو غوطہ کی قلت کے واسطے ہوا اور یہ معنی بہترین لہجہ دریا اور مینا  
دریا کو کہتے ہیں۔ دراز مترجم۔ دونوں معنی جیسے ہیں ظاہر ہیں عکس کے معنی قوت کے نہ تخت  
ہو نہ اصطلاح میں۔ اور دریا سے ہستی میں غوطہ لگا کر ہلاک ہونا خلافت ہو۔ شاید یہ توجہ درست  
ہو سکے کہ دریا میں عکس ہر شے کا کرتا ہو اور عکس اسی قدر ایک شے کا ہوتا ہو کہ جس مقدار کی وہ شے  
ہوتی ہو اس قاعدہ کی بنیاد پر مصنف نے لکھا کہ دریا سے ہستی میں تیرے حکم کے عکس بر آسمان  
غوطہ لگایا اور عمر جاودانی پائی اس واسطے کہ تیرے فرمان کو دوام اور استمرار ہو پس اس کے عکس کو بھی

دی صفت حاصل ہو۔ ابیات

درین مصیبت غلط کہ در سنگین دل زگرہ بر سر مو چشم خون نشان آمد  
چنان فرغیت مرا گر یہ ہاے روحانی کہ چشم از ہوس قطرہ کجبان آید  
بڑی مصیبت سے اشارہ دفات پر ابوالفتح کی جانب ہو لینے اس بھاری مصیبت میں کہ زائر  
دل کا سخت باوجود دیکھ ایک عالم کو ہلاک کرتا ہو اور کچھ پروا نہیں کرتا اس قدر دبا کہ اس کا ایک ایک  
بال چشم خون نشان ہو گیا تھے روحانی کریم نے ایسا حیران کیا کہ جمالی آنکھ ایک قطرہ کو تنوس کہتی تھی  
کہ کہ پریش بعدم شد کہ مرگ در مرگش سیاہ پوشن تراز عمر جاودان آمد  
اس بیت کے معنی دو طرح ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ عمر جاودانی تھے جو ایک شخص ہو اسکے مرنے میں لباس  
پہنا ہو اور اس سے زیادہ مرگ نے سیاہ پوشی اور تمام داری کی۔ دوم یہ کہ عمر جاودانی سے آبیات  
مراد ہو اس صورت میں سیاہ پوشی باسکی ظلمات کے سبب ظاہر ہو لینے موت کی سیاہ پوشی کو ظلمت  
نشیبی اور یہ اشارہ ابوالفتح کے انتقال کی طرف ہو۔ بیت

قصیدہ در مدح ابوالفتح گیلانی گنہ گیت

عشق گوتا سرور بر اندازد عود شوئے عجب۔ راند از د

یہ قصیدہ البوالفتح کی تعریف میں کہا ہوا اسکی تمہید عاشقانہ طرز پر کی معنی یہ ہیں کہ عشق کمان کو  
کہ عقل کو بچھا دے اور شوق کے بوان کو انگلی میں چھوڑے یعنی شوق کو اپنے کام میں لاوے اور  
شوق میں پائے تنگی ہو۔ اور مصرع اول میں ناک بگڑ دیکھا گیا۔ تب بھی سنے ظاہر ہیں۔ بیت  
مرغ جان مارو بیلغے گلے کہ اگر مرزند پر انداز دے دے  
برو فعل عشق فاعل اسکا۔ اور گلے میں یا سے توصیفی ہو کہ دوسرے مصرع میں کاف اس کے بیان  
ہو اور آئندہ بیت کا مضمون بھی اسی قسم کا ہو بیت

آسمان رنگ شیشہ طلب آفتاب باطنہ اندازد  
معنی یہ کہ وہ معشوق کمان ہو کہ آسمان کی رنگت کا شیشہ چاہے اور پیالے میں شراب بھر کر مار لیا  
تو واضح کرے۔ طلبہ فعل اور فاعل اسکا معشوق ہو کہ اوپر کی بیت میں مذکور ہوا۔ آفتاب  
شراب اور شیشہ آسمان رنگ سے سبز ہوا ہو اور یہ ستارہ نظر آفتاب ہو۔ اور بعض نسخوں میں  
آفتاب پر کاف دیکھا گیا جسکو کاف تشبیہ کہہ سکتے ہیں اور شیشہ آسمان رنگ مشابہ اسکا۔ (از  
مترجم) کاف تشبیہ عربی میں ہوتا ہو شارح علیہ الرحمۃ نے اسکو فارسی میں بھی اختیار کیا۔ میر  
خیال میں یہ کاف غایت کا ہو اور وہ تاجی زون پر وال ہو اصل میں تاک آفتابے بساغ اندازد ہو  
مصرع اول سبب اور مصرع دوم اسکا سبب ہو گا بیت

خندہ جام عجم گر باند گرہ شیشہ خون بر اندازد  
خندہ جام کنایہ لبریز ہونے سے ہو اور جام کا لبریز ہونا غم کو رو لانا ہو اور خون شیشہ سے مراد شراب  
ہو اور خون کو محبت کے معنی میں لین کہ یہ اکثر آتا ہو مقابلہ غم کا خوب ہوتا ہو۔ (از مترجم)

محبت سے غم کو مناسبت ہو نہ مقابلہ بیت  
اور خورشید سے برند شفق برسد فاک آغبر اندازد  
اس بیت میں شراب کی تعریف کی ہو۔ نور خورشید میں اصناف لامی اور خورشیدی میں  
اصناف بانی (دین میں اصناف تشبیہی ہو) اور فعل اندازد کا فاعل نور ہو اور برند شفق مفعول۔  
اور شفق شراب کی چمک سے مراد ہو باقی تقریر ظاہر ہو اور بعض نسخ میں بجائے لکھا ہو

محض نور ہو بیت  
مفقہ شیشہ طبل کوچ زند ہوش راغیہ برسد اندازد  
طبل کوچ زند سے مراد کوچ کی طیاری ہو یعنی جب شیشہ مفقہ مارے گا کہ خراب کی طرح

کچ کے نقارہ پر چوٹ لگے اور ہوش کا سر پر خمیہ رکھنا کنا یہ ہو ہوش کے برہم ہونے سے اور غلامی کو کہ جب  
 کہ جب شیشہ بنتا ہو ہوش برہم ہو جاتے ہیں۔ **ہیت**  
 زخمہ از باد گوشہ دامن موج در نغمہ ترا نواز د  
 نازہ نغمہ لطافت میں پانی کی مثال ہو اور ہوا سے پانی لہرتا ہو یعنی نغمہ زخمہ کی چھتر سے لہرتا ہو گویا اپنے  
 دامن کی ہوا سے نغمہ میں لہڑاتا ہو زخمہ کا گوشہ دامن استغفار ہو **ہیت**  
 نے غلط گفتہ امین نہ گردانے ست کز دیم کس بمبصر انداز د  
 بیان مصنف مضامین سابقہ سے انکار کرتا ہو کہ گویا کون اور شراب کیا ہے ٹھم ایسا بھنور نہیں ہو گا  
 ذریعے سے ربانی متصور ہو **ابیات**

نقش بین کج مبارزہ نے مہرہ ناگہ نقشہ را نواز د  
 کاشکے آن شکیب ہم میداشت کہ شکایت مجبہ را نواز د  
 رو بہ جویش مبارز آن ست زہر آفت بسا عنہ را نواز د  
 رو کہ آن تشہد بسانہ مسح تر سمش عقل در سر را نواز د  
 کہ شکایت بخون بیالاید + بدر گوش و اور را نواز د

اہل معنی پر پوشیدہ نہیں ہو کہ مصنف نے بیان تمہید سے مدح کی طرف گزرتا رہی چاہی اور  
 معشوق سے تنبیہ اور ترہیب کے طور پر خطاب کرتا ہو کہ نقش کو دیکھو اور عربی کے ساتھ بازی مین  
 چینڈ کر کے سبدا تیری نزد گوشہ رین ڈال دے یعنی تیرے اوپر قالب آئے اور دوسری بیت میں  
 کاشکے جو تمنا کے واسطے ہو وہ بھی اضراب کے لیے اس تہدید کے لیے عربی استفہار بھی فرصت  
 نہیں رکھتا کہ تیری شکایت کو روزِ حشر کے قاضی کے پاس پہنچائے اور تیسری بیت میں کہتا ہو کہ  
 صلاح یہ ہو کہ اسکی طہاری کر نہیں تو وہ آفت مچا دیگا۔ پھر چوتھی بیت میں اسکی تائید کے لیے  
 کہتا ہو کہ مجھے خوف ہو کہ ایسا نہ کہ عقل اسکو آجائے اور تیرا گلہ شکوہ بڑے دروسے مدح کے کان  
 تک پہنچا دے **ابیات**

دانہ از گشت جودش از مرے جب بند و رگلو در را نواز د  
 ہر روز بر زمین بھینے ز را نواز د  
 اس قطعہ میں مدح کی سخاوت کی تعریف مبالغہ ساتھ کی ہو یعنی اگر کوئی مرغ اسکی بخشش کے  
 لکھت سے جو زرو جو اپری بالیون سے بھرا ہو اس پر ایک دانہ اٹھائے اور کھا جائے تو آسمان کے

سمرق کی طرح کہ آسمان مراد ہر زمین پر سونے کے اندسے سے کہ آفتاب سے کن یہ ہر اور قطعہ کی انہریت

### استعارہ تخیلیہ - ابیات

مایہ انتہا شش مطلعہ ان گریہ امان صمد صمد اندازد  
آستان حنر اب کردہ باز پیش برج کبوتر اندازد

اس قطعہ میں ممدوح کی ضعیف نوازی اور قوی گدازی کی تعریف ہو لینے اگر ممدوح مظلوموں کی خوشی  
سرایہ آندھی کے دامن میں ڈالے اور وہ یورپ سے لیکو کچھ تک ہو نیچے تو جتنے باز کے آجائے چوٹے  
گھونسلے ہیں انکو کبوتروں کے سامنے لاکر رکھ دے تاکہ مظلوم کبوتر عیش کرنے لگیں اور ہو سکنا ہو کہ سننے  
کی نغیر اس طرح کیجاے کہ آندھی اپنے تیر چلنے سے کبوتر و خور کے گھونسلے آرا دیتی ہو اور میری طرح ظلم و جور  
حکم سے آندھی کبوتر کے گھونسلے جو اجاڑ دیتی تھی پھر کبوتر کے پاس ہو چاڑے اس صورت میں کردہ کی  
لفظ پر توقف کرنا چاہیے اور فعل کردہ کا فاعل صرصر کو کہا جاے اور باز کے سامنے بھی بدل جاتے ہیں گونگ فضا  
کسی قدر تفصیل ہو دراز مگر جہم متخول لفاظت میں انتعاش بلند شدن و نیکو شدن و بر خاستن آتے  
اس بیت کی تفسیر تو جیسے ہو کہ اگر ممدوح مظلوموں کی نوشوقی اور استہزاز کا سرایہ آندھی کے حوالہ کر  
تو آندھی ظالم باز کے گھونسلے آندھی نے اُٹاڑ دیا کبوتر کے برج کے سامنے ٹپک دے تاکہ مظلوم  
اپنے دشمن کے گھونسلے کو اجڑی حالت میں اپنے گھر کے دروازہ پر آدکھا خوش ہوں اور اس مکا فاسکے  
(انوار تبر از اور انتعاش ہوں) - ابیات

در صفات قیامت آشوب نے کہ روار و بہ لشکر اندازد  
نعرہ رانار یا نہ فصل کند حملہ را باد و سر اندازد

اس قطعہ میں ممدوح کے روانگی کی تعریف ہو لفظ قیامت آشوب صفت ہو اور موصوف کا  
لفظ صفات ہو اور اس صفت کی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ لڑائی جو قیامت کا آشوب ہے  
دوم یہ کہ قیامت میں خلل ڈالنے والا ممدوح کسی صرصر کہ میں لشکر کو بہریت دی لغزہ کو تازیانہ کا نام  
دے اور باد و سر انداختن کنایہ مغرور ہونے سے ہو یعنی حملہ کو نخواست میں لاوے دراز مگر جہم صفت  
تقریر سے کی الفاظ کے موافق یہ ہو کہ اس میں لای قیامت آشوب جنگ میں کہ ممدوح لشکر میں روار و  
اور چاہل اور تیزی حملہ آوری پیدا کرے لغزہ سے کوڑے کا کام لیتا ہو لینے کوڑے کا اثر آسمین آجائے  
جسکے کان تک ہو یا گویا ایک کوڑا لگا اور حملہ میں یہ نیزے ہو کہ ہوا آسمین بھری ہوئی اور اس غرور  
میں حملہ ہو کہ غرور و فتح کر نیکی - شارح نے جو روار و بمعنی بہریت کے خیال کیا سونہ نہیں ہوا



علت ریشہ بسکہ عام شود چون بمیدان نگاور اندازد  
 ریح فولاد عسدرض سوج زند تیغ الماس جہر اندازد  
 یعنی ممدوح جب میدان میں گھوڑا دوڑائے خوف کے مارے ہر چہ چون ریشہ پڑے فولادی پھل نیزے کا  
 جو نہایت سخت ہو گل کر پانی کی طرح لہرائے لگے اور الماس کی تلوار اپنے بگڑی جو ہر ڈالے اس پر  
 تاب سجد متاع باز دیش آنکہ زین پس جہل در اندازد  
 سہ خفاقتان بر تیغ برادر در ترازو سے قیصر اندازد

سجد فضل اور متاع باز و مغول اور جہل متعرضہ جو مصرعہ ثانی میں واقع ہوا فاعل ہو حاصل معنی  
 یہ کہ بعد ازین کوئی شخص اگر گڑالی کا خیال رکھتا ہو اور چاہے کہ ممدوح کے دروازہ کو تو لے اور  
 معلوم کرے کہ کس قدر ہو تو لازم ہو کہ خاقان کا سر آٹا کر قیصر کی ترازو میں رکھے یعنی اس ترازو اور اس  
 بانٹ سے وزن کرے اس واسطے کہ جو شخص ان دونوں کو مار ڈالے اس کی قدرت میں ہو کہ ممدوح  
 کا زور دریافت کرے۔ اس صورت میں ترازوی قیصر میں اضافت شبہی ہوگی کیونکہ یہ  
 کسی طرح ترازو سے مشابہ نہیں اور شبہی سے اعتبار ہو اور اضافت لامی ہو تو یہ تقریر کیجائے کہ جو چاہے  
 زور ممدوح کا وزن کرے چاہے کہ خاقان کو قتل کرے اس کا سر قیصر کی ترازو میں رکھے اور تہجیم  
 ترازوی قیصر میں اضافت لامی ہو نہ شبہی اور اعتراض شراح نادرست پس قیصر کو شبہی و گنہگار  
 ہوگی اچھا اصل میں زبردست کا کام ہو کہ خاقان خن کا سر آٹا کرے اور قیصر کو گنہگار اس کا بنائے لگا  
 وزن کرے کہ کس قدر ہو بیت

حلمت ارسایہ افگت بفاک سینہ بر رویہ حور اندازد  
 اس بیت میں علم کی گرانی ظاہر کی ہو حکمانے محو آسمان کا زمین میں مقرر کیا ہو کہ اسے  
 محو زمین اور عظیم مہم زمین کا کہتے ہیں یعنی تیرا بھاری علم آسمان پر سایہ ڈالے تو آسمان اس کے  
 بوجھ کی تاب نہ لائے اور محو پر سینہ کو والدہ سے بابت

دشنت بسکہ ہست بخل سہشت بلغات ارفظہ در اندازد  
 فعل از دست تقاقتن توان کرد چون نظر سوے مصدر اندازد  
 یہ قطع دشمن ممدوح کے بخل کی مذمت میں ہو یعنی اگر تیرا سوم دشمن لغات کو دیکھے  
 فعل جو مصدر سے نکلتا ہو اس کی نظر کے اثر سے نہ بھلے کلمہ ازو کا بطریق پہل ذکر ہو اور  
 مصدر اس کا مبع ہو کہ دشمن کا مصدر کی طرف دیکھنا جو دوبارہ ذکر کیا اس نظر سے کہ لغات میں

جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے مصدر بھی داخل ہے زیادہ واقع ہوا ہے مگر یہ تاویل کی جائے کہ لغرض ایضاً ایک خبر ہو  
خاص کو کہ مصدر ہے افراد لغات سے علاحدہ کر کے ذکر کیا واللہ اعلم راز مقرر جم میر سے نزدیک  
اعراض کلام صنف پر وار و نہیں ہوتا اور اس واسطے ضرورت تاویل کی بھی نہیں ہے اس واسطے کہ ذکر  
مصدر کا زائد اور متحد اس وقت متصور تھا کہ جب طرح لغت مصدر سے اسما اور افعال مشتق اور  
برآمد ہوتے ہیں اسی طرح دوسرے لغات غیر مصدر سے کہ اسما و جامدا و حروف ہیں اسما و افعال کا  
اشتقاق ہوتا ہے گاہ ایسا نہیں ہے تو بدون ذکر مصدر کے یہ کہنا درست نہ ہوتا کہ دشمن محدود لغات پر  
نظر دالے تو اس کی نظر بخل کے اثر سے فعل مشتق لغات سے نہوئے اس واسطے کہ سوائے مصدر اور  
لغات ایسے ہیں کہ ان سے قبل از نظر دشمن اشتقاق فعل ان سے نہ تھا پس قطعہ کے معنی درست ہوا  
اور اصراف میں کہ تیرا دشمن کہ شدت سے بخیل خلقی ہے لغات کی طرف دیکھے تو اس کا اثر یہ ہو کہ جب لغات  
میں سے مصدر رجوع لغات میں داخل ہے نظر پر ہے تو اشتقاق فعل اس سے مسدود ہو جائے  
اور ہر شے بشوق مسیح گبو کش بدل سیکترہ انداز

یعنی مدح سننے سے اگر آپ حق ہیں تو شوق مدح کو حکم دیجیے کہ عرفی کے دل میں راہ نہ کرے۔  
قصیدہ مطہرین در مدح نواب خان خانان موسیٰ ابو الفتح بیت

یاد کہ بادلم آن سیکندرشانی کہ غمزه تو کردہ است باسملانی  
یہ قصیدہ دو مطلع والا نواب خان خانان کی تعریف میں بڑی بلاغی ہے کہا ہے اور ابو الفتح کی  
تعریف بھی اس میں شامل کی۔ بیت کے معنی یہ ہیں کہ اے معشوق خبر لے کہ ہر شانی میرے  
دل پر وہ زیادتی اور دست درازی کر رہی ہے کہ تیرے غمزه نے مسلمان پر بھی ایسی ہمت ڈال دی  
نہیں ہے کہ اور خرابی نہیں کی۔ بیت

سہ نیست غمزه اسلامیت کہ دوروز محبت تو گنم جمع باسملانی  
ہشتن چو تا غمزه موصوف ہو اور اسلام دشمن صفت کہ معمول بخل ہے یعنی تیرے غمزه نے جو اسلام  
دشمن ہو اتنی فرصت نہ دی کہ وہ دن بھی تیری محبت کو مسلمان کے ساتھ جمع کروں یعنی  
محبت کر کے مسلمان رہوں یہ بیت

ترجمی گنم حسن بردلم کوئے کہ در زمانہ پوسف بنودز ندانے  
مصنف اس زمانے کو کہ حسن عشق کے رخ سے تنگ تھا بادلا کر صحن کو طعنہ دیتا ہے کہ

کس طرح انوار  
کے ہیں

میرے حال چرس کو ترجمہ نہیں گویا یوسف علیہ السلام کے وقت میں قیدی نہ تھا یوسف

علیہ السلام کا قیدی ہونا حسن ہی کا قیدی ہونا متصور ہو

لب تو سب غمہ بادہ دل آتش ہے غم تو شانہ کش طرہ تن آسانی

یعنی تیرا لب اس شراب کا مست کرنے والا ہے کہ دل کو سستی سے آتش دیتی ہو اس سوت

میں فاعل کی اضافت مفعول کی طرف اضافت لفظی ہوگی اور جو یہ معنی کہیں کہ تیرا ہونٹھ شراب

دل آتشوں سے عاشقان بیدل کو جرحہ بخش ہو مضاف الیہ محذوف کہنا چاہیے اور لفظ از کا لفظ بادہ

مقدور مانا جائے اور بادہ کو مفعول ثانی بہر حال غرض یہ ہے کہ تیرے ہونٹھ میں کمال دل آتشوں ہی

اور تیرا غم زلف تن آسانی کا شانہ کش ہے اور شانہ کشی سے مراد زلف کی پریشانی ہے یعنی جہان

تیرا غم ہی تن آسانی اور آرام طلبی تصور نہیں ہے اور جائز ہے کہ شانہ کشی سے زلف کی آراستگی مراد ہو

یعنی عاشقوں کے لیے تیرا غم تن آسانی کا حکم رکھتا ہے۔ راز مہرجم۔ مصرع اول کی دونوں توجیہ

پر تکلف ہیں اور میرے نزدیک بادہ شبہ بہ کو اضافت تشبیہی دل آتشوں کی شبہ کی طرف ہے اور یہ

بادہ دل آتشوں کے دراصل مضاف الیہ جرحہ کا باضافت لامی ہے اور یہ مطلب ہے کہ تیرا ہونٹھ دل آتشوں

کی شراب کا جرحہ بخش ہے اور عشاق دل آتشوں کے متوالے تیرے ہونٹھ سے ہو جاتے ہیں کہ ہونٹھ

تیرے دلیچے اور بچیں ہو گئے۔ توجیہ اول میں شراب کا مست کرنا جو شارح نے بیان کیا ایک

غیر معمولی اور خلاف واقع امر ہے اور توجیہ دوم میں جرحہ کا مضاف الیہ عاشقان بیدل محذوف

اور بادہ کے لفظ پر لفظ از بیان یہ مقدم کرنا بالکل تکلف اور محض تفسیح ہے جب کہ مصرع اپنے لفظوں سے

معنی دیتا ہے اور صاحب بہار عجم نے شانہ کشیدن بمعنی آراستن کے لکھا ہے نہ معنی پر لگدن کے

اس واسطے مصرع دوم کے دوسری ہی توجیہ محاورہ فارسی کے موافق ہے نہ اول اہل

زمزم اور چوینار و فتانہ گرد فتور خلک بد امن احوال النسی و جانی

کنڈ ز حیلہ برائے گزیدن مردم بگاہ مستی از و التماس ترغانی

یہ دو بیت قطعہ بند ہیں معنی مدوح کے دُرسے چونکہ آسمان فتور کا غبار انسان اور جہان

و امن پر نہیں گرا سکتا یعنی انکو فتور میں نہیں ڈال سکتا تو جس وقت مدوح کو سرور میں پانا ہو تو

دیکھا کر خلق اللہ کی ایذا رسانی کے لیے حیلہ سے درخواست علم ترغانی کی کرتا ہو۔ ترغانی خطاب ہے

کہ جب چاہیں کسی کو تمام کاموں کا اختیار دیں کہ وہ بغیر پوچھے کام کیا کرے تیرے خطاب میں تیرے

بخرق عادت اگر ملتفت شوے شاید کہ کثرت نویس در اور اک عقل گنجانی

خزق عادت کرامت کو کہتے ہیں یعنی اگر تو کرامت کی طرف متوجہ ہو بیٹے کرامات کو تو جاسے  
کہ ظاہر کرے نرا وارہ کہ اپنی حقیقت کو عقل کے دریافت میں لے آجے اس واسطے کہ عقل تیری  
کہنے کا اور اک کسی طرح نہیں کر سکتی الا یہ کہ تو اپنی کرامات سے اسکو مدرک کر دے حاصل یہ کہ تیری  
کہنے کا ایسا مرتبہ ہو اور خزق عادت کے معنی کرامات اس لیے ہو کہ خزق کے معنی اُس عادت کے  
مگرے مگرے کرنا ہو جو طبیعتوں میں دیر ہو اور جب کسی شخص سے ایسا کام سرزد ہو کہ دوسرے  
نہ سکا اسکو خزق عادت کہتے ہیں پس یہ کرامات جو سیادت

سکا کہ شمس اور پیش پای میں بسج نثار من کہ لبندق تو باد آرزاسے  
غلط سخن کہ میں پایمال لبیان کن سبب جدیدہ و گہ بارہ ہر سہرہ لکھا  
اپنی مداحی کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ اے جو ہر شمس اپنے قدم کے آگے دیکھ اور میری نوجوان  
وزن کر دو تیرے سر کو مبارک ہو یعنی تیری قبولیت کے لائق ہو پھر کہتا ہے کہ میں نے غلط کہا نہ تو دیکھ  
نہ وزن کر بلکہ اسکو بھول جا اس واسطے کہ ایسا نہ ہو کہ اسے اٹھا کر دوبارہ اپنے سر پر تیار کرے یعنی  
دوسری بار اسے عزت دے سمیت

بعد جہلوہ حسن کلام من اندخت قبول شاد حسن کمال نقصانے  
یعنی میری خوبی کلام کے زمانہ میں کمال اصفہانی کے شاید نظم کی قبولیت کو بڑا نقصان ہوا  
اور نقصانی میں یا سے زائد ہی سمیت  
بہین کہ تافہ ابریشم چرخ غامی ہفت زتاب اطلس من شعراء شروانی  
تافہ رشیم کا اچھا ہوتا ہے اور شعر پیر چہ ابریشمی ہے اور شعراء شروانی کنایہ غامی سے ہے اور رشیم  
کہ ابریشم کے ساتھ ہے راجع شعراء کی طرف ہے اور تافہ ابریشم سے کنایہ سخن سنجیدہ ہے اور  
باقی قصیدہ یہ ظاہر ہے۔ سمیت

جو کرم سبیلہ لاسے تنہیدہ ام ہریت کہ اصل خلعت دارائی ست وفاقانے  
کرم سبیلہ رشیم کے کپڑے کا نام ہے کہ لعاب کو اپنے اوپر تانا اور پورا ہے اور جب رشیم کا کپڑا  
ہاتھ پہنچتا ہے اسکو تینا سنوار کر عمدہ خلعت سلاطین کے ملبار کرتے ہیں اور یہاں لعاب سے  
مراد سخن ہے اور موچون پر تاننا کہ یہ اپنے اسباب پر افتخار اور ناز کرنے سے ہے اور سخن جو لے  
کھاتا ہے موچون پر لٹاتا ہے اور میر اسخن کہ بادشاہوں کی مدح میں ہوتا ہے گو یہ خلعت شاہانہ  
ز شوق تو قلموں حلقہ عبارت من مدام شاہد معنی نمودہ حسیانی

نہیں سم  
2

نہیں سم  
۱

بوقلمون حد صفت اور عبارت موصوف او صفت اپنی موصوف سے مقدم واقع ہو لینے میری عبارت کے شوق سے کہ لباس رنگارنگ ہو معنی کا محشوق ہمیشہ اپنی حقین برہنہ دکھاتا ہو لینے اپنی پوشش کا استحقاق ظاہر کرنا ہو بیت

براستہ نامہ برآستان تو صد گنج شایگان ریزد چہ آستین خود از نمہ ام بفتشانی  
شایگان ایک خزانے کا نام ہو اور اس بیت میں ہے قصیدہ کی تعریف گنج نری معنی سے کرا ہو  
اور اس قصیدہ کو آستین گنج افشان مروج سے تشبیہ بتا ہو اگر میرے قصیدہ کو اپنی آستین کی طرح  
تو ہلانے تو سو خزانہ شایگان آستین سے کھن کھن کر کے گر ترین ہو بیت

دہ براوے نا جس نامہ رام کہ مرا درین قصیدہ بروز کمال نشانی  
کمال اصفہانی نے ایک قصیدہ اپنے مروج کی شان میں لکھ کر راوی کو دیا تھا راوی نے اسکو غلط اور بڑی  
پڑیا اس سبب سے مروج نے اسے قید کیا اس بنا پر مصنف کہتا ہو کہ میرے شعر کو راوی بالبد کے  
حوالہ لکھا اگرچہ میرے شعر کو غلط پڑے جانے کی پر وہ انہیں ہو بیت

چہ صاحب نگہ در اہمال خدمت نشیند قضا صورت دیوار عذر بیجانے  
بیان سے حکیم ابوالفتح اور خانہ انان کی تعریف مصنف نے شروع کی اور کہا ابوالفتح ایسا ہو  
کہ اسکی خدمت کرنے میں قضا نے بیجان ہونے کا عذر دیوار کی تصویر سے قبول نکلیا لینے  
اُس سے مواخذہ ترک خدمت کا کرتی ہو بیت

بیجان کہ بہت تر از دار افلاطون خطاب لفظی و باو سے تکلم جانے  
وہ ابوالفتح کہ تیر از دار افلاطون ہو لینے جو کچھ افلاطون میں تھا اس میں جمع ہو خطاب لفظی و باو  
تکلم جانے لینے زبانی کلام کے بجائے روحانی کلام ہو یا یہ کہ تو افلاطون ہو اور وہ تیر از دار ہو اور  
لفظی خطاب کہ تیرا اسکے ساتھ ہو وہ کلام جانی ہو۔ (راز مہر جمہ شرح سے خود ظاہر ہو کہ اس بیت  
کی توجہ میں شارح علیہ الرحمۃ مذہب اور تر زلزل ہو سبب یہ کہ شراح کی نظر سے نسخہ صحیح میں  
گذرا اور وہ یہ ہو کہ بیجان کہ بہت تر از دار افلاطون ہو لینے حکیم ابوالفتح حکم حکمت میں ہو  
اس درجہ کا ہو کہ تجھے اسی مروج افلاطون کے جان سے لفظی خطاب اور کلام ہو اور اسکے ساتھ  
مکالمہ روحانی ہو افلاطون حکما اشرافین سے تھا اسکو بحث آن علوم کتابی سے نہ تھی جسکو  
ارسطو نے تدوین کیا اور اس میں لفظی بحث ہو بیت

بیجان کہ لشکر از ہر سح دست طرف کلاہ کہ تو نشانہ وقای بر آن نبفتشانی

وہ البوالفتح کہ کسی طرح کا تفسیر نہیں کرنا کہ معرفت کی توجہ اور اس تفسیر پر نگہ کرے لیکن اسکے ناز و آہ  
تو خوش نہو۔ طرف کلاہ شکستن یعنی فخر کردن ہے اور دولتی سے فائدہ اثبات حاصل ہوا ہے بیت  
ذخیرہ ہند از من کہ مانی از صورت مستحق بر من از دے کہ صورت از مانی  
مانی کا صورت سے ذخیرہ رکھنا اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ اس فن صورتگری اور نقاشی میں  
نام برآورده ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ کچھ ذخیرہ نہیں ہے کہ مدوح کے لیے فائدہ دے بلکہ مجھے وہ فائدہ  
مدوح سے حاصل ہے جو صورت اور نقش کو مانی سے نکالنے یہ کہ من موجود ہونا اپنا مدوح سے  
سمجھتا ہوں جیسے صورت کا وجود مانی سے تھا آیات

تو چون گذر کنی اینجا بنظم رنگینم کہ معرّش جمعی کرد بیت بستانی  
ضمیر و بمن اینجا نشان دہد ہر جا کہ ناخنہ بزی یا سرے بجنابی  
اس قطعہ میں البوالفتح اور خاتمان کی موافقت کی تعریف ہے اور ایک کی واقفیت دوسرے کی  
ضمیر سے ظاہر کی اور کتا ہی اسی خاتمان جان کہیں تو ہو وہاں میری نظم رنگین کی اگر سر کرے کہ اسکا  
مصرعہ من اور بیت مانع ہے البوالفتح کا دل بیان مجھے خبر دیکھا کہ تو نے اس نظم پر جرح اور قبیح کی یا نہ  
تحمین اور آفرین فرمائی۔ ناخن زدن کے معنی سخن میں عیب نکالنا اور سر بجنابانیدن کے معنی  
سخن کی تعریف و تحسین کرنی ہے۔ بیت

نہ نفس کلے و در بای گوہر دانش نہ عقل اول و استاد جوہر ثانی  
نوا آسمانوں سے جس آسمان کو حکما فلک اعظم کہتے ہیں جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
اوسکو عرض کیا اور فرمایا رب العرش العظیم اس فلک کو عقل بھی ہے اور نفس بھی ہے اسکی عقل کا  
نام عقل کل ہے اور قلم الہی بھی اسے کہتے ہیں اور اسے نفس کو نفس کل اور لوح محفوظ اسلیے کہ  
جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب اسمیں مصور اور منقوش ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے شروع  
پیدائش میں عقل اول پیدا کی اور اسنے دوسری عقل کو جسے جوہر ثانی کہتے ہیں اور بیت معنی  
ظاہر ہے یعنی مدوح البوالفتح اگرچہ نفس کل نہیں ہے مگر گوہر دانش کا دریا ہے اور کمال نفس  
کل کا اسے حاصل ہے اور ہر چند عقل اول نہیں ہے لیکن جوہر ثانی کا استاد ہے یعنی اسکو کمال

رتبہ عقل کا ہے واللہ اعلم۔ بیت

عداوش گہر بسیار مصلحتی عمارت کش باثر کبیابے روحانی

سیمایک علم ہے کہ علم نہ نجات بھی اسے کہتے ہیں اور اسمیں عجیب اور غریب صورتیں

نمودار ہوتی ہیں یعنی مدوح کی اگر کسی سے دشمنی کی صورت ہو دراصل مصالحت کا طلسم ہو کہ  
تعب اس سے ہوتا ہو گا یا کہ وہ محض ایک مصالحت کے واسطے ہوتی ہو اور مصطلعے میں یا اسے  
نسبت ہو اور مدوح کی عنایت میں کہیں اراہی کا سا اثر ہو پس دیکھنا چاہیے کہ وہ عنایت کس پر  
کی ہو۔ (از مترجم) مصطلعے میں یا اسے مہول تنکیر کی ہو تقابل کی ضرورت پاسے رحمانی کے

ساتھ نہیں ہو بہت

بجای دیو ملک اکند شیشہ اگر کسی غلوت خلقش کند پری خوانے  
اس بیت میں مدوح کے خلق کی تعریف ہو۔ قاعدہ مقرر ہو کہ پری خوانی سے ملنے عمل غمیت پڑے کہ  
دیو کو شیشہ میں بند کرتے ہیں اس بنا پر کہتا ہو کہ اگر کوئی اُس کے خلق کے مکان میں پری خوانی  
کرسے اُس محل کی نظرتے دیو کی جگہ فرشتے کو شیشہ میں بند کر دیتے  
سپہر گفت توالی کہ تو میں این کہ نیم براہ عجز برانم چنانکہ میرزا نے  
یعنی آسمان نے مدوح سے کہا کہ تو وہ ہو کہ تو ہی اور میں وہ ہوں جو ہوں اور کمال زبونی اور عاجزی  
میں ہوں یہ طرح جی پاتے میرے اور حکم رانی کہ محکوم ہوں۔ آیات  
زمانہ گفت فلک را گمے باید ابر مراتب کف جو کس زگو مر فشانے  
فرد کہ بیت کہ آری گمے کہ نفس فلک بعلم جو بر اول رسد ز گردانے  
زمانہ آسمان سے کہتے لگا کہ ایسا بھی کچھ ہو گا کہ اگر کو مدوح کے دست جو دکا درجہ کو مر فشانے  
حاصل ہوا آسمان نے رو کر جواب دیا کہ ہاں جو کہ نفس فلکی گردشیں کرتے کرتے جو بر اول  
علم کو پہنچے سو یہ محال ہو کہ نفس کل جو بر اول کے علم کو پہنچے پس یہ بھی محال ہو کہ ابراہیم  
جو دکو بخشش کی صفت میں پہنچے اور اس کو خلق الحمال بالمال کہتے ہیں

## قصیدہ در مدح میر ابو الفتح بہت

مرجا اسی اور بخش حسیض افتادگانا کہ تو در بازوی عصفت شہاں عطا  
یہ قصیدہ میر ابو الفتح کی مدح میں ہو۔ مرجا ایک لفظ ہوا ان الفاظ میں سے کہ شعر شروع کیا  
بیت میں لائے ہیں جیسے ز سے جبار ایک اور خوشاد وغیرہ اور اس کا لقب تاج شعر ہو اوتھے  
اُنکے خوشی باد اور حسیض افتادگان وہ لوگ کہ بہت میں پڑے ہوئے ہیں اور بیت کے  
معنی یہ ہیں کہ خوشی ہو آپ کو اوتنزل میں پڑے لوگوں کے بڑھانے چڑھانے والے کہ ایک

قوت سے چڑیا کا بازو عقاب کا کام کرتا ہو بہت

مجاہد اسی نوشداروی مزاج روزگار کرتا تو در کام دوست افنی غم العباب  
نوشدارو جاندار کے معنی میں ہے کہ با زہر کے موافق زہر کو دفع کرتا ہو ممدوح سے مخاطب ہو کر کہتا ہو کہ  
اسے مزاج زمانہ کے اعتدال جسم کے سائب کا لعاب جو بالکل زہر بلا لیل ہو دشمن کے منہ میں تر

سبب گزرا ہو - بہت

مجاہد اسی کر لیاقت یافت تجدید نزول آیت جاہت بدون نسخ چون آیت  
یافت فعل اور آیت جاہ فاعل ہو اسکا اور جاہ مشبہ اور آیت مشبہ باو لفظ چون آیت تشبیہ سے ہو اور نسخ کی  
جاہ او ممدوح کے حق میں سورہ الحمد کے ساتھ تشبیہ دی جس میں جڑبہ تجدید نزول بدون نسخ کیجئے  
برہ از آہوان مرتع جاہت حمل قرۃ از مرخ بیدر وضۃ قہر شہاب

اس بیت میں ممدوح کے جاہ اور قدر کی تعریف کرتا ہو جاہ کی صفت بلندی سے کی ہے یعنی تیز رفتاری  
بلندی کہ حمل جو ایک برج ہے بارہ بروج آسمان سے کہ فلک نامتہ ہو اور وہ چمکے گوسفند کی  
صورت ہے تیری چراگاہ کے ہر لون میں سے ایک چمکے ہو اور ترہ ساگ کو کہتے ہیں اور نسخ میں  
ایک قسم کی بیدری اٹھارہ قسم سے بید کے اور شہاب کہ مشہور ہے تیرے غضب کے بلخ کے منہ  
سے ساگ ہے - شہاب کے لیے سرخ بیدی قید خوب ہو اور ترہ سے اگر تیری مراد ہیں تو بخت  
خیمہ جاہت کا ونگناے لامکان در فضای قدر و مکیش طباب ندر طاب

اس بیت سے غرض یہ ہے کہ اسی ممدوح لامکان باوجود بلندی اور وسعت کے تیرے جاہ رنج و سع  
اجاہ کی تاب نہیں لاتا پس اپنے قدر کے میدان میں وہ خیمہ استاودہ کرے ہر جذبہ ظاہر ہو کہ  
نے بلندی کے اعتبار سے جاہ کو قدر میں ایک ہی شو کو طرف اور مظر و قرار دیا ہو اور فکر میں  
سمو صنف سے واقع ہو لیکن اس بیت کے حسن نسبت کے لیے قدر کو قدرت اور دشگاہ کے

معنی میں لینا چاہیے اور صنف کا ارادہ بھی اسی معنی کے قریب ہے بہت

رشتہ نورش می دیگر زمانہ بر زمین لیکہ دار و آفتابے رشک آیت چو آیت  
پہلے مصرع میں ضمیر میں آفتاب کی طرف تاجع ہے کہ اضمار قبل الذکر کے قبل سے ہو اور دوسرے

زمانہ بر زمین یعنی حیرت راے کے سامنے دم بھر سے زیادہ تر شہ ہے - بہت

چون در اید بہت مطلب شکافت درو تر زبانی چون ترنا خشک و دجوب

یعنی اگر تیری بہت مطلب کو پہنچنے والی سوال کرے یعنی یہ کہے کہ کون ہے جو مجھے مانگے سال



جس کا جی مانگنے سے نہیں بھرتا جواب میں خشک رہ جائے اور تیری بخشش دیکھ کر اس عطا کے قبول کا جواب  
 نہ دے سکے عالم سخون میں کلمہ تر زبانی یا سے تنہائی سے بجائے تر زبان سے لکھا ہو اور منہ سے اُس کے  
 سوال کر دین لگتے ہیں یعنی تر زبانی سے نہو سکے کہ قبول عطا کا جواب دے اور نسخہ اول اور غرضیات  
 آسمان از زیر پاست گوید ایو عالی مکان جو ہر کل ز آسانت گوید ایو عالی جناب  
 طوف کا خت کان خیال آید مراجع قبول سہو رایت کان محال مدد راجع آید  
 اس قطعہ کے دونوں بیت میں لف و نشر مرتب ہو اور منہ سے یہ ہیں کہ ایو مدد مرج آسمان تیرے بالا  
 کے نیچے کھڑا ہو کر کتا ہو کہ تیرے محل کے طواف کا خیال میرے لیے حج قبول ہو یعنی تیرے محل کے  
 طواف کا جو خیال کروں وہ خیال میرے واسطے حج قبول ہو قیاس کرنا چاہیے کہ عینہ طواف کا  
 کس قدر بڑا درجہ ہو گا اور عقل اول کہتی ہو کہ تیری رائے اگر بظرض محال سہو کرے تو وہ سہو میرے  
 واسطے رائے صواب ہو خیال کرنا چاہیے کہ رائے صواب کا مرتبہ کیا ہو گا اور کاف و دونوں صرف  
 بیت دوم سے گمان ہو کہ مقتضی بیان آئندہ ہو بلکہ اسی جملہ پر محدود ہو چمپورہ آیا اور ایسا اکثر  
 اور جو کاف نہو جیسا کہ بعض نسخوں میں ہو تب بھی منہ حاصل ہوتے ہیں۔ (از مقرر حم  
 تیسرے مصرعہ کے منہ بلند کو شراح علیہ الرحمۃ کا خیال نہیں ہو پوچھا اور معنی مشرق میں واقع ہونے میں  
 اول یہ کہ خیال کا لفظ از روئے ترکیب مصاف طوف نہیں ہو سکتا دوم یہ کہ لفظ خیال کا مقابلہ لفظ  
 محال سے ہو جو چوتھے مصرع میں ہو جاتا رہتا ہو پس میرے خیال میں تیسرے مصرع کے معنی کی  
 مصرع چوتھے مصرع کے مقابلے تلبا ہوا ہو یہ ہیں کہ ایو مدد مرج آسمان تیرے بالا خانہ کی زیر دیوار کھڑا  
 ہو کر کتا ہو کہ ایو عالی مقام تیرے محل کا طواف جو ایک خیال ہی خیال ہو اور بلند ہی کا سبب  
 حصول اس کا وقوع پذیر نہیں ہو میرے واسطے حج مقبول اور موجب شرف اور ثواب کی جگہ ہو  
 آفتاب از شوق پاؤست دل خود میزد تازہ بہ فرہ خشک آرد وزین رکاب  
 شوق کو دل اور جگر کا کھانا لازم ہو اور بیان دل کے کھانے سے مراد بیچ خالی کرنا مقصود ہو تو  
 آفتاب کا فرض کا ب کی شکل بن جائے بیت  
 دیدہ و حکمت شناس بی بعد ہری نیاز نقش این بر لوح شک و طرح آن سہل  
 یہ بیت چند آیات کے قطعہ میں واقع ہو اور قطعہ اس وقت کہا کہ حکیم ابوالفتح چندر وزیر بیمار ہی  
 سبب باہر نہیں آئے تھے اور بعض لوگوں نے عداوت سے خبر یہ اور ادا دی تھی کہ حکیم ابوالفتح  
 انحال ہو گئے۔ معنی یہ ہیں کہ دانا لوگ حکمت کو پہچانتے تھے اور جو کچھ وہ علم سے کہتے تھے اس کا

نفس تجھ کی لکیریں اسنو اور قابل عقلمن اور اندھا جو قیاس کا دسری غلط گو تھا اسواسطے کہ دہریہ  
 عالم کو قدیم کہتے ہیں اور یہ محض غلط ہو پس جمالت سے جو کچھ وہ کہتا ہے پانی کے سطح پر کھتا ہے  
 کہ نادرست اور ناپائیداری و اشارہ این و آن کا لفظ و نشر و تب کو جانتا ہے بہت  
 گیت خوانت زہرہ و قوال و مکس انت محل آبداریت اینسیان و خواست آفتاب  
 گیت ہندی زبان کا مشہور ہے فارسی نہیں ہے چونکہ ملا عری ملک ہندوستان میں بہت ہے  
 قصداً لفظ ہندی لائے۔

### قصیدہ و منقبت شیریں شمع ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

جہان بگشتم و در اکہ بیچ شہر و دیار نیافتم کہ فردشند بخت و دہانزار  
 یہ قصیدہ شیریں شمع ولایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں لکھا ہے اور تمہید  
 زمانے کی شکایت سے کی اور یہ جواب ہے قصیدہ کمال اصفہانی کا کہ اسی ردیف اور قافیہ  
 میں ہے اور مطلع اسکایہ ہے امید لذت عیش از مدار چرخ مدار ہے کہ در جہان کرم نیست  
 زاد می دیار ہے اور مطلع عرفی کے معنی ظاہر میں ہے  
 مرزا نہ طراز دست بستہ و تیغ زند بفرم و گوید کہ بان سری منجار  
 ظہار کے معنی شوخ اور طاعن یعنی بیباک دمانہ نے میر کے ہاتھ باندھے اور سر پر لوار مارا ہے  
 اور تکلیف دیتا ہے کہ سر کھلا اور ظاہر ہے کہ بندھے ہاتھ سے سر نہیں کھلایا جاسکتا ہے طریق طنز  
 یہی ہے۔ بہت

زمانہ مرد مصافت و من ساوہ دے کنتم چشمن تدبیر و ہم دفع مضار  
 اگر تدبیر و ہم میں اخلافت لایمی ہو تو وہم ساکن الاخر اور معنی یہ ہونگے کہ زمانہ مرد میدان ہو  
 میں جو قوتی سے اسکی مضرت کا دفع وہم کی تدبیر کے جوشن سے کرتا ہوں اور یہی دلیل غنی  
 کی ہے چونکہ وہم ایک شو باطل ہے تو اسکی تدبیر بھی قسم باطل سے ہوگی اور اگر وہم کو مصاف  
 دفع کا کون تو یہ معنی ہونگے کہ میں نادانی کے سبب تدبیر کے جوشن سے نقصان دوں گا  
 وہم کرتا ہوں اس صورت میں تدبیر کو ساکن الاخر پڑھنا چاہیے اور نصیر مراد ہے  
 اگر کرشمہ یار کم شد و اگر غم عشق نہ آفون نہ لہم بشنو نہ دے نہ نماز  
 کرشمہ یار سے وصال اور غم عشق سے فراق مراد ہے اور اپنی طبعی ہستی کا ذکر کرتا ہے کہ نہ میں اچھا

تجسس کہ دن اور نہ اس سے بناہ مانگن (از مترجم)۔ اس بیت میں یہ نسخہ بہتر ہو کہ اگر کثرت  
 و صلح کش و کرشم ہجر ہو اور ممکن ہو کہ غلط یا تحریف نہ بنون کلمن اور نہ اسے سمجھ کے ہر بیت  
 جواہر جو بخار و جہنم غارین۔ پلنگ ناخن گرد زمانہ خوشخوار  
 فعل بخار و لازم اور متعدی و دونوں قسم کا ہو اگر بیان متعدی کہیں زمانہ فاعل ہو گا اور اگر لازم  
 جواہر استکفا فاعل ہو کر لازم بہتر ہو کہ حسن معنی بیت زیادہ آسین ہو اور پلنگ ناخن صفت  
 زمانہ کی ہو اور بعض نسخوں میں خوشخوار کے بجائے عموار لکھا ہو اور زمانہ کو غموار کہنا بطریق  
 (از مترجم) بخار و فعل لازم اور غارین متعدی اس بیت میں بہتر ہو۔ بیت  
 و اگر طیب دہنا گواردار و روئے کند شیره دندان مار نوشگار  
 دوسرے مصرع میں کند فعل ہو فاعل اسکا زمانہ جواہر کی بیت میں مذکور ہو لینے باوجودیکہ  
 بدوائف دے زمانہ اسکو سانپ کے دانت کے شیرہ سے جزیر فاعل ہو گا اور اور خوش ذائقہ  
 کر دینا ہو حاصل یہ کہ ار داسنے کی دو ہلا میرے لیے طیار کرنا ہو بیت  
 و گزینہ بنائے کم شہ بائش بسی زلزلہ دریدہ ام حلاذخار  
 یعنی اگر آرام کے بچہ نے نہ ملنے سے رونی کا کلمہ بناؤں زمانہ زمین میں زلزلہ آتا ہو تاکہ وہ کاسٹے  
 میری آنکھ میں چھب جائیں۔ (از مترجم)۔ عموماً نسخہ لوتہ فارسی دیکھا گیا ہو اور لوتہ چھونے  
 و رخت کو کہتے ہیں یہ سمو کا تب ہو اور لوتہ خاک کا ٹھون کے جھاری سے مراد ہو  
 زورہ ہای پریشان شعل نورشان بخوہنے مد آسمان درو ستار  
 یہ بیت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ مقدسہ کی تعریف میں ہو اور پریشان  
 شعل صفت اور نور افشان صفت بعد صفت ہو اور ذرہ ہائے موصوف اور ستاروں کی مال  
 آسمان کی گردش بفرمال ہو اور اس مقام میں ذرہ ہا کے سبب تحقیق امر ثابت ہو۔ (از مترجم)  
 میرے نزدیک ذرہ ہا موصوف کی صفت اول پریشان اور شعل نور افشان میری صفت نہایت  
 خبار فروش و ترشس تاج خوش شست گرش ز جنبش سوری بلند گشت عباد  
 اس بیت میں مصنف اس روضہ کی بلندی میں مبالغہ کرتا ہو۔ ظاہر ہو کہ چوٹی کے چلنے سے  
 خبار نہیں اور سکتا اور بالغرض اگر غبار آئے تو وہ عرش پر گرتا ہو اس سے فرش عرش کی بلندی  
 تاج عرش کی نسبت خیال کر لی جاوے اس بیت میں استعراق نہایت خوب ہو  
 فلک شہیدہ خوشید از ہو گشت اگر عمارت افتد نہ مارکب زوار

یہ شعر اس موضع کی ارتفاع کے بیان میں جو کہ وہاں زیارت کرنے والے کی گہری گرمی کے واسطے  
اسکو نچ آفتاب کے ذریعہ سے ادھر چھوٹا ہوا لپک لپکا ہوا زمین پر زمین پر گرنے دیتا۔ زوہر نام  
صیغہ ہی سے زیارت کرنے والا بیت

ازین معاملہ خود منفعّل مباحث کہ تو بمور پردہ ہی از پای من بری رفتار  
یہاں سے پھر زلزلے کی طرف خطاب طنز کرنا ہے اور کتا ہے منفعّل مباحث یعنی شرم کی بات ہے کہ  
تو پردے جو ذلیل ترین حیوان ہے اور میرے ہاتھوں سے چلنے کی طاقت کو زائل کر کے حالانکہ میں  
اشرف مخلوقات ہوں بیت

نفت نویں حسد و در صحاح بیت بمعنی نفت اندک اور بسیار  
مصنف نے عرف معنی کی ہمت کی کہتا ہے جو بیت جتنے والی ہے اور صحاح بالکسر فرہنگ لغات ہے اور  
ترکیب میں صحاح کی اصناف جانب ہمت بیانی ہے (اصناف تشبیہی) یعنی اسکی ہمت کی  
فرہنگ میں اندک کا لفظ بسیار کے معنی میں لکھا ہے اہیات  
ز فیض خندہ لطفش کہ کیمیا اثرست بگاہ صیغہ قرین کہ ہمت صورت آثار  
حجم شاخ گلے از حدیث احسان بہشت مشیت خضی زنگینہ عصار

مصرع اول بیت دوم کا مضمون مصرع دوم بیت اول سے نسبت رکھتا ہے عقباتیلی جو  
تل وغیرہ سے تل نکالے اور شکنجہ وہ جو جسمین خیل کالین اور شست خس سے وہ فضلہ مراد ہے  
کہ تل نکالنے کے بعد تلون کا رہتا ہے اسے کجارہ فارسی میں اور کھلی مہدی میں کہتے ہیں اور  
صیغہ بفتح آواز ہے۔ داز مترجم مصرع اول بیت دوم کے مضمون کو مصرع اول سے  
نسبت اور دم کو دوم سے بطور لطف و تشریح کے اور تشریح کی عبارت میں جو بالعکس لکھا ہے  
غلطی کا تب ہوگی اور اگر وہ شاعر کا بیان ہو میں کو تکلف معنی ہون کر محاورہ اور بیان کلام اسکو نہیں

چاہتا (بیت)

فد چاہے طیش بر آفتاب سزد کہ نوز و متعدی گروہ آسید  
آفتاب کی تعریف گرائی کے ساتھ مصنف نے کی ہے اور گرائی جو کسی چیز پر گرے تو اسکو ہرکت  
کہہ دیتا ہے اس بنا پر مصنف کہتا ہے کہ اگر اسکی بردباری کا سایہ آفتاب پر پڑے تو جو اس سے  
نکلا زمین پر آتا ہے آئینہ کے نور کی مثال آئینہ سے تجاوز کرے اور از مترجم شاعر نے بیان  
معنی کے لیے تمہید جو قاعدہ لکھا ہے وہ گرائی جسمانی میں ہے اور علم صفت غیر جسمانی ہے اور

سوا اس کے تئید کے لحاظ سے صبح علم کی بھدی اور سنگم ہوئی جاتی ہے پس بیت کے معنی جس کا پتہ  
 علم ممدوح کے حق میں پسندیدہ اور آسان و مصنف کے شانایان شان ہوئے نزدیک ہے کہ تنبی اللغات  
 میں جو علم بالکسر استی و درباری و در عقبہ شدن و استی نمودن در عقوبت کسی انتہی معنی کہتا ہے  
 کہ ممدوح کا علم کامل اس درجہ کا ہو کہ اس علم کی پرچھائیں آفتاب کے جسم پر پڑ جائے تو اس کی استی اور  
 درباری کے اثر سے آفتاب میں یہ استی اور غیر متعدی ہونے کی خاصیت آجائے کہ اس کی وجہ سے  
 نور آفتاب جو آفتاب سے باہر نکلا زمین پر پڑتا تھا وہ آفتاب سے خارج نہو بلکہ نور اس کا اسی میں  
 رہے ہو جس طرح آئینہ کہ خود روشن ہو اور اپنی روشنی اور نور سے دوسرے کی صورت اپنے اندر  
 ہو کر نور اس کا کہیں آئینہ سے باہر نہیں جاتا اور یہ لطف معنی شمسہ شامع میں نہیں جس کا یہ حال ہے  
 کہ علم ممدوح کے سایہ کے بوجھ سے نور آفتاب ہی میں دب کر رہ جاتا جیسے کوئی چیز دوسرے کے  
 بوجھ سے دب کرنے میں حرکت ہو جائے اور نہ لسی اور دباؤ کے سبب اپنی جگہ سے

### جنبش نکرے بیت

جو مہر اسے تو دوسری م شمع و طالع شود ز فرط تنوع گوی صبح نگار  
 اس بیت میں ممدوح کی رائے روشن کی تعریف کرتا ہے اور اسے کو مہر کے ساتھ ذکر صبح کے  
 لیے مستعار کیا صاحب قاسوس اور صراح نے تنوع کے معنی تحقیق کیے ہیں تو تکلف کے  
 ساتھ کرنا اور صبح کا ذکر کرنا کہ آفتاب نکلنے کے مقابل رائے ممدوح کو ارادہ کیا اس طرح تاویل کرتے  
 ہیں کہ تو کا سبب ابتلا ہے اور رائے ممدوح کا آفتاب صبح کو نہایت درجہ روشن کرنا جو صبح کے  
 ابتلا کے سبب اس قدر قوی کی گلا اس کا چمیل گیا اور یہ بھی تاویل ہو سکتی ہے کہ بصورت نیری را  
 آفتاب صبح کے وقت نکلے صبح جو اپنے بیٹ میں آفتاب رکھتی ہے اس کی روشنی سے تنگائی کر  
 چاہتی ہے کہ تو کر کے باہر آدے اور آفتاب کا نکلنا صبح سے تو کرنے کے ساتھ بہت شایع ہے  
 کہ ان قصہ تراویذ بود کہ اگر جنبش کو سن رسانی رسد بقیفہ شکار  
 یعنی پہلی اسی کہ تراویذ کسی مقصود کے لیے عمل کرے خود مقصود تیرے پاس آجاتا ہے اور نہ کوش  
 اور قبضہ و شکار الفلا متنا سبب میں۔ ایات

عمل طراز فلک و مصالح کون فساد اگر نند بخلات مصالح نو مدار  
 نہ خراج از منہ مطابق حرکات نہ دخل حادثہ یابد موافق آثار  
 عمل طراز تصدی اور عمل طراز فلک سے جو باضافت لامی ہو نفس القدر مراد ہے کہ اس کو عقل فاعل کہتے ہیں

یا اضافت بیانی سے وہی فلک مقصود ہو اور دونوں صورت میں آسمان اگر تری مصاحبت کے خلاف گردش کرے زمانہ اسکی چال اور حرکت کے موافق نہوا و نثریمہ حادثہ خلافت آثار اسکی ہونے پر  
غبار صحن سدرای تو اوج ہفت فلک شگنج زلف سخا سے تو موج دریا بار

اس بیت کے پہلے مصرع سے دولت سراسرے موصوف کی بلند ی کا ارادہ کیا ہے اور دوسرے مصرع سے  
خیال اتصال مراد ہے سناوت کا کیا یعنی سات آسمان کو مکان کے صحن کے غبار سے اور دریا  
کو اسکی سناوت کی زلف کی چمن سے نسبت دی اور تقابل الفاظ کی رعایت بہت اچھی کی جیسے  
موج اور سخا تقابل اوج و سراسرے اور شگنج زلف مقابل غبار صحن اور شگنج مقابل موج صورت میں  
خوب ہے اور اسی طرح کئی بیت میں رعایت تقابل کی نسبت میں نہایت خوب کی ہے۔

ز شرم نور جمال تو آفتاب منور بہر جہت کہ رو بہست روی در دیوار  
رو سے رو دیوار محاورہ میں حیرانی کے معنی میں ہیں اور تحریر کے معنی میں بہت محل اور اس محل پر  
قصید شرم کا جملہ سے کیا اگر حیرت کے مقابل باندھا خوب ہو تو آفتاب موٹ سماعی ہو اور  
موٹ کا شرم سے رو دیوار ہو نہا نر اور ہو کر بیان یہ فکر محض کران ہے جب تک کہ شرم سے وہ  
پریش پادشہم بزمین و سرنگون و سرپائین کا موقع نہ پائیں تب تک رو دیوار زمین باندھتے  
جیسے کہ قصیدہ شرم گس میں باندھا ہے مصرعہ دلشست پای بر آرد و سر این زمان ز کس ہے اور اس  
قصیدہ میں بھی جسی رویت اندازہ ہو گا ہے بیت غریب المثل گرچہ طبع شرم حجت تو بر بائین  
جو صبر اندازد لیکن آفتاب کے واسطے رو دیوار باندھا خوب ہے اور آفتاب کی نسبت دیوار  
حکم دلشست اگر کہتی ہے از مہر خرم۔ شارح علیہ الرحمۃ کا اعتراض درست نہیں بہار غم مصطلحات  
کی جگہ بار میں ہے رو دیوار شستن کنایہ از جو بہ شستن خالص سے از سیکشی اور زلف و چشم نمودم

از بہر صحن روی دیوار شستم بہت

غبار شرم تو آرائش گلاہ خزان شعرا و لطیف تو افزائش جمال بہار  
یعنی اومد و جہان ترا خشم اور غضب ہے گلاہ خزان شکستہ ہوئی اور بہان تیری مہربانی ہے  
بہار نو سخن دلی (از مہر خرم)۔ کیا خوب شرح ہوئی ہے بہت

محیط برکت جو تو کردہ موج خدا سپہر سپہر جاہ تو کردہ اوج خنار  
یعنی نورانی لہر موجی دینے والی ہے اسکو دریا نے تیرے موتی بخشے والے ہاتھ پر قصد کیا  
اور موج کو ساکن الاخر پر ہنا چاہیے کہ ترکیب میں محیط فاعل اور موج مفعول ہے اور خدا مفعول

ثانی جو اور تعریفی ظاہر ہو اور مصرع ثانی بھی ترکیب برتقابل میں مثل مصرع اول ہویت  
چگونہ پائی کم آرم ز آسمان حسد کہ بر در تو بود و دانش بسر رفتار  
پاسے کم آوردن از کے کوتاہی کرنی کسی شخص سے جو یعنی ہر گاہ تیرے دروازے پر آسمان سے  
بل چلتا ہو تو میں اس کام میں آسمان سے کس طرح کوتاہی کروں اور ہو سکتا ہو کہ اس طرح تقریر کروں  
کہ جس حالت میں تیرے دروازہ پر سر کے بل رفتار کرتا ہوں کس طرح کوتاہی کروں یا توں کہ  
زور سے بھی نہ حاضر ہوں اس واسطے کہ ادب مقتضی اسکا تھا کہ آسمان کی طرح میں بھی سر کے  
بل ہو چٹا اگر وہ نہو سکے تو اس سے تساہل نہیں کر سکتا۔ بیت  
بکینہ او کہ تعجب نشد گر انما یہ + از نیکہ کرد ز درکش بنی بجز آقرار  
بکینہ میں باسے قسمیہ ہوا وریان اپنے دعا کے تصدیق کے لیے قسمیں لکھانی شروع کیں اور  
مصرع اول کا حرف بیان ہو اور بہترین اسکا وہ موصوف ہو جسکی صفت بیان کی اور ضمیر او کا مرجع  
وہی موصوف ہو اور معنی یہ کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود کمال معرفت حقیقت انور کی  
دریافت سے عجز اور قصور کا اقرار کیا تعجب زیادہ نہوا۔ بیت  
بغشوق او کہ بہ پهلوی جان نشاندرد رغشوق او کہ بیازوے دل فرستکار  
عشق مرتبہ دینے والا ایک ایسا کامل واقف کاری کہ درو کے لیے پہلوے جان کے سوا اور  
بلند مقام نہیں دیکھا اور شوق قوت بخشنے والا بھی ایسا زبردست جو ہر ہو کہ ہر عرض ناتوان  
قائم باغیر کو طاقت قیام مقبہ کے دیتا ہو خصوصاً شوق جناب الہی کا جسکی قسم کھائی اور ہر جذبہ  
دل ایک جو ہر قائم بالذات ہو مگر شوق الہی کے مقابلہ میں قیام طلب ہویت  
بسیار علم مصطفیٰ دران عصر کہ آفتاب شود دم علاقہ دستار  
اس بیت کے معنی یہ کہو سکتے ہیں کہ علاقہ اصل لغت میں ترازو کی رسی کو کہتے ہیں جس سے  
تک بانہ جتنے بیابان برطوطہ اور بیج دستار کے معنی میں ہو یعنی علم محمدی کے سایہ کی قسم ہو کہ  
جب حشر میں کھڑا ہوگا اور لوگوں کے سر کا بھیجا آفتاب کی شدت گرمی سے جوں کا پتھر وہ علم  
پناہ بخشگا اور دم کھانا دستار کا جو کسی حدود کے سبب سے ہوتا ہو ارادہ ادا ہی ہو کہتے ہیں  
کہ قیامت کے دن سورج نیچے اتر آئیگا کہ آدمیوں کی سر سے ایک قد آدم فرق ہوگا اور ہر  
ادعا اسکی پرستی کی ستار سے ظاہر کی اور بعضے نسخ میں خم کے بجائے ہم اور کنز کے بجائے کاف  
بیان کا دیکھا گیا اس صورت میں معنی صاف اور اول سے بہتر ہیں اور او کا زیادہ آفتاب کے

اُترانے کا باقی ہو اور بعض ادعا سے ہو اور جو ادعا کہ پہلے نسخہ میں ہو وقوع کی طرف مائل ہو  
اور اگر نسخہ کزن کا نسخہ ہم کے ساتھ لیا جائے تو ہم علمائے دین دستار سے دستار مردم نہ لے سکتے ہیں  
بلکہ دستار علم یعنی سائر علم مصطفیٰ کی سونگندہ اس میدان میں نصب ہوا اور آفتاب سے ہم  
علاقہ اس صورت میں گویا علم محمدی ایک بجائے آفتاب کے نزول کا ہو۔ ہر چند متعدد نسخے  
متعدد نسخوں کی وجہ سے لکھے گئے تب بھی ہر ایک کا تفاوت ظاہر ہو گا۔

بسلسلہ یازدہ عقدی کزان مولود علی است ابرہطرد و تبول دریا بار  
گیارہ موتی کی لڑی ہیں کہ گیارہ ائمہ اطہار ہیں رضوان اللہ علیہم اور نام انکے مشہور ہیں اور ہر عقد  
اسکے مثل واسطہ عقد اور امام تسبیح ذات بابر کات حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دو لکھو سے  
مراد ایمین مضمون ہیں انکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابراہنہ یعنی والد بزرگ ہیں اور تبول یعنی  
حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا دونوں موتی کے لیے دریا بار اسی مادر مہربان ہیں۔ اور وجہ تسمیہ  
تبول کی یہ کہ تبول اصل لغت میں سے کہتے ہیں جنھیں سکونہ آوے اور دامن عصمت حضرت فاطمہ الزہرا رضی  
اللہ عنہا کا اس بنجاست سے پاک اور مطہر تھا لیکن کلام مصنف میں گیارہ کا عدد مخصوص ہوا اور  
شرح میں بارہ کی تاویل تکلیف سے ہوئی اور از مترجم۔ کل ائمہ اطہار بارہ ہیں انھیں سے ایک تہ لکھو  
حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں اور باقی گیارہ امام انکی اولاد ہیں اور دو لکھو سے مراد  
والدین ایمین یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جبکہ  
ایک امام اول کی شمار دو لکھو یعنی والدین میں آگئی تو گیارہ امام اولاد انکی رہ گئی جسکی تعداد دلی  
طرف مصنف نے یازدہ عقد سے اشارہ کیا شارح نے جو دو لکھو سے حضرت امام حسن اور امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما را دلی سہو کیا ہو اور اسی کے سبب انہیں نزدیک تاویل سے گیارہ امام کی بارہ  
امام قائم کرنے میں ترجیح بیت کا یہ ہو کہ قسم ہو گیارہ اماموں کے ہر ایک کی جو ان دو لکھو یعنی حضرت علی  
مرتضیٰ و فاطمہ الزہرا علیہما السلام سے پیدا ہوتے علی ابراہنہ ہیں اور تبول یعنی جناب سیدہ

دریا بار ہیں۔ - بیت

بطائر ارنی سنج نے اثر نغمہ بلن ترانی ہندوق فردہ ویدار

طائر ارنی سنج سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور طائر کو موصوف ارنی سنج صفت اور  
اضافت توصیفی اور نے اثر نغمہ صفت ارنی سنج کی جو یا صفت طائر کی غرض دونوں کی نسبت  
اسے ہو اور اضافت معنی ان ترانی کے ہندوق کی طرف بھی توصیفی ہو چونکہ ہندوق کا کلمہ نہ لکھا ہے



دیکر کا مقفیٰ جو اس واسطے لن ترانی ہزدوق کے ساتھ مردہ ویدار حق کیا گیا اس واسطے کہ سچی طلب کے  
عشق کے سامنے حیرت مانع ویدار عیاد باقی معنی بیت سے ظاہر ہیں (از مترجم)۔ لن ترانی جملہ  
مگر شہرت کے سبب حکم لفظ مفرد کا لکھا ہو جیسے تابلہ شر ایک شخص کا نام ہو گیا تھا اور اس واسطے  
وہ جملہ مضاف کہا جاسکتا ہے یعنی اُسکے جو تاج نے نیال کے بہت

نبوش فوش نذیم صبور مستان بکا و کا و کلب طبیعت تیشیار  
معنی مستون کے میخواری سحر کے ہنشین کی قسم جو شراب پلانے کی تکلیف اور تواضع میں فوش  
کنا جو اور کراہیت کا کید اور پوشیاری کی کبھی کی کاوش کی قسم جو اس واسطے کہ طبیعت پوشیا کا لقا  
یہ ہو کہ جو چیز ہو اسکی کاوش اور تیشیق کی طرف متوجہ ہو جاتی ہو اور بعض نسخوں میں نذیم کی جگہ بنید ہو  
اور یہ نسخہ مقابل کلب کہ مسیح ہو نہایت خوب بہت

نغم فروشی آسودگان شکوہ طراز بنار دروے پتر مردگان شکر گذار  
آرام کی بندہ شکوہ تراشے والون کی غم فروشی کی قسم جو اور غم فروشی سے مراد اظہار غم ہے یعنی جو  
لوگ کہ آرام میں سے گزرتے تین اور گلہ کرنے کا شیوہ اختیار کر کے غم ظاہر کرتے ہیں اور مرزا  
ہوئے شکر گذار دن کی شکفتہ رولی کی قسم جو اسی کی حالت میں اور شکر سے پیشانی نشاد ہیں  
جستی کہ کند جذب طبع ارف مور بشہوئے کہ زند فال بوسہ بربار  
معنی یہ ہیں کہ اگر کہنے لوگ اور خصوص جانور چوٹی کے منہ سے دانہ چھین لیتے ہیں اور بوسہ  
فال یہ ہو کہ بوسہ کا مزہ خیال میں لاتے ہیں بہت

بہو مندی آن سایہ خفت نخل حیات کہ دیدہ باز کردار کشا کش منشار  
اس بیت میں اشارہ ہے حضرت زکریا علیہ السلام کے قصے کی طرف کہ البیہار کا فروں کے  
خوف سے درخت سے پناہ لگی اور اسے سونٹے میں جکڑ دی اور چھاپا لکھنے کے شیطان ملعون کے  
بتلانے سے لوہے کا آسانا درخت کو حضرت زکریا علیہ السلام سمیت کاٹ دو کر کے ڈالا  
چنانچہ کتب قصص میں شرح لکھا ہے بیان اُس قصہ کی طبع ہے کہ زکریا علیہ السلام سے غرض نہیں اور  
سایہ خفت محاورہ میں اُس شخص کو کہتے ہیں کہ سایہ میں سویا ہوا اور خواب در زیر نخل حیات  
نہایت درجہ کی غفلت ہے کہ وہ بھی خواب ہو اور نظیر سایہ خفت حیات نخل کے ساتھ  
استعارہ کیا ہو اور منشار کے معنی ارا جس سے لکڑی چیرتے ہیں۔ سو گند اُس شخص کے  
بہر شیاری کی لکھا ہے کہ جو زندگی کے درخت تلے سایہ میں سویا ہوا ہے یعنی جسے کامزہ

اسے حاصل ہو اور آپ کی کھنٹی سے انکھ نہیں کھولتا اور اگر کوئی شیشہ کرے کہ یہ ارادہ خلاف ملکیت کرے  
 کیونکہ سونا آدمی اپنی زندگی سے آگاہ ہو پس ظاہر ہو کہ اپنی زندگی زراصل ہونے پر سطح و ا  
 نگوگا اور انکھ نہ کھولنا جان کے جانے پر خواب بخود ہی ہو نہ ہوشیاری۔ وہ شبہ ممکن ہو کہ  
 اس طرح دور کیا جائے کہ اگر آگاہ محبت کے سونے والے شدت سے سہو محو رہتے ہیں ایسی  
 چیزوں میں اپنے سے آگاہ ہیں اور بخود ہی محبت میں کمال ہوشیاری ہو جیسا کہ مولوی مخدوم  
 قول ہے در طریق عشق بیداری بہت + باخود ہی تو ایک مجنون بخود مست بہت  
 رنگہ گیری ناموس و سنائی طبع بلب گزیران افسوس خویشین نیر

بیت کے معنی از بوسے ترکیب یہ ہیں کہ نکتہ گیری کی اضافت ناموس کی طرف اضافت لامی ہو اور  
 نکتہ گیری کو ناموس کا فعل کہہ سکتے ہیں اور ناموس کی اضافت روستائی طبع کی طرف بھی لامی ہو اور روستائی  
 طبع وہ شخص ہو کہ روستا یا نہ طبیعت رنگہ ہو یعنی جو شخص کہ روستائی طبع ہو اس کے ناموس کا کا نکتہ گیری ہو اور  
 دوسرے مصرع کی ترکیب اول مصرع کے مطابق ہو یعنی جو شخص کہ اپنی ذات سے بیزار ہو ہمیشہ کے افسوس کی ہفت  
 اس کا کام ہو نہ کھ کا پچانا ہو والسا افسوس۔ بیت

بروئے کہ بود ہم طویا بر غنما بحر سے کہ بود ہم فہم قبیلہ اسرار  
 قسم مردمی کی کہ مردت اور قوت کے معنی ہیں اور وہ بھی عالم سے عدم کا حکم رکھتی ہو یعنی معدوم  
 اور محرم کی قسم ہو کہ اسرار کے قبیلہ سے یعنی پوشیدہ اور الوپ ہو۔ بیت  
 بگرم جسے من در نظارہ منے بشر مکینے من در افادہ اشعار  
 یعنی لوگوں کو شعروں سے مستفید اور متمتع کرنا کون فضیلت ہو اس واسطے کہتا ہو کہ مجھے اس سے  
 شرم ہو۔ بیت

بکان کسب کہ زاید نام بذل دم نشان نصب کہ دوزد و دوش غل غلا  
 کسب معاش کی معدن کی قسم ہو کہ پیشہ و صنعت سے پیسہ لانا ہو اور محبت کے باعث بخشیدنا ہو  
 اور تفری کے غرت کی قسم ہو کہ بیکاری اور معزولی کے شانہ پر غیار کا بار چرستیا ہو غیار ایک  
 زرد رنگ کا کپڑا ہو کہ یہودی اور نغزانی اپنی پوشاک میں لگاتے ہیں اور اس سے پہچان پونے  
 ہیں پس بیکاری مقابل نصب کے کفر کی علامت ہو یعنی ہمیشہ ذلیل ہو۔ بیت

بآستین کلیم و درجہ شرف آستان کریم و نذر کہ اور ار  
 اور پیم شرف رابطہ عارفانہ کے اسلئے سے صفت بیان ہو کہ آستین کلیم کا درجہ شرف ہو نا ظاہر ہو اور

نئی بخشش متعین پر کرنا ہے آسانہ اسکا پذیرہ اور راجی اور ادارہ یعنی انعام تحقیق ہوا ہے اور نصیحتوں  
میں بجائے کلیم کریاں اور بجائے کریم نیکان درج ہے اس تقدیر پر درپیش شوق بل کہ آئینہ کریاں  
سے اور ترکیب دوسرے صرح کی بھی اسی طرح جو اپنے سوگند سنی لوگوں کے آئینہ کی کہ مشرق  
کی کھر کی جو اپنے ہر صرح کو اس سے بخشش کا آفتاب نکلتا ہے اور سوگند ہوا آستانہ خلیان کی کہ ادارہ  
لینے والی جو اپنے سوم لوگ پست ہمتی سے گوشہ قبول کیے ہوئے ہیں کہ وہ وظیفہ لینے کا وسیلہ

بخشش کرنے والوں سے ہر ہمت

بعضہ وادون شوق و آبتن ہو بہتاری توفیق و نیک ادون کار  
آبتن ہستن اس کے طوفان عافیت نکلتا ہے اسکو تہ شوق کے ظاہر کرنے کا کنا چاہیے ہے  
شوق کے اظہار کا جو غرض اظہار سے ناامیدی کا دور کرنا ہے اور ترکیب کی رو سے دوسرے  
صرح کے لئے پہلے صرح کے منہ کے وضع پر جو اور دونوں قسم کا حل کرنا بھی بہت سیاق ہے۔ ہمت  
بطلت سکناات و بکوشش حرکات بغیر حسناات و بخشش اذکار  
ظاہر ہے کہ سکون کو مرتبہ درنگ کا ہے اور حرکت کو منصب کوشش اور نیک اعمال عزت سے متنا

ہیں اور ذکر و بخشش سے مناسب ہے۔ ہمت

بانبساط مکان و بامیاز ہمت باختلاط میان و باحتراز نہ کنار

مصنف انبساط کی قسم کھاتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ انبساط مکان میں ہے اور مکان حاصل جہات اور  
کی نسبت منبسط ہے اور جہت ایک طرف معین ہے اور مکان کی نسبت اس میں تیز ہو لہذا مصنف  
قسم کھاتا ہے انبساط اس جہت کی جو محدود اور معین ہے اور اہل حقیقت و مجاز جہت کی تیز خو کے طیار  
اور صریح دوم میں قسم اختلاط در میان کی اس وجہ سے ہے کہ ارباب وصال پر اختلاط میان ظاہر ہے  
اور قسم احتراز نہ کنار کی اسلئے پسند کی کہ کنار کو بخشش کے قبول کرنے اور اگر کرنی سے پوری ہمت  
ہم اور خصوصیت احتراز نہ کنار سے اصحاب ہمت پر بھی بخوبی روشن ہے اور چونکہ ایک رول  
بمخبر کہ نہ لین ہر چند مناسب میان سے بعید ہو تا ہے احتراز سے بہت نزدیک ہے کہ خود کنار نہ  
بچنے احتراز ہے احتمال ہے کہ میان سے مخفی اسطوادہ کریں کہ اختلاط وسط کا اطراف سے نمایاں ہے

اور جو بھی قسم میں اضافت مصدقہ فاعل کی طرف ہے ہمت

بعیش زبرہ چلے بدردنا کہ من بغیض مسدود کی زگرہ کو چوڑ  
زہر چنگ نواز کے عیش کی قسم ہے کہ وہ عیش زبرہ کا میرے مال کا درد ہے اور میرے مال کا

قسم ہے کہ دھرم ترک نہ کرے یا اس کے کوہ کی گرو سے ہو اور بعضے نسخوں میں یہاں زکر کے بعد ہو  
 جس میں بائیں قسمیہ کی انکو جدا جدا قسمیہ کہنا چاہیے اس تقدیر میں تمام بیت کے اندر چاروں  
 جملہ قسمیہ ہو سکتے ہیں۔ **بیت**

و بخل وعدہ تراش و قناعت عیار  
 بصدق تنگ معاش خوشامد جبار  
 وعدہ تراشیدن بمعنی وعدہ کرنے کے ہو اور بخل کے لازم سے ہو اور عیاش ترکیت میں  
 قناعت کی صفت ہو اور قناعت چونکہ کم و بیش کی فکر سے آسودہ ہو عیاش اسے کہنا شایان  
 اور لازم ہو راست گوئی تنگ معاش ہو اور جبار صیغہ مبالغہ کا بہشتیہ جو سے سے اس کے  
 ہیں کھینچنا اور مبالغہ کا حاصل کرنا غیر سے خوشامد کا کام ہو ممکن ہو کہ بخل اور ہمد اور راستی اور  
 خوشامد چاروں کو موصوف مضاف کہیں صفت کی طرف نہ لے کر آئندہ ایسا نہیں بھی  
 قصد کیا اور احتمال ہے کہ چاروں کو صفت کہیں کہ موصوف پر مقدم ہوں و لون کرکیت تانی ہوتی  
 براغ پہلو سے بیمار متنع حرکت بدروزانوی جو یا می منقطع رفتار

و رافع پہلو اور پہلوئی بیمارین اضافت لایمی ہو اور متنع حرکت مرکب بیمار کی صفت ہو اور رافعت  
 بیمار کی متنع حرکت کی طرف اضافت موصوف جانب صفت کی ہو اور مصرع ثانی کی ترکیب  
 موافق مصرع اول کے اور فقرہ معنی ظاہر ہے۔ **بیت**

بشکفتن امر و زو غنچ کشتن  
 بزوشہ خن اسال و نام بردن  
 جو چیز کو وجود لعل کی کاشت یعنی ہو اور جو کہ گزری ہوئی گلہ کے پردہ میں پوشیدہ ہوئی غنچ کا حکم  
 حاصل ہو ایسے آج وجود کے اعتبار سے شکفتہ ہو اور گزری ہوئی گلہ عدم کے لحاظ سے غنچ  
 ہو گئی اور اسال کہ ہر ایک میوہ بہار پر ہو گو یا تو شہ کو غنچہ گزرا ہو اور ہر سال یا اسے جاتا ہو گو یا نام اپنا  
 لے جاتا ہو والد اعلم۔ از امر و زو غنچ۔ بعضے نسخوں میں نام بردن بار ہو اور کوئی نسخہ موزون اور  
 خوش آئندہ نہیں ہے اگر گویا نام لے کے بار ہو تو سب سے بہتر جو بیٹے پارسا نے جو کہ کچھ کا وہ گھیر لیا  
 میں بانٹے لے جاتا ہو اور در حقیقت جسے جو کچھ کیا وہ بار اسکا اپنے سر پر یا اپنے ساتھ لیکر لے لیا  
 کسی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ **بیت**

کذب نہ پھر و صدق آدمی ناز  
 بجمال نے آتش حق حبس بر کمال  
 چھوٹھ نفسہ سے آدمیوں کا ترک و مردود ہو تو گویا بن باب کا بیٹا لے ولد الحرام ہے کہ باب اسکا  
 لے کو معلوم نہیں اور صدق فی نفسہ نسخوں کی غلطی کا کہیں ہو گویا فرزند ابولہب ہے جو موجودات

شریف ترین ہے اور نے اثر ہونا جمل کا معلوم اور عقل کا جبریل آثار ہونا ظاہر ہے اور اضافت کذب  
 کی سنے پدر کی طرف توصیفی ہے اور اسی طرح اضافت صدق اور جمل اور عقل کی بہ نسبت  
 بہ نبل معرکہ گرو نفاق تو بر تو + بصیر کم سخن و شوق آتشین گفتار  
 نزل معرکہ گیر اور نفاق تو بر تو میں اضافت توصیفی ہے لیکن تو بر تو ایک صفت ہے کہ کثرت نفاق کو  
 مقتضی ہے بخلاف معرکہ گیر کے کہ وہ ایسی صفت ہے کہ اپنے موصوف کا فعل واقع ہوا ہے اور ترکیب  
 اور تقریر میر خاں ثانی ظاہر ہے۔ (از مترجم) - شارح علیہ الرحمۃ نے جا بجا کسرہ موصوف کو اضافت  
 توصیفی بیان کیا اصل یہ کہ اضافت ایک امر محض ہے اور علامت اسکی فارسی عبارت  
 میں کسرہ ہے جو مضاف کے حرف آخر کو ہوتا ہے اور یہ کسرہ لفظی خود اضافت نہیں بلکہ علامت اسکی ہے  
 پس جو کسرہ موصوف کے حرف آخر کو ہوتا ہے وہ ہضافت نہیں اور نہ علامت اضافت ہے بلکہ وہ  
 کسرہ علامت موصوف کی ہے جسکے بعد اسکے صفت واقع ہے اور اسکو کسرہ توصیفی کہنا چاہیے نہ  
 اضافت توصیفی)۔

### قصیدہ در حسن خود گفتہ بیت

گرد لب صحبت گل و سوسن در آرم دست چمن گرفتہ مشکین در آرم  
 یہ قصیدہ مصنف نے اپنا فخر یہ کیا ہے یعنی جو میں دل گل و سوسن کی صحبت کی طرف لایا  
 چمن جو گل و سوسن کا گھر ہے اسکا نام پڑا اپنے گھر کے آؤں یعنی چمن سے یار فروش کرم چمن  
 سے کہ دل اور ابھی اپنا فخر یہ اسے کہوں (از مترجم) ایک نسخہ مرہا سے دل کے بھی ہے  
 اور وہ موزون تر ہے بیت

گر طاعت حسنم کنم از خانقہ بدیر زار را بقیع بر بہمن در آرم  
 اپنی طاعت عبادت میں کیا کہ کرنا ہے کہ خانقاہ سے حکمران خانہ میں بت کی پرستش کروں  
 جنتیو جو بہمن کے مذہب کا متغایر باوجودیکہ بہمن بڑا جاری ہوتا ہے پھر بھی زار کو اس بر بہمن  
 طعنہ زن کروں کہ تو کیا بت پرستی کر گیا جو عرفی کرنا ہے بیت

شرم دروغین کہ زبان فصیح سا در گفتگو سے نطق تو الکن در آرم  
 اس بیت کے معنی مصنف کی نکست ذہن کو ظاہر کرتے ہیں اسواسطے کہ جہاں اپنے فخر کی  
 لاف زنی کر رہا تھا اور مخاطب سے کچھ سرکار نہ تھا اور نصیحت سے رجوع بخلاف کی جو کچھ

مخاطب پہلے کسی کو نہیں گردانا جہول ہو اور بجز معشوق کے دوسرے کو مخاطب نہیں کر سکتے اور  
بیت کے ضمن میں کہ تیری گویائی کے مقابل میری زبان فصیح لکنت دار جوئی پس قصد نہیں  
مجوئے ہو لانا مناسب کہ میرے جھوٹے کی شرم بھی کو ہو اور میری طرف تو جو کچھ  
صد پر وہ مصالحت بہیکے راز برقم ترسم کہ شک بخاطر کو دن در آورم  
صالح کے سو پر دے گا ایک مجید پر ڈالنا نہایت درجہ مجید کا چھپانا ہو اور اخفا کا اختیار کرنا  
سو اسطے ہو کہ مبادا اسکے اظہار میں کو دن آدمی شک کو دن اور غمی کے سبب اسکے غم کو

نہ پہنچیں، والعدا علم بالعدوب بیت

آئینہ اصالت و خورشید کان شود ابرو نہ گزرت کہ نختن در آورم  
وہ لطف آفتاب سے کہان کی شکم میں پیدا ہوتا ہو اسوا سٹے مصنف کہتا ہو کہ جو سخن کہ میں  
متا ہوں اسو جسے کہ گوہر کا سخن میں ہوں آفتاب اور مکان کی اصالت کو ظاہر کرنا ہو اس  
سمجھا تا ہو کہ یہ سخن کس کان کی پیدائش ہو۔

### قصیدہ در مضامین مختلفہ و نیز در تفاخر بیت

الوداع از من زردی کش ہوئی تو کاینک خویش ہوئے سے زبان مٹم  
یہ قصیدہ کہ دو مطلع کا ہو اس میں ہر طرح کے مختلف مضامین شامل ہیں اسوا سٹے کہ بعض متون  
میں مواعظ اور بعض میں تفاخر اور بعض میں مدح ہو بہت خوب کہا ہو اور زبان زار کو  
کچھ میں جو متون کی عبادت کرتا ہو یعنی ام احباب حضرت ہو میری جو دوست کا مدح ہو  
اسوا سٹے کہ راسیون کی شراب کی خوشبو سے میں بخود ہو گیا اور زبان کی شراب سے  
انشاء اسکا کفر ہو شراب محبت کی مراد ہو اسوا سٹے کہ عشق کا کھلا سلام بانی تبر سے ہو بیت

در ہمدوشن و بلا بر اثر دغم دریش تا براحت کدہ تسلیم بدینان نتم  
تسلیم کا مقصود ہے کہ شہر نامرغوب بر اختیار سے راضی ہو بیت کے ضمن میں کہ تسلیم کی  
راحت گاہ تک میں کیا تو درد و بلا دغم میرے ہم سفر تھے۔ بیت  
تاعد دشت محبت کہ قیامت گاہ پیش روست غم دل زد کدھ چنان نتم

ہر دو عربی میں پیچھے کو کہتے ہیں صیغہ اسم الہ ہو اور وہ آرام کی خبر ہو یعنی میرے محبت کی  
نہ جد تک کہ وہ قیامت گاہ کی انتہا ہو یعنی ہلاکت اور آشوب کا مقام ہو اور دل کا غم

مقام کا مسند نشین ہو اور ہو سکتا ہو کہ قیامت گاہ سے دروازہ قیامت ارادہ کیا جاے بہر حال جنگل کے وسعت کی نظر سے کہتا ہو کہ جہان تک کہ محبت مثنی ہو غم دل کے آگے آگے نکلیا یا مور چھللاتا ہوا مین گیا یعنی غرت کے ساتھ لکھا اس واسطے کہ مور چھللاتے کسی کے ساتھ جانا اعزاز کرنا اُسکا ہو بیت

کس غنا کی گشت ورنہ من انیت حرام تا در مینگدہ در سایہ ایمان فرستم  
عنان گیر فزاحم کو کہتے ہیں اور عنان گیری یعنی باگ کا پکڑنا دو طرح پر ہو اول فراحت اُسکی کسی چیز کے تقاضے سے ہو دوم باگ تمام کر کسی کے ساتھ تھا اور خواہش سے جانا بر تقدیر اول سے  
مئے ہونگے کہ میرا فزاحم کوئی نہ اور نہ میرے ہاتھ سے ایمان نہ جانا اور بر تقدیر دوم کوئی میرے ساتھ نہ ورنہ حال یہ ہو کہ مین کو یہ ایمان کچھ نہیں تھا تک کہ بیت

من کجا شکست و در قبولم ز نجبا نیک رفتم کہ نہ کہ و نہ مسلمان رفتم  
یعنی مین کہاں اور دو قبول میری کہ مظلون یا متفقین ہو کہاں شکست ہو کہ مین خوب گیا کہ اور مسلمان سے  
بری کیا اس واسطے کہ اور مسلمان جو ہوتے رد او قبول کے جھگڑے مین پڑے مین اور مین بان ہو چاہوں کہ رد او قبول کو وہاں داخل نہیں ہو۔ بیت

صفیہ یغ از ان نسو اخلست کہ دور تیش خون سیاہ غم الوان رفتم  
از روے ترکیب صفیہ کی اضافت شیعہ کی طرف اضافت لامی ہو اور از ان مفعول لہ ہو یعنی میری  
تلوار کا رخ اس سب سے بہشت کی تصویر نکلیا ہو کہ مین رنگ بزرگ کے غم کی سیاہ رجھا  
مارنے گیا تھا یعنی غم کی خونریزی نے بہت کی ہو اور بہشت باعتبار الوان اور بوقلمون کے  
رنگین ہو اور مراد غم کے غم دنیا ہو کہ قتل اور شجون کے قابل ہو نہ غم دین کا۔ بیت

نوریشانی صبح طلسم لیکست سود کہ غم آئینہ ترا ز شام غم نہ بیان رفتم  
نوریشانی اوریشانی صبح میں فائزین لامی ہیں اور صبح کی اضافت جانب طرب اضافت عام کی ہو جا  
کی طرف اور خلاصہ معنی یہ کہ بیان سے جدا بیات اپنے اصل کیفیت کے تبدیل ہونے مین لکھا ہو  
کہ مین بیشتر خوشی کی چہرہ کا روشن کرنے والا انتخاب شام غم بیان سے تیرہ تر ہو گیا اور شام غم  
راہ افلاس سے نہایت غم آگاہ ہو۔ از مترجم اضافت لو کی جانب پیشانی وہی اضافت لامی  
ہو جو شمع مین ہو اور پیشانی صبح مین اضافت تشبہی نہ لامی جو شمع نے لکھی اور صبح طرب مین  
اضافت باطنی لا بہت ہو نہ اضافت عام جانب خاص جیسا کہ شاعر نے خیال کیا اور علم نحو

مین اسکے مثال درخت سوسن اور روز شنبہ جو حسین مصنف الیہ ایک فرد مصنف کا ہوتا ہے اور  
شام غریب اور شام غریبان شام مسافران کہ درخت ناک ہوتی ہے خصوصاً مفلسی میں جیسا کہ باعجم  
میں ہے نہ وہ معانی کہ شارح علیہ الرحمۃ نے لکھے ہیں بہت

بازوی ہمت آن روز جو ہمت بگلت کہ تابیدن سپہ نیر مجاہد فرستم  
ارباب ہمت کے نزدیک دنیا کی طلب طالب کی قدر کو زائل کرتی ہے اس واسطے مصنف  
کتا ہے کہ میری ہمت کا بازو قیمت کی مثال ٹوٹ گیا جس وقت کہ زور انسانی کے لیے خیر  
مہربان کا پھرنا میں نے جاہ لینے اسکا میں طالب ہوا مر جان ایک جو بہرہ کی مرتبہ معدنیات  
کے کنارہ افق کو پہونکر مرتبہ نباتات کی بدایت کو پہونچا اس واسطے کہ نمواسکو لازم ہوا اور  
شاخیں اسکی پیدا ہوئی ہیں اس واسطے سپریم کی نسبت اس سے مناسب ہے اور وہ دریا بہر  
سینچے کی صورت پیدا ہوتا ہے۔ بہت

منم آن ہیکل روحانی اندیشہ غذا کہ در آب زدم بر اثران فرستم  
اندیشہ غذا ہیکل روحانی کی ہے اور کاف ہے اس بات کے بیان کے لیے کہ ہیکل روحانی  
نے رجوع بلندی سے پستی کی طرف کی یعنی پیشتر میں ہیکل روحانی تھا کہ غذا میری اندیشہ  
تھا اور مادی غذاؤں سے جو کہ جسم کو لازم ہیں اور تہرارون لوٹ آسمین تھے منور اور مبرا تھا  
اب روئی ادنیائی کے خاطر میں رسوا تمام جہان میں ہوا ہوتی

منم آن شیر ختن صید کہ آموگسم کہ جو ہوشان لشکار ترسان فرستم  
ختن صید صفت شیر موصوف کی ہے اور کلہ آموگم صفت اور کاف بیان کا اسکے لیے کہ شیر  
انتقال اعلیٰ سے ادنیٰ درجے کی طرف کیا یعنی زمان سابق میں میں ایسا شیر تھا کہ ختن  
شکار گاہ میرا اور ہرن کا کٹر داخل میرا تھا اور اب جو ہون کی طرح شکار کی خواہش میں توشہ  
والون کے نیچے پھرتا ہوں یعنی مرتبہ اعلیٰ سے گر پڑا ہوں بہت

رفتم اندر بے مقصود ولی مجھ لنگ بر سر کوہ بقصد نہ تاجان فرستم  
ابھیج میں مصنف کی مراد اظہار ہے مقصد کے نہ یا سبب کا سبب کو تاجی عقل ہے اور مشہور ہے  
کہ جیتا چاند پر عاشق ہے جب چاند کامل ہوتا ہے چیتا اس کے پڑنے کے قصد سے بھاڑ کے چلے کر  
پڑھ جاتا ہے وہاں سے خیال کرتا ہے کہ قریب ہے یا تم آجائے اور جب قصد اسکے پڑنے کا ہے سو  
ہوتا ہے تو وہ زمین پر گرنا ہے اور مقصد کے حصول سے محروم جاتا ہے پس مصنف لکھا ہے کہ میں



مقصود کے پیچھے گر جیتے کی طرح کیا بیت

شب یلدا ای حیاتیتم بسر گوید بیت  
 کہ در آستانہ بیودہ بیابان ستم  
 شب یلدا باضافت توصیفی اور مجموعہ شب یلدا کی اضافت حیات کی طرف لائی (منین بکلمہ تشبیہی)  
 اور حیاتیتم میں اضافت لائی ہے یعنی میرے عمر کی اندھیری رات صبح کی طرف خطاب کر گئی ہے کہ  
 افسوس بیفائدہ قصہ کہانی میں آخر ہو گئی اور فضول آفتون کی برداشت میں حرف ہوئی اور جو  
 کام کرنا چاہتے تھے وہ میں نے نہیں کیا بیت

قصیدہ در مقبت امیر غالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چون گرد باد آہ زنا کم گشت عسلم  
 بر سبوق روزگار فشانہ غبار غم  
 یہ قصیدہ بھی تعارف میں امیر غالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہا ہے اور قصیدہ اسکی  
 عاشقانہ اٹھائی اور اس تمہید کو ضائع میں بھی داخل کرتے ہیں یعنی جب آہ کا گلو لایہ طالب ہے  
 نکلتا ہے زلف کے سر پر غم کی خاک اٹا تا ہے یعنی ایک عالم کو سرخ اور غم میں ڈالتا ہے۔ بیت  
 چون دل بجائی خویش بود کوئی بیہود  
 زین آشیانہ طائر آرام کردہ روم  
 چون بمعنی چگونہ آشیانہ سے جو مصرع دوم میں دل مراد ہے یعنی دل کو تسلی کس طرح ہو کہ اس سے  
 آرام جاتا رہا بیت

بخشد نیر ارشاد چشم ترا حیات  
 نعلت لطیفہ کہ برون آرد از عسلم  
 یعنی تیرا جان بخشے والا لب جو سخن تازہ عدم سے نکالے اور بیان عدم سے مراد وہیں نظر ملے گی تیری  
 چشم سفاک کے ہزاروں مقبول جان دیتا ہے بیت  
 کر دہر و دست سر خود اجل ز بیم  
 جانیکہ غمزدہ تو گشت خجستہ ستم  
 یعنی اجل جان کے خوف سے اپنا سر و دلون ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہے جس طرح اور لوگ کہ جان آہر سے  
 دھمکے ہوئے ہیں جان کہ تیرے خو خوار غمزدہ کا خیر میان سے باہر نکلتا ہے بیت  
 این طور مدحہ تو ذرا موشی و فسا  
 این طرز غمزدہ تو ہم آغوشی ستم  
 مدحہ میں ان اشارہ جو بیشک کت بشا الیہ کی موجود ہے اور اشارہ الیہ فرماؤ کہ ما اور ہم آغوشی ستم کو کتنا چاہتے

اور انہیں کو دوسرا اور غمزدہ کا بیان سمجھنا چاہیے اور ہر مصرع اپنی مبتدا و خبر پر مبنی ہے ہوتا ہے اور بعضی  
 عبارت زائد ہے اور بعضے نسخوں میں این طور کے بجائے ای طور اور این طری کی جگہ داسے طرز وضع

ہوا ہی اور کبھی قدر بہتر ہو کہ ہر مصرع ملاحدہ اپنی ابتدا اور خیر ہو یا ہر مصیبت  
از وعدہ کہ تو شوق بہ تشویش مبتلا و غشویہ تو فتنہ آشوب تہم  
یعنی تیرے وعدہ سے شوق رنج میں گرفتار ہو اس واسطے کہ تو وہ پورا نہیں کرتا اور تیرے عشق قتال سے  
فتنہ پر آشوب کی نعمت لگی ہوئی ہو یعنی جو آشوب کہ ظاہر ہو یا ہر تیرے ہی عشق کی بدولت ہو فتنہ مفتین

مذہب نام ہو۔ بیت  
ز اعجاز حسن تست کہ ملک فضا بخت  
بر فعل آتشین خط سبزت جو زور قلم  
ترکیب میں ز اعجاز حسن تست جو زور مقدم اپنی ابتدا پر کردہ ملک قضا بسوخت ہو اور یا بالعکس بھی  
ہو سکتا ہو اور میر اس مصرع کا مضمون مصرع ثانی میں جو شرط ہے اسکی جزا واقع ہوا اور معنی یہ ہیں کہ  
قضا کا قلم عدت نگار جو صورت غلطی کے شعلہ خرو صغیر پر آسانی سے لکھ سکتا ہو تیرے آتشین لب پر جو آگستے  
خط سبز یا آیت حسن کا ہی مخوف ہو کہ اسکا قلم چل گیا اور بسوخت ثبت کے بجائے سوخت منفی بھی  
کہہ سکتے ہیں یعنی قلم صلاحیت آگ پر لکھنے کی نہیں ہو تیرے حسن کی کرات ہو کہ تیرے خط کے لکھنے میں نقصا  
قلم نہیں چلا کر پہلے معنی بہترین۔ (از مقرر حم میرے نزدیک سے اس شعر بہتر ہو) بیت  
آن کا اسب النعم کر ز داؤد لطف او  
الکفید گوش از جبینہ نعمت نغم  
یعنی مدوح الیہ نعمت کا بختے والا ہو کہ اسکی لطف کے داؤد سے کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے  
(نہیں اضافت تشبیہی جو مطلق مراد ہو خصوص کے کان نے ہان کے سوا دوسرا گ نہیں سنا) بیت  
مشاطہ ولایش از آدوی کند  
ز اعجاز عیسوی کند آرایش صنم  
تیرے اسکی ولایت اگر بت تراشی کرے تو اعجاز عیسوی سے بت کو آراستہ کرے یعنی صورت  
بیجان میں جان دالہ دی اور باریکی اس میں یہ ہو کہ ولایت سے جنوت کے آثار پیدا ہوئے ہیں  
مشاطہ بالفتح صیغہ مبالغہ کا ہر مشط سے معنی اسکے بنا آراستہ کرنا اور مشاطہ بضم اول خفیف شین  
ٹوٹے ہوئے بال جو لکھی کرنے میں گرتے ہیں اور مشاطہ کسب اول حرفہ شانہ زنی کا ہو۔ راز  
مترجم۔ منتخب میں ہر مشط بالفتح شانہ کردن و شانہ فرمودن و بالضم شانہ بالفتح و کسوف  
آفتہ اور بجا بضم میں ہر مشاطہ بالفتح والتشدید زن شانہ کش و دروغ زنی کہ عروس را باراید۔  
اور عربی میں پیشہ ورون کا عرف اسی وزن پر آتا ہو مبالغہ کا وزن ہو مگر مبالغہ مقصود تشبیہی ہو  
جیسے خدا و اور بنما و اور مذاق اور قضا و وغیرہ اور جو تحقیقات شارح نے مشط کے مشقات  
کی فراخی اس مقام پر نے محل ہو) بیت

مست غور کردہ عود سان خلد را دعوی باغ لطف تو بار صفت ارم  
 مصرع اول میں کردہ فعل اور مصرع ثانی میں دعوی فاعل اسکا ہے یعنی تیرے لطف سے کہ باغ بہشت  
 دعوی متقابل رکھتا ہے چونکہ سبکدوش ہیں ہرگز اسکو غلبہ اور تفوق ہوگا بہشت کی حورین اور گلشن غرہ  
 میں اور اس لطف پر ناز کرتے ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح کہیں کہ تیرے لطف کے باغ نے روحہ  
 بہشت کے مقابلے کا دعوی کیا ہے تو بہشت کو اس کے حور وں کی نظروں وقت ہوگی کہ بہشت  
 بھی ایک بڑی چیز ہے اسلیے وہی غور میں مست اور سرشار ہیں رد از مرقم خم منے دوم دست  
 ہیں جسکو الفاظ بیت کی تائید کرتے ہیں

### قصیدہ درخند خود بالہا محبت اندیشی گفست بیت

آن روضہ ام کہ تاجراوست باغبان آبش اگر زخون مذبحشکلی است  
 یہ قصیدہ فخریہ محبت اندیشی کے اظہار میں کہا ہے باغبان و دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنی میں  
 باغ ہوں کہ جب تک اسکا درخت رہے اسکو خون دل سے باغبان پہنچاؤں کہ جو کچھ جاتے بیت  
 آن تیغ آب دادہ بزیر لاشم کش بای تا سر از اثر زخم جوست  
 معنی بیت ظاہر میں کہ جو تیغ کہ لاش کے زیر سے اسکو آب دیکھی ہو اس کے جوہر اس تیغ کے شکستے ہوئے  
 ان شعلہ دوست بیزنم خشک کمال او صندل فروش ناصیہ عود و عنبر است  
 یعنی میں ایسا جلا ہوا و طین کا چاہنے والا ہوں کہ میری راکھ خوشبو یا کچھ خوشبو دینے والی اور  
 عطریات کی رونق بخشنے والی ہو۔ بیت  
 آن بحر جوہرے طلب تشنہ دوستم کش برق موج وائلہ سینہ گوہر است  
 اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ میں وہ دریا جوہری کا چاہنے والا ہوں کہ میرے لیے سینہ کی جھول  
 موتی ہیں اور وہ دریا پیاسے کا دوست دار ہوں کہ بجلی میرے واسطے لہو و پس ایک جوہری  
 درکار ہے کہ میرے ان جواہرات کو خریدے اور پیاسا چاہے کہ میرے پانی سے ہونٹھ کر کرے یعنی  
 ہر ایک جوہری اور ہر ایک پیاسے کا کام نہیں ہے کہ نفع مجھے حاصل کرے بیت  
 آن گشتہ ام کہ در دین زخمی ہا او قناد خانہ ای لبالب ز شکر است  
 زخم کے ستم میں اگر شکر دیا جائے تو زخمی کی زندگی بچ جاتی ہے اور مجھے گوارا ہو اور یہ استکانی بات  
 ہو کہ شکر زخم کے واسطے مفید ہے رد از مرقم خم الفاظ بیت اس معنی کو چاہتے ہیں کہ میں ایسا منقول

ہوں جبکہ زخموں میں شدت سے شکر بھری ہوئی ہو اور زخم اس سے ترقی نہ ہوں گے اگر ایسی حالت کی  
الفاظ سے نہیں نکلتی جو شارح علیہ الرحمہ نے لکھی ہیں۔ **بیت**  
ان عالم کہ از زبر عرش تا تری اشیا بدون صورت نوعی تصویرت  
لینے میں وہ عالم ہوں کہ تمام اشیا صورت نوعی کے بدون میرے لیے مصورا و ترسکلی ہیں اور  
امور محال بھی بھروسہ ہیں اور نہ نادر مشنہ کے فتوے سے اسفل السافلین کے معنی میں ہر

### قصیدہ در محبت حضرت علی علیہ السلام بیت

ز تاب شمشوہر سایہ بہریناہ سزد کہ گسبلد از شخص پوش گردا  
یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب مرتضیٰ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ کی تعریف میں تصنیف کیا  
اور تمہید شدت گرمی آفتاب سے اٹھائی اور دوسرے مطلع سے توطیہ عشقیہ معنی کی تقریر جاری ہو  
کہ آدمی کا سایہ جو آفتاب سے پڑتا ہو وہ آدمی سے کبھی علاحدہ نہیں ہوتا گرمی کی شدت سے  
جدا ہو کر آگے چلے تو بجا ہے۔ **بیت**

شود پرستہ چو باہی درون دغ غم جو عکس ماہ نواختہ درین ہوا بیما  
اس بیت میں دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہے کہ جزا سے آخر واقع ہوئی اور مضمون مصرعہ دو کا  
جزا ہو لینے ہلال کا عکس اس قدر گرم ہو کہ پانی کے اندر پڑے تو جیسے گرم تیل میں بجلی ہو  
جل بن جاتا ہو اور عکس کی تشبیہ بجلی کے ساتھ قطع نظر اعتبار بران ہونے سے محض صورت  
بہت خوب واقع ہوئی ہو اور میاہ جمع ماہ کی ہو اور ماہ کے چار مہینے سے ایک مہینے کی بھی ہیں بیت  
زہر ہی صبا پر تو شہاب دھند ز لب کتاب ہوا بر فروخت گو نہ گاہ  
بر فروخت فعل اور تاب ہوا فاعل اور گو نہ گاہ مفعول لینے اگر چہ ہوا کی گرمی گمانس کی تپ کو جلادے  
اور اسکو ہوا زمین سے بلندی پر اٹھا لیا ہے تو شہاب کی صورت نظر آوے اور دیکھنے والے  
کھین کہ نار اٹوٹا ہو۔ **بیت**

بروی رسم بہان گو نہ بیکہ در دل کہ ذوق گشتن من در دل نثار دوا  
مشتوق کی طرف مصنف خطاب کرتا ہو۔ دل کا دروازہ رحم کے منہ پر بند کرنا دل میں  
رحم کو راہ کا نہ پاتا ہو لینے اس درجہ تویر رحم ہے کہ میرے قتل کا فرہ جہین کی قدر تیری غرض شعلہ ہے  
تیرے دل میں نہیں آتا کسو اسطے کہ تو جانتا ہو کہ عاشق کے قتل کا ذوق بھی ایک قسم کی توجہ

عاشق کی طرف متصور ہوا بیت

جو گری آئندہ در کف رشوق عارض غلیظ  
از ان کرشمہ نرگس وزان فریب گاہ  
شود مثل در آئینہ مضطرب انسان  
کز اضطراب دل آب عکس عارض گاہ  
یعنی اس محشوق اگر خود بینی کے شوق سے تو آئینہ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنی صورت دیکھے تیری نگاہ  
کے کرشمہ اور نگاہ کے فریب سے صورت جو آئینہ میں نظر آوے ایسی بے قرار ہو جائے جیسے عکس  
عکس چلتے پانی میں لگتا ہوا نظر آتا ہے۔ بیت

قصیدہ در فکر ساو طبع خود گفتہ بیت

بود در کسم عدم بجز طبیعت ابکا کہ خود بر شریک اسنادہ ہی گفتہ بر آ

یہ قصیدہ نواب خان خانان کی تعریف میں لکھا اور تمسید اسکی اس ڈھنگ سے اٹھائی جس میں سالک  
نولہ فرزند مدوح کا عقل اور طبیعت کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے اور معنی بیت کے اس طرح ہیں کہ تم  
عدم میں اضافت بیانی اور اس طرح کبر کی اضافت جانب طبیعت ہو اور طبیعت کے دو شیراز  
عدم میں تھی کہ عقل اسکے سر پر کھڑی کہتی تھی کہ باہر آ۔ بیت  
چند در پردہ نشیند خلف دودہ کون محرمی نیست مگر تم تو شوی در کشتا  
یہ بھی مقولہ عقل کا ہے اور خطاب اسکا طبیعت کی طرف کہ اور طبیعت پیدائش کے خاندان کا کار کا  
یعنی فرزند مدوح کب تک پردہ میں پوشیدہ رہیگا کوئی واقف کار میر انہیں ہے والا یہ کہ تو پردہ سے  
باہر آئے اور میرے محرم بنے اور اس پردہ نشین سے تو خبر دے۔ بیت

نہ ترا عقد زفاف ست و دین بڑھو نہ مرا صبر و سکون دادہ ازین وار صفا

اس بیت میں شرف و حق طبیعت کا بیان ہے۔ زفاف بکسر اول و لسن کا روانہ کرنا دوا لکھ کے گھر  
اور داروغہ کی میں گھر کو کہتے ہیں اور دونوں مصرع میں ہتھام انکاری ہے یعنی اور طبیعت نہ تجھے اس  
پردہ میں رہنا ضرور ہے اور نہ مجھے صبر اور سکون عطا ہوا اور خیریں کا نتیجہ آئندہ بیت میں ہے۔ اور از

مترجم۔ اس بیت میں ہتھام نہیں ہے بلکہ دونوں مصرع حجاب پر تفسیر میں ہے۔ بیت

مری کن کو کہ فرزند مسیح ست مسیح حاتم کن تو کہ توفیق گدہ بیت گدہ

اس بیت میں عقل طبیعت کو خوشخبری دیتی ہے فرزند سے کہ سچہ شکار اور سخاوت و ثار ہے۔ اور  
مرمی میں یا سے مصدری ہے یعنی مریم کا کام دینا اور طبیعت مریم کی کہ تیرا فرزند مسیح ہے اور عام کلام

اور طبیعت کر کہ دولت خود فقیران کی طرح تیرے دروازہ کھڑی ہو اور لفظ مسیح اور گدا کی تکرار

تاکید کی غرض سے ہو۔ بہت

ابن سخن گوش زد بر طبیعت چون گشت خندہ زد گفت کہ رو صبر کن تا زار نمای

یہ بہت متعولہ مصنف ہو کہ آسمین حکایت ہو اس گفت دشمنوں کی جو عقل اور طبیعت کے باہم ہوئی

یہ سب شکریہ طبیعت نہیں تیری اور عقل سے کہا کہ جاؤ اور چند روز صبر کر۔ بہت

گوشہ گیر و جاگیر بخور و بخی شکش تا بعدی کہ شود صاحب ملک ہے

یہ بیت اور تھوڑی جہین برابر طبیعت کی زبان سے ہیں کہ اسی بہت کے نیچے ہیں ان کے مضمون کو

بیان کیا جاتا ہے کہ طبیعت نے عقل سے کہا کہ جا ایک کو نے میں بیٹھا اور محنت اختیار کر بیان تاک

مالک تیرا یعنی مروج ملک کو رفتی بخشتے اور خلق اللہ مبارکباد کے دینے اور سننے والی جمع ہوں

اور سب جوابات طلب کریں اور وہ مالک خزانے بخشتے آسمان طیاران کرے اور زہرہ غالبہ

بنانے کو مستعد ہو اور میں بڑے ناز خزانے اور بنا و سنگا سے ان کو محل کو اپنے خیر مقدم سے

ازنیت بخشوں پھر وہ میری بغل میں آئے جس سے میری نسبت ہوئی ہو اور وہ مالک ہو کہ اوپر

اسکی طرف اشارہ کیا میرے نقاب کا بند کھولے اور مجھے دیکھے اور میں اس کے بند قبا کھولوں یعنی خلط

میں معروف ہوں اور ہم بستری ہو جب یہ مرحلے طر ہو جائیں تو اس وقت اور عقل اگر سوال کرے تو

کچھ عرض کرے تو موقع ہو۔ بہت

لہذا الحمد کہ آن عہد بیا بیان آمد ہم خندہ کا مرواد ہم باہم باہم

اس بیت تک عقل اور طبیعت کی بات چیت تھی اب بیان سے مصنف کتا ہو کہ خدا کا

شکر ہو کہ وہ زمانہ جب کو عقل چاہتی تھی انجام کو پہنچا اور عقل اپنے مقصود کو اور صاحب

مطلب کو فائز ہوا۔ بہت

دوش بردوش قضا دست را غوث تہ امتاز پر وہ برون پردگی صنع خدا

دوش بردوش کے سننے برابر اور دست در آغوش گناہ یہ جو حرمت سے لہو یہ کلام مصنف

شکر کا نتیجہ ہو کہ اوپر کی بہت میں مذکور ہو چکا ہے قضا کے برابر اور قدر کا محرم پر وہ شین صنعت الہی

کہ ہو تو سو ہو پر وہ سے باہر جلوہ گر ہوا۔ بہت

وہم باطل او گفت کہ باشم درخین گفت اگر کم نشوی بیشتر کہ ہم جی لی

اس بیت میں مولود کے طالع کے اوج کا سبب لکھا گیا ہے کہ وہ ہم جو فوت رسا اور ہر ایک بلند اور بار

خیر کو پہنچا ہو اسے اسکے بخت سعید سے کہ عرش سے گو دکر لاسکان میں جا بیٹھا ہو کہا کہ عرش میں  
 ٹھہرون اسکا جواب دیا کہ اگر اپنے نہیں تو کم نگہ سے تو سید راؤ گے بڑھ کر بیت  
 بخت باگو تر او گفت کہ دولت بہت گشت واکم بجا حاملہ رومی ز اسے

نصیبے نے تھے لاسکان دولت مہیا کی اور مدوح کی ذات سے کہا کہ دولت بہت ہی اور یہ سوال  
 دولت کے کافی ہونے کی نسبت تھا اسے جواب دیا کہ جو بخت میں جانتا ہوں اُن خیر و ن کو  
 جو تیرے پیٹ میں ہیں جاؤ اور پیدا کرو میں تو کیا دیکھا حاصل یہ کہ ذات مدوح محتاج بخت اور بیگنا  
 نہیں ہو راز مہرچم اس تو جویہ پر اعتراض ہو کہ اگر احتیاج نہیں تو یہ حکم کس واسطے دیا کہ رومی زای  
 پس بہتر ہو یہ توجیہ کہ جب بخت نے یہ سوال کیا تو جواب دیا کہ نہیں اور اور دولت پیدا کر اور ایک  
 قسم میں نیست بصیغہ نفی بجا ہے بس بہت دیکھا گیا اسکے یہ معنی ہونگے کہ بخت نے مدوح کی  
 داد و بخش زیادہ دیکھا کہ دولت موجودہ اسے کتنی نہیں ہو اسکا جواب دیا کہ میں جانتا ہوں  
 تیرے پیٹ میں اور بہت کچھ میری خاطر بھرا ہو اسی جا اور اسے پیدا کر اور میرے صرف کے لیے  
 مہیا کر کہ داد و بخش میری رنگ نہیں سکتی۔ (بیت)

سال مولودش از ان شاخ گل بی بخت کہ نثار دہل اندھ چمن دولت ورا  
 لفظ از لیل مجیدہ اور کاف بیان سبب کے لیے ہو اور اس بیت میں ملاعنہ نے تاریخ تولد مندر زند  
 خاغانان لکھی کہ دادہ اسکا شاخ گل بے بدل ہو اور معنی ظاہر ہیں۔ بیت  
 مر جبا ای گہرت را شرف ذات پدر مر جبا ای قدمت را اثر غل خدا

مر جبا ایک لفظ ہے کسی شخص آنے والے کے لیے جو مرغوب اور دلخواہ ہو اور نیز ایک موزون  
 کام پر کہتے ہیں اسواسطے کہتا ہے کہ خوش آیا تو ای فرزند کہ تیری ذات کو بزرگی تیرے باب کی ذات کی  
 حاصل ہو اور خوش آیا تو ای صاحب زادے کہ تیرے قدم میں بادشاہ کا اثر ہو لینے دولت بجز تیری ذات  
 لایق میں ہو راز مہرچم نسخہ غل چلے کا جو دیکھا گیا غل خدا سے مناسب ہو جہین سو راوب ہو  
 اور ہمارے اشارہ جانب مدوح لطیف ہو۔ (بیت)

مر جبا ای ز عنایات از لیل ہرزوش مر جبا ای ز عطایات ہرزوش ستای  
 اچھا تو آیا کہ عنایات از لیل تیری ذات سے ظاہر ہوئی ہیں اور خوش آیا تو کہ تیرے عطایات ہرزوش  
 تیری تعریف نمایاں ہو لینے ہر کی نشانیان جو تیری ذات میں نمودار ہیں اُن سے تیری مدح اور  
 وصف پیدا ہیں۔ بیت

ناخن قدرت اور پردہ تحقیق شگاف غائر دولت او چہرہ توفیق کشائے  
جب مصنف بیٹے کی بدائش کی تمہید سے فارغ ہوا تو خانخانان کی تعریف میں لکھا ہے کہ ناخن اسکی  
قدرت کا تحقیق کے پردہ کا دور کرنے والا ہے یعنی اسکی قدرت کی کوشش سے تحقیق ظاہر ہوتی ہے  
اور اسکی دولت کے قلم سے توفیق کی صورت کو دکھاتا ہے اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ پردہ تحقیق  
شگاف کا مجموعہ کلام معنی فاعلی سے تاویل کیا گیا ہے اور وہ صفت ناخن قدرت کا ہوا یعنی اسکی  
قدرت کا ناخن پردہ تحقیق کا دور کرنے والا ہے اور اس کلام میں فعل مفعول سے پیچھے واقع ہے جس  
کلام بستمہ ہو گیا اور اسی طور پر چہرہ توفیق کا دکھلانے والا قلم ہے والدہ اعلم۔ (از مترجم) مشکاب  
مصرع اول میں پردہ تحقیق شگاف ترکیب اسم و امر فاعلی ہے لیکن اصطلاح کنوین میں پردہ تحقیق شگاف  
خبر جو اور ناخن قدرت او مبتدا ہے اور یہی صورت مصرع دوم کی ہے۔ بہت  
و شمنش با بعد آن مایہ شفاوت کہ بود گرد آلائش او دامن جیون آلائیے  
یعنی دشمن اسکا اسقدر کجبت ہے کہ اسکی کم بختی کے گرد آلائش سے دریا سے جیون بھر جائے  
کلام کا سیاق اس قسم کا ہے جیسا کہ لکھا گیا اور حاصل یہ ہے کہ اسکی بد بختی کی آلائش دریا میں حل  
ہو نہیں سکتی یعنی کسی طرح کی تکلیفی اسکی طرف نہیں آسکتی۔ (از مترجم) شارح سے ایک نکتہ  
اس بیت کی شرح میں فرمودہ اشت ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ دریا اپنے پانی کی کثرت سے اور صفائی اور پاک  
سے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی مٹی اور ناپاک ہو پاک اور صاف کر دیتا ہے لیکن دشمن ممدوح کی شفاوت  
کو نذر نہ کر دیت اور بجاست کی ہے اسقدر زیادہ ہے کہ دریا سے جیون اسکو دور نہیں کر سکتا اور بجائے  
اسکے کہ پاک اور صاف اسکی کدورت اور بجاست کو کمرے دریا کا دامن اس سے سیلا اور بچس  
ہو جاتا ہے یعنی اسکی شفاوت متحی ہو کر دریا میں اثر کرتی ہے اور آب سادریا کو بنالیتی ہے اور جو کچھ  
فارسی محاورہ میں دامن آلودہ گنگار کو کہتے ہیں اسوجہ سے استعارہ دامن کا دریا کے لیے قابل

### تسین ہے۔) بیت

عدل او چون و شل آموز مگافات شود پیر و جاذبہ گاہ شود کاه ریابے  
یعنی ممدوح کا عدل دنیا کی چیزوں کو جو بدلائنے کا قاعدہ سکھادے تو کہہ لیا کی قوت جاذبہ کو دور  
کرے یعنی بیشتر کہہ لکھا اس کو تحقیق انتخاب اسکے عدل کی قوت دینے سے گھاس کہہ لکھا

### پنج لیاے بیت

دیدہ عقل شو خیرہ زاسینہ و ہم گرشود صقیل زاندا شد اورنگ اے



یعنی اسکے اندیشہ صیقل کے صیقل اگر رنگ کو دور کرے تو آئینہ وہم جو سب سے زیادہ رنگ لودہ ہو  
ایسا صاف اور روشن ہو جائے کہ عقل کی نگین اُسے دیکھ کر جو نہ حیا نے نگین ورنہ وہم عقل کے  
مقابل نہایت اونے اور نلے حقیقت ہو۔ بہت

انچنان پر شاہ بہت کہ از غایت قرب گر گئی سایہ رساند بہر میں بال بہا سے

اس بیت میں بادشاہ کے قرب میں مبالغہ ہو اور بال بہا کنایہ اتاقہ سے ہو یعنی اس قدر قرب سے  
بادشاہ کے ہمراہ ہو کہ کبھی کبھی اتاقہ کا سایہ جو بال بہا سے بنا ہوتا ہو محدوج کے سر پر پڑے اور بال بہا سے  
ظاہر ہو کہ کس قدر بادشاہ سے قریب ہو۔ (از ممتہ حج۔ دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ محدوج عادت  
اور خصائل بادشاہی کا ایسا پیرو اور متاسی ہو کہ آگے کے ملے نکلے شاہی عادات اور صفات سے  
بال بہا اسکے سر پر بھی سایہ ڈالتا ہو یعنی وقت نہ وقت بادشاہ کی سی خوب اور آرائش باہر  
معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ مشہور ہے سایہ ہا کسی آدمی کے سر پر پڑے تو بادشاہ ہو جائے اسلئے  
یہ ایک تصور ذہنی ہے کہ بادشاہ جو ہوتا ہو اسکے سر پر ہمیشہ ہا نفل اٹھن رہتا ہو) بہت

اختلاف صورت از نوع بشر خبر بند خاتمہ محولت او شود ارچہ کشتای

اس بیت میں عدل کی تعریف ہو جو برابری کو جانتا ہو اور انسان کی قسم میں اختلاف صورت کا  
بالکل ہو جسکے سبب ایک دوسرے سے تمیز ہو نہیں مصنف کہتا ہے کہ اسکے عدل کا قلم اگر مصوری  
اور صورت آرائی کرے تو جتنے افراد انسان ہیں سبکی صورت یکساں ہو جائے۔

نزد اور اک تو اسرار قضا بگفت دست پیش فرمان تو احکام فلک بر سر پا

کسی چہر کا بتیلی پر ہونا کنایہ اسکے ظہور سے ہو یعنی ترے ادراک کے سامنے قضا و قدر کے اسرار  
عیاں ہیں اور تیرے فرمان کے آگے آسمان کے احکام سب حاضر اقدار مستحق قبول ہیں ایات  
بسکہ از لطف و عطا غرت و ثروت نشد عالم اکرا دل و دست تو بہر دلی سرو پا  
وقت آنست کہ دختر طلبید از بے عقد دو دمان کرم از سلسلہ آرز گدا سے

اس قطعہ میں محمود کی فیاضی کی تعریف کی ہے۔ بخشد فعل او فعل فاعل اور دست مطلق ہو  
دل براور لفظ عالم آرا صفت دل اور دست کی ہے کہ موصوف پر مقدم واقع ہوئی۔ بہت  
ثانی کا مضمون ترکیب میں نتیجہ بیت اول کے مضمون کا ہو۔ اور دوسری بیت میں آن  
بہمنی حرص موصوف اور گدا صفت یعنی آن بسکہ ترے دل اور ہاتھ جہاں آگاہی نہ نہ سرو  
سامانوں کو اپنے لطف و عطا سے غرت اور دولت بخشی اب وہ وقت آگیا ہے کہ اگر کلام خدا

حرص کے سلسلہ سے کہ فقیر ہر نکاح کے لیے لڑکی مانگے لینے باہم رشتہ داری اور تراست  
کرے اور آگے لینے حرص جیسے باہمی سے کرم کا غیر کفو خواب مدوح کی غرت اور دولت کے  
دئے سے کرم کا ہوس ہو گیا اور دونوں آپس میں بجائی بند ہو گئے ہیں بیت  
گر گشتے کرست مائے اصناف امم احتساب نشدی عامل مغزول بچانے

لینے اور مدوح تیرا کرم اگر حاجتی خلق اللہ کے انواع و اقسام کا نہ تو احتساب تیرا ایسا معلوم  
ہوتا کہ جیسے ایک عامل معطل اور مغزول ہو اور کسی کے اوپر گرفت و گیر کرے تیرا کرم ہو کہ  
احتساب اس کا مہون ہو۔ بیان پر لفظ نامے سے معنی فاعلی سوق مدعا نہیں چاہتا  
اور از مترجم۔ نمودن بخینے دیدن و دیدہ شدن جیسا کہ ہمارے عرب میں ہو اور اسے ظاہر ہو کہ یہ  
افعل معنی للفاعل اوثنی للمفعول دونوں طرح آتا ہو اور جیسے اس سے مرکب اسم دامر ہوتا ہو تو اسم پر  
معنی فعل کے واقع نہیں ہوتے جیسے فعل لازم میں مثلاً موج خیز جو بخینے ظرف ہو لینے وہ مقام  
جہاں موج آٹھے پس مغزول نامے کے معنی میں جو مغزول دکھائی دے اور یہ دعا کے موافق ہو  
اور ترکیب اسم و امر کی مخصوص معنی اسم فاعلی میں نہیں ہو مثلاً خانہ ساز اور جامہ کن اور پائی ہو

کہ اول بمعنی اسم مفعول اور دوم بمعنی ظرفیت اور سوم بمعنی مصدر ہی بہت  
زہر امان نگہ خود بکد چشم بتان۔ ہر کجا عدل تو از ظلم شود پردہ کشای  
اس بیت میں مفہوم مصرع دوم کا مبتدا ہو کہ موخر واقع ہوا اور مضمون مصرع اول خبر اس کی مقدم ہو  
(نہیں مصرع تالی مطر ہو اور مصرع اول جزا اس کی ہو) اور لفظ بکد فعل او چشم فاعل لینے اور مدوح جہاں  
کھین تیرا عدل ظلم کا پردہ مٹا کرے معشوق کی آنکھ جو ظالم مٹیاک ہمیں تیرے عدل کے ڈر سے  
سناں کا زہر اپنی زہر بلی نگاہ سے چوس لے۔

قصیدہ در نعت سرور دین صلی اللہ علیہ وسلم گفتمہ بیت

بیشہ لطف کرد کام جان شود شیرین نہ وعدہ کہ گلوئی گمان شود شیرین  
یہ شیرین قصیدہ نعت میں جناب سرور دین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم میں لکھا ہو اور اس  
بیت کے یہ معنی ہیں کہ معشوق سے نہ جہان پائی کا شہد حاصل ہوتا ہو کہ جان کا شہد مٹیا ہو اور  
نہ وعدہ ہو کہ گمان کا کلا اس سے شیرین ہو جو کہ وعدہ گمان کے کلا کو مٹیا نہیں کر سکتا شہد کا  
لفظ جو پہلے مصرع میں ہو وعدہ پر مقدار ماننا چاہیے کہ نہ شہد وعدہ کا ہو کہ گمان اس سے شیرین

کام ہوا اگرچہ وعدہ معشوق خمیر یاہ شیرینی کا ہے تقدیر لفظ شہد کے لیے وجہ موجود، و نہیں مگر لطف کو کہ جو زیادہ وعدہ سے شیرین ہے شہد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور وعدہ دونوں احتمال میں و خا اور عدم وفا کی ہے اسی طرح گمان کے بھی دو طرف ممکن ہیں پس مناسبت اتحاد خاصیت میں پائے گئے۔ (رازی)

مستخرج۔ شارح علیہ الرحمہ نے تقدیر اس لفظ شہد کی جو مصرع اول میں ہے لفظ وعدہ پر دلیل کے ساتھ ثابت کی ہے مگر اس کی حاجت ثبوت کی نہ تھی اگر لطف میں تشبیہ ہو تو وعدہ میں استعارہ ہے جس پر لفظ شیرین وال ہے اور پایا جاتا ہے کہ وعدہ کو کسی میٹھی چیز سے منہی تشبیہ دی ہے اور استعارہ میں اگر ایسی شرط ہو تو ہر ایک جگہ موقع نہ ملے گا جیسا کہ اس بیت کے مصرع اول میں کہ مصرع ثانی پر واقع ہے لفظ

شہد اتفاقاً اگلیا۔) بیت

فغان ز زہرہ فرد شہدہ غمزدہ گورا ز جوش جان در وہام دکان شود شیرین  
زہر فرد شہدہ صفت غمزدہ صوف کی ہے اور غمزدہ زہر فردش سے فریاد کرنے کی وجہ ہے کہ وہ بھیا تو زہر  
اور خرید اسکی استعد شیرین ہے کہ عشاق کی جان اس تلخی کی خریداری کی خواہش سے استعد راہ  
تسلے کرتے ہیں کہ دکان کے تمام دروہ بوار سٹھائی کے کھلو نے بیگے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جان کی شرف

سب شیرینوں سے زیادہ ہے۔ بیت

دمی کہ شوق لب او دم جو من آر د ز نالام دہن آسمان شود شیرین  
اس بیت میں مبالغہ معشوق کے لب شیرین کا ہے کہ حیثیت اس کے شیرین لب کا شوق میرے  
دل میں جوش کرتا ہے اور نالام اس کے شوق میں دل سے نکلتا ہے آسمان تک کہ منہ کو شیرین کر دیتا ہے اور منتظر  
لفظ شیرین دہن آسمان کا ذکر کیا اگر بجائے اس کے کوشن لانا تو استعارہ چمکیلی پورا ہوتا اور ہر چند اس  
صورت میں بھی کلمہ شیرین کا بیکار رہتا ہے مگر ظاہر ہے کہ منظر و شیرین کسی قدر طرف کو شیرین کر سکتا ہے

یک کیفیت خالی از مسامحت اور مجاز سے نہیں ہے۔ بیت

ز لبں جو چور دملک بازبان شہد بود خدنگ غمزدہ او در گمان شود شیرین  
اس بیت میں مبالغہ تیر غمزدہ کی شیرینی کا ہے اور ظاہر اتر کیب بیت کی ایسی معلوم ہوتی ہے کہ مصرع  
اول میں بود فعل اور مصرع دوم میں خدنگ فاعل اسکا ہے۔ خدنگ غمزدہ محکوم علیہ اور تمام مصرع  
اول اس کے لیے محکوم ہے کہ مقدم واقع ہوا اور کلہ در گمان شود شیرین کا محکوم ہے اور چور دملک بازبان  
شہد شہدہ ہے اور خدنگ غمزدہ شیرین ہے اس کے غمزدہ کا خدنگ از لبس چور دملک کے مثل بازبان شہدہ ہے  
قبل اس کے کہ خانہ گمان سے نکلے جان سے سیر لینے عاشقوں کے منہ میں شیرین معلوم ہوتا ہے

اور اب استعارہ بالکنایہ پورا ہوا کسو اسطے کہ شیرین کا خذنگ کے لئے اسی کیفیت سے ہو کہ جو در ملک کی زبان کو اسوا اسطے کہ جو اور ملک کی زبان اس درجو شیرین ہو کہ بات کیے بغیر شیرین معلوم ہوتی ہو مگر خذنگ کو غمرہ کے ساتھ مقید کیا اگر لگان کو بھی مقید کر سکتا خوب ہوتا اسطے کہ استعارہ لفظی کو استعارہ معنوی کے ساتھ ربط دیا جاتا ہو۔ راز مقرر ہے۔ اس بیت کا دوسرا شعر یہ ہو کہ سے زبوس حور و ملک چون زبان شود شیرین۔ خذنگ غمرہ کو دوسرا لگان شود شیرین بیت بر آستانہ طبعش کے کہ سجدہ کند ز نورنا صد شش آسمان شود شیرین

چونکہ طبیعت کی تعریف شیرینی سے بھی کی ہو اس بنا پر مصنف کہتا ہو کہ مدوح کی طبیعت کے آستانہ پر اگر کوئی سجدہ کرے اسکی پیشانی آستانہ پر لگانے سے ایسی شیرین ہو جائے کہ نورنا صد شش آسمان کو شیرین کر دے کہ سید نسبت نور کی لفظ شیرین کے ساتھ ظاہر کہ فوق میں یعنی دینی ہو برائی ہو چکے اسکی اگر ہوتی خوب تھا۔ ہیت

اگر نہ مصدر ذات متبوع ہو مگر نہ قصا لبش ز زمزمہ کن فکان شود شیرین مبالغہ اپنے سخن کی شیرینی میں کرتا ہو یعنی اگر ظاہر کے متوجہوں کی لڑی کو اپنے سخن سلسل کے برابر کون تو میری نظم کی نسبت برابر ہی سے لڑی میں وہ اثر پیدا ہو کہ دور اول و دوم متوجہوں کی لڑی کا شیرین ہو جائیت بکام قافیہ بجان زلدت سختم سرور کہ قافیہ شایگان شود شیرین سب جانتے ہیں کہ قول کن فکان تمام اشعار موجودات کا مصدر ہو اسوا اسطے کہ تری ذات کا مصدر کن فکان سے نہ متواتر تھا کہ جو چھ کن فکان کے کہنے سے کیوں شیرین ہوتا ہیت

اگر گویا مظلوم نظم خود سنج ز چاشنی کہ ریسماں شود شیرین شایگان الی عیب ارفاقہ کا نام ہو اور وہ ایطالی قسم سے ہو اور ایطافیون کے عیوب سے ہو جیسا کہ قاضی کے بیان میں مفصل مذکور ہو اور ایطاد قسم ہو ایک ایطای خلی و دوسرا ایطای علی ایطای خلی وہ ہو کہ اگر خبر آخر ظاہر ہو جائے وانا وینا اور ایطاد علی وہ ہو کہ اگر خبر عیب الف و نون جمع کا یا ران اور دوستان کے قافیہ میں ہو۔ معنی بیت یہ ہیں کہ شعر کے ملاح میں قافیہ شایگان بزمی ہو میرے سخن کی لذت سے شیرین معلوم ہو ہیت چو نہ شیرین کرد و نہ مشکوہ دست لب ز خذنگ من لب حنی چنان شود شیرین نور سے ترکیب لفظی ہو چکی ہو مشکوہ دست سے مشہور ہو لب معنی کا شیرین ہونا لگان سے مشہور چنان حرف ہوا و اسطے کہ شیرین قسم کی تشبیہ اس محل پر لائے ہیں کہ مخاطب کو حالی تشبیہ پر لگانے سے اسطے کہ شیرین تشبیہ نہیں آتا مخاطب ہو حالی اور معنی ظاہر ہیں

## قصیدہ در مدح اکبر بادشاہ گفتہ بہ بیت

مختص کی مدحی

کما عین شود با تو همسان نرگس تو چشم عالمے چشم بستان نرگس  
 یہ قصیدہ اکبر شاہ کی مدح میں لکھا کمال انصافی کی نتیجہ سے جسے اسی واقعہ و قافیہ میں قصیدہ کہا اور مطلع قصیدہ لکھا  
 یہ سہ زندگیاں جو آئید بستان نرگس یہ کہ نسبت برچین تلخ تہران نرگس پہنچے ہیں کہ نرگس تری خوبی کے  
 برابر کہاں ہو کہ تو جہان کے لیے چشم ہوا اور نرگس فقط بستان کے لیے آگیا ہو۔ بہت  
 نہاد چشم تو سنبہ پیشگاہ بہشت اگر بزرگین یافت بستان نرگس  
 مصرع دوم شعر طاہر اور اول جزا کہ مقدم ہے یعنی اگر نرگس نے باغ کو اپنے زیر نگین کیا ہے اس لیے اسے  
 میں ملائی ہے تیری چشم نے سرداری اور بزرگی سے بہشت کے صدر میں مستحکم کیا ہے جو بہت  
 بعالم آمدہ ہے و برج زرد کف ز جہل نام نہاند ساوگان نرگس  
 خسرو بادشاہ کا نام ہے کہ میان اسکا پای تخت تھا اسے پرویز بھی کہتے تھے چونکہ اسکے ہاتھ میں عرشہ تھا  
 اس غرض سے کہ غیر کو اس سے اطلاع نہ ہوسونے کا ایک ترنچ بنا کہ ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا اور فہم  
 کی طرح جو لوگوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں لکھایا کرتا اور آہستہ آہستہ جنبش دیتا بعضے عقلمندوں نے  
 آسمین تصرف کر کے تجویز کی کہ سونے سے ہاتھ میں لے آجائے گی اگر عطایات جو خور و فرسے ترنچ بنا  
 ہاتھ میں رکھیں تو مناسب ہو تب سے وہی مہمول ہو گیا اور اسکو دست افشا پر پرویز کہا کرنے  
 ہیں۔ حاصل معنی یہ کہ نرگس زردی کے اعتبار سے کہ آسمین ہوتی ہو کہ باختر سے کہ کسے تیری  
 اسکے ہاتھ میں ہو نادان آدمیوں نے کم عقلی سے نرگس اسکا نام رکھ دیا۔ بہت  
 گئے شراب گئے شربت بے نقشہ خورد ز جام لاکہ شوخ ست دانا تو ان گز  
 اس بیت میں رعایت لفظ و نشر مرتب کی ہے کہ شوخ کے مناسب شراب ہو دانا تو ان کے مناسب

شربت بے نقشہ ہو۔ بہت

زبان طعنے سوسن ز کام چون کشید اگر نہ روی چمن دید در میان نرگس  
 کشید فعل منفی اور نرگس فاعل اور ندید بھی فعل منفی ہے اور لفظ چون کا سوالی ہے اور کوشید کا  
 چمن دید اسکا جواب ہے یعنی نرگس نے چمن پر نظر کی اس لیے سوسن کی زبان طعنے لگدی ہے سے باہر  
 نہیں نکالی کہ زبان کی نسبت سوسن کی طرف ظاہر ہے اور صاحب زبان کی طعنہ دہنی بھی واضح  
 پس گویا سوسن نے خام طبعی سے نرگس کے حق میں طعنہ زنی کی ہے چونکہ بلحاظ چمن کے کہ حاشیہ  
 نشینوں سے تھی نرگس نے چمن کا منہ کر کے اغماض کیا بہت

چمن ز سایہ سنبل بزار شب دارد اگر چه ساخته خورشید را عیان نرگس  
اس بیت میں ملاعنی نے سایہ سنبل کی تعریف کا قصد کثرت سنبل سے کیا اور خورشید نرگس  
نرگس کے موقع پر بناؤ تعریف سنبل میں کیا۔ از مترجم۔ یہ اعتراض شارح کا ملاعنی پر درست  
نہیں ہوا سو اسے کہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی مدح میں ہرگز نرگس کی مدح میں لیکن اس قصیدہ میں لفظ  
نرگس ردیف واقع ہوا ہوا سو اسے جسطرح ہوسکتا ہو ملاصوف اس کے مضامین کو ہر ایک شعر  
میں لکھا تا ہو اور اگر تمام قصیدہ میں تعریف نرگس کی بیش نظر مصنف کی ہوتی تو بیت آئندہ میں  
کیا تاویل ہوسکتی ہو۔ خیال کج رویش سایہ برواغ افگندہ کش اوفتادہ زیر مغرورد ہاں

نرگس + ملاحظہ ہو کہ قیاس شارح صحیح ہو یا قول لا تم تجرکما بیت  
سحر کہ دیدہ گردون شبش بہت باز است کند شجبدہ تعلقید آسمان نرگس  
دیدہ گردون سے کو اکب مراد ہو سکتے ہیں اور دیدہ گردون سے آفتاب بھی ارادہ ہو سکتا ہو یا کہ  
تقدیر اول پر جب کہ دیدہ گردون سے کو اکب مراد نہیں خصوصیت سحر کی سب طرف نگہ کھولنی میں  
اسی ہے کہ شام کے وقت بخارات کے ذریعے مانع زیادہ دیکھنے آسمان کے ہوتے ہیں اور  
صبح کے وقت شبہم سے گرد اور بخارات بیٹھ جاتے ہیں اور ستارے خوب چمکد نظر آتے ہیں پس  
نرگس آسمان کی تقلید بشرط کیفیت صدر کرتی ہو اور بیشک نرگس کے پھول ایسے ہی معلوم ہو

میں۔ بیت

لباس خضر پوشیدہ طاس بازی کرد ز بچکان شجبدہ دہشتان نرگس  
طاس بازی ایک طرح کا کھیل ہے کہ بیاضی لوگ کھیلتی ہیں چنانچہ دو ورق طاس کے ہاتھ میں  
لیکیر ایک طاس کو باری باری سے ہوا میں اوڑا کر پھر ہر ایک طاس اوپر لپک لپکتے ہیں کیا  
ان دونوں میں سے زمین پر نہ کرے۔ لباس خضر کہ سبز ہی نرگس میں متعلق ہو اور زرد کا سکہ کہ ہر  
اس کے ہو کہ باکہ طاس بازی کرتی ہو پس نرگس کو باوجود سبز پوشش کی بازیگر بیاضی کہہ سکتی ہیں  
جو غنیمت کیسہ پر از زر کن اسے چمن کہہ کر رساندہ در دروازہ کاروان نرگس

کلی کی طرح ہمیانی اثری سے بھری ہے کہ زیرہ آسمین جمع ہو پس چمن کو رغبت دلانا ہو کہ اس کے  
خوبی کی طیاری کرو کہ نرگس کا کاروان آہو بجا۔ بیت  
خیال کو دلین سایہ برواغ افگندہ کش اوفتادہ زیر مغرورد ہاں نرگس

اسکی کج روی نے شاید عرفی کے دماغ پر سیاہی ڈال دی کہ نرگس کے سر اور دھان میں فرق نہیں کیا اور انہیں سے ایک سر یا دھان کو نرگس کے واسطے ثابت کر سکتے ہیں مگر یہ تاویل کیجئے کہ مغز سر میں ہوتا ہے اور اسکا مغز منہ میں ہے پھر دماغ کی قید پہلے مصرع میں اس تاویل کو بھی نہیں چاہتی مگر یہ کہ وہ بھی تاویل کیجئے کہ دماغ سے وہ حیثیت نالین اور ضمیر میں صریح اول و دوم میں انکار قبل انکار اور عائد نرگس کی طرف نہ

### ہو ایسا

اگر بعض جہن فی المثل شجاعت او دہر نیب کہ ہیں یاسمین بان گرس  
جو عکس لالہ زندہ یاسمین در آگش جو شاخ بید کشد خجہ از میان گرس  
یعنی مدوح کی شجاعت اگر نرگس اور چنبیلی کو حملہ کرے گی یہ تکلف دی تو چنبیلی حملہ کرے جس سے عکس لالہ کہ  
مثال پانی میں آگ لگا دی اور نرگس حملہ کے قصد سے شاخ بید کی طرح خجہ کرے ٹھنچے اور شاخ بید کی پتی  
خجہ کی صورت ہوتی ہیں اور نیب الالہ نہاب کا ہے اور معنی اس کے غارت کرنا بہت  
سیاست تو جہان را برنگ بودارد ز خستگی ست چنچن خرم جو نرگس  
تیری سیاست اور تیرا انتظام جہان کو تازہ اور خوش رکھتا ہے اس سبب سے نرگس کی خستگی شکی  
خوبی کے باعث ہے اور یہ دلیل واضح ہے کہ تو جہان کو تازہ رکھتا ہے۔ بہت  
زیر دست تو جدول مگر بیدہ کہ بہت بجای آب ز فوارہ زرفشان نرگس  
بریدہ فعل اور نرگس فاعل اور جدول مفعول ہے بہت حکم ہے اور نرگس محکوم علیہ اور زرفشان حیثیت ہے  
اور فوارہ اس کے قلم سے مراد ہے اور زرفشانی زردی اور سپیدی مثل فقرہ کے ہے۔ بہت  
زباغ لطف تو گلہا مدد کہے چند فضالہ جہن زکران سو سن از میان خزر  
فضالہ جہن مالی باغبان ہے اس واسطے کہ زائد روئیدگی جو بجز بوسنے پیدا ہوتی ہے اس اندیشہ سے  
کہ پھولوں کو نقصان کر لگی نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔ کتا ہے کہ تیری مہربانی کے باغ میں وہ پھول  
پیدا ہوتے ہیں کہ باغبان کناروں سے سو سن کو اور بیچ میں سے نرگس کو نکال ڈالتا ہے بہت  
مباران ترازشتیاق چہرہ چشم زنج لالہ بیرون آید از میان نرگس  
تیرے سپاہیوں کو جبکہ چہرہ تنگانی اور چشم دوزی کا شوق ہے تو تلوار سے لالہ پیدا ہوتا ہے اور سناں  
نرگس نکلتی ہے کہ ہم شکل دونوں دونوں کے ہیں بہت  
ویرا طوق تو بی فصل آنچنان کہ خزند برای ہریم گلخن زباغبان نرگس  
یعنی تیرے خلق کا شہر موسم بجز ایسا گل نیزہ کہ نرگس کی خرید باغبان سے گلخن کے لیے کرتے ہیں۔

## قصیدہ نعت عشق کہ وہ جواب حکیم خاقانی بہت

دل من باغبان عشق ویرانی گلستانش ازل دروازہ کرباغ و ایدہ خیابانش  
 یہ قصیدہ نعت میں عرض کیا اور حکیم خاقانی کا جواب کیا اور اعمال الجواب پر اسکا نام رکھا اکثر عزیزوں نے  
 متوجع کیا یہی مگر جواب شایستہ اسکا حضرت امیر خسرو نے لکھا کہ اس قصیدہ کو مرآت الفقہا کہتے ہیں  
 چنانچہ مطلع اسکا یہ ہے **دل طفل ست ویر عشق استاد زبان دانش** + سواد و سبق وراثت کونج  
 بیتانش + مطلع ملاعنی کے معنی یہ ہیں کہ میرا دل باغبان عشق ہے اور حیرانی اسکا باغ ہے،  
 یعنی دل عشق کا باغبان ہوا تو حیرانی ہے کہ سواد و سبق باغ اسکے لایق نہیں ہے اور سبق  
 کہ ضمیر شین پہلے مصرع میں عشق کی طرف راجع ہو بہر تقدیر باغ ذکر گلستان کے پیچھے عجب ہے حیرت  
 اس میں تاویل نسبت جز کے کل کے ساتھ کیا ہے حاصل یہ کہ ازل جسکی امامیت لایا نہ لہ ہے عشق  
 کے باغ کا دروازہ ہے اور اب جسکی حقیقت لایا نہ لہ ہے اوس باغ کی کیاری ہے۔ **بیت**  
**گل کہ ز خرمی وی را بخنداند جز درو** نہ ان گل کرود اع شاخ گرماند ز شاخ  
 عشق کے باغ کا بھول اسکا ہمیشہ کی شگفتگی سے دی کو جو خزان کا مہینا ہو مثل فردی کہ باک  
 مہینا ہو خندان او شگفتہ کر دے نہ ایسا بھول کہ فردی کا موسم اسکو شاخ سے علاحدہ کر دے  
 یعنی زمین عشق کی نباتات فنا نہیں ہوتی اور گل میں یا صفت بہت  
 اگر سر ہوا گرد کسی باری درانی **بیت** کہ گرد چہ فند ہمدرد باشد باہ گفانش  
 ترکیب میں گرد فعل اور لفظ کس فاعل اسکا اور کلمہ ہمدرد مواحیثیت فعل اور باری کے لفظ  
 سے آخر مصرع دوم تک جز اسے شرط اور کاف و در ہے مصرع میں حرف بیان اور کس پہلے مصرع میں  
 مبتدئ اسکا اور جو سکنا ہے کہ وادی اسکا مبتدئ ہوا و ضمیر شین کس کی طرف راجع ہے اور ماہ گفان گفان  
 علیہ السلام سے ہے خلاصہ معنی کا یہ ہے کہ اگر کوئی آوارہ یعنی صاحب عشق ہوا و عشق کے گلستان  
 تو یا ہے کہ اس گلستان میں ہو کہ عشق کے صدمے سے اگر وہ کونین میں جا پڑے یوسف اسکا  
 رفیق غمخوار ہو اور سمجھ کر یوسف ایسا پورا پورا چاند حسن کا ہمدرد ہو اسکا رتہ عشق میں کشتہ ہو گیا  
 بلوچ اللہ بخنداند حسن آفتاب **بیت** گویند گرانیش مگر بایند برایش  
 ترکیب میں بخنداند فعل اور قضاء قدر فاعل ایسا اور حسن آفتاب مفعول اور مگر کا لفظ منفیہ  
 معنی استنکار ہے اور گویند گرانیش گویں گشتہ اور حبابہ منفیہ کا مفعول مصدقہ معنی یہ ہے کہ اگر وہ ضمیر شین



راجہ ہر جانب عیسے علیہ السلام کے لینے جب تک عیسے کو گریبان اور بریان نہ لکھیں ہمارے  
 آفتاب کے حسن کے دیکھنے کے قابل متصور نہ ہوں۔ **بیت**  
 کہے کہ علم منطوق دم زندگی عشق شیاہ کہ لٹھاری بدون تہا فصل جیوش  
 بدن انسان کا جنس حیوان میں داخل ہوا اور جب فصل لینے ناطق حیوان کے ساتھ ذکر کران  
 انسان غیر انسان سے علاحدہ اور ممتاز ہوا اور مٹنے یہ کہ جو شخص علم منطوق کا دعویٰ عشق بغیر کرے  
 باوجودیکہ جنس اسکی فصل سے نسبت رکھتی ہو لینے اسکو حیوان ناطق کہتے ہوں اسے حیوان  
 منطوق سمجھنا چاہیے پس معلوم ہوا کہ عشق ایسی فصل ہے کہ انسان کو افراد حیوان سے باہر لاتی ہے  
 اور خیریتیں کی کہے کی طرف راجہ ہے۔ **بیت**

محبت درس معنی گوید افلاطون طلب کو کہ صغریٰ خند دگر ہی فروگر مدبر برہاش  
 علم منطوق میں صغریٰ لومکیرے دو قضیہ لینے دو جملہ میں کہ چاروں شکل برہان کے مادہ ہیں حاصل  
 مٹنے یہ ہے کہ محبت معنی اوجہ حقیقت کا وعظ کستی ہے مطلب کا افلاطون کہ وہی مطلب ہے کمان ہے کہ  
 مقدمہ صغریٰ اسکے فرخات پر ہفتا اور مسخر کرتا ہے اور مقدمہ کیرے کا اسکے قبول نہ کرنے کی حالت  
 دیکھ کر روتا ہے خلاصہ یہ کہ جہاں محبت بیان معنی فرماتی ہے مطلب جو ایک افلاطون ہے بھول اور  
 نارسا ہے اور ترک مطلب جو سبق محبت کا ہے مثل مطلب و مقصود کی ہے اور بعضے نسخوں میں  
 افلاطون اور مطلب کے درمیان دو حافظہ دیکھا گیا اس صورت میں افلاطون اور مطلب مراد  
 ہونگے اور پہلی تقریر بہتر معلوم ہوتی ہے واسلہ علم از مرجم نسخہ اول صحیح ہے کہ **بیت**  
 برنجوری کسی ہارزد کہ گر میر از لذت درلان مردن بود صاحبنا صعبہ قرار  
 یعنی بیماری کے سزاوار ہو شخص ہے کہ جب وہ مرے اسکے مرنے میں تاہم کہ زیادہ لذت وار ہونے  
 سے سوچتا ہے اسکے تاہم دار ہوں لینے حید قربان ایک بڑا دن ہے جان سے گذرنے کی کیفیت  
 جو ہمیشہ کی خوشی ہے آسمین موجود ہے اس معنی میں لذت کے کلمہ کو دوسرے مصرع سے نسبت

دینی چاہیے **بیت**

بران شاید کشودن چشمہ مٹنے کہ چون برکو فتاتی قطرہ ذوق انگند و فخر عاش  
 لینے معنی کا چشمہ اس شخص پر جاری کرنا چاہیے کہ جو ایک قطرہ چشمے کا اسپرگرایا جائے تو اس کا  
 ذوق دریا کے قعر میں اسے ڈالے تینے جزو کے دریافت سے کل کا جو یا اور شخص جو **بیت**  
 چون لذت تیغ بردار دہ جائے سدرہ دکو کہ گرد و عرش لکری حرف نابوشیہ پیش

یعنی اسکی ناز کی تلو اور اسقدر عاشقوں کو کثرت سے قتل کرے کہ عرش اور کرسی اُس تیغ سے ہار  
 ہوئوں کے تابوت میں خراج ہو جائیں سدرہ اور طونے کا گلیا ذکر ہو اور زیادہ اور عظیم ہوتا عرش اور  
 کرسی کا سدرہ اور طونے کی نسبت مقتضی ہو کہ اسکی تیغ ناز کے کشتہ کثرت سے بہن اور اُن  
 کشتوں کی عزت کی طرف بھی اشارہ ہو کہ جبکہ تابوتوں میں عرش اور کرسی خراج ہوں بیت  
 فشانہ مدارل گردی دہن بان بنیم کہ نامش عالمست می کشد دریدہ فاشتر

یعنی عالم جو بادشاہوں کی آنکھ میں جگہ کیے ہوئے ہو اور اسکے دلوں میں غزنی وہ ایک گرد ہو کہ  
 میں نے روز ازل میں اپنے دامن سے جھاڑ ڈالی تھی اسی پہلے ہی اسکو ترک دیا تھا۔ بیت  
 ببال عافیت تالی بر پرواز آوری دل را بجل کن تا بوج زہر بر آریم پشانش

یعنی عافیت کے زور بازو سے دل کو پرواز دینا اہل سلامت کی عادت ہو نہ ارباب عشق کی پس  
 کتا ہو جو ہر دُاس پرند کو تاکہ اوج زہر میں لجا کر اسے پر مردہ اور ہلاک کر دے جو پرند کہ زہر پر کی بلندی  
 تک پہنچے ظاہر ہو کہ افسردہ اور مہجما جائیگا اور گناہیل کا خود امر ہو لفظ کن کا حسن نہیں رکھتا اور  
 بعضے نسخ میں بوج کی جگہ زواج اور بجاے پشان کے بریان لکھا ہو در صورت اوج زہر سے  
 کرہ اثر یعنی کرہ آتش مراد لینا چاہیے کہ زہر سے اوپر ہو دراز تر حجم۔ زہر سے اثر نہ نہیں سکتا  
 دونوں کرہ جدا گانہ اور باہم ضد اور مخالف ہیں اور محل خائے حطی سے ہوا ہونے سے تحریف کالت کی ہو  
 جو اہل اسکی ہاں ہونے سے ہو جیسا کہ صاحب غیاث اللغات نے اسکی تحقیقات کی اور صاحب ہارحج  
 لکھا ہو کہ محل کبر اول دفعہ و نہ کشیدن خون و جزآن وبالفظ کردن استعمال ہاں شریف سے خون لم  
 خودی و کردم حلال + جان زخم بردی و کردم محل + انتہی۔ میرے نزدیک توجہ شعری یہ ہے کہ عافیت  
 بہمان پر مقابل عشق ہو اور کردن زہر شیدا البرودہ ہے یعنی امن الامان اور عافیت اور سلامت کمال سے دل کو  
 کب تک اور اتنا اور صفات ہلاکت سے بچا ہو گیا اور کیا حاصل تھے اس عمل سے ہو گا مجھے خون صاف  
 اسکا کرد اور پھر دیکھو کہ عشق کی سوزش سے وہ حرارت دل میں پیدا ہوں کہ ایک دفعہ بلندی کرہ

زہر پر چڑھ جائے تو وہاں سے بھی جل چکا کرے بیت

بریشان دیدہ این کو می میدان مجازی را زبام چو شمر بر کن کہ گزین سید ہم پشانتر

ارباب غفلت کو حال دنیا سے آگاہ کرنا کہ اُسے تو نے بریشان دیکھا ہے کبھی ہوش و حواس اور غور سے  
 نگاہ نہیں کی عقل کے بالا خانہ پر چڑھ کر دیکھ کہ اس عالم ظاہر کو رنگین دکھاتا ہوں اور بینہی اور سرخ  
 کی راہ سے کہا ہو دراز تر حجم فقر آخر خلاف قرنیہ مقام اور مضمون بیت بالا ہو اور یہ کلام مرقا نہیں بلکہ

## جدائی کی لاجبھی — بہت

امام شہر نے ہادی مادر دم مروں شہادت بر زبان راند مبارکباد و ایش زمانے کے مرشد کہ راکا میں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں انکی بچو کرنا ہو اور طعنہ سے کہتا ہو کہ مرتے وقت کلمہ پڑھتے ہیں اور ایمان انھیں مبارکباد دیتا ہو — بہت

لے آؤ دہشتی می نعد برسیہ نغمہ دل تنگ نہانا گرد لب میگردد افغانش

داؤد کا ہونٹ نغمہ کی چھائی پر ہاتھ رکھتا ہو یعنی اسے چپ کرنا ہو کہ میرے دل تنگ نہ ہوں مومن افغان اور شور و جوش کر رہا ہو اور داؤد باوجود خوش الحانی کے چپ ہو کر شستے کی طرف نکل ہو اس بہت تین دست لب ایسا ستارہ ہو کہ منے کے منہ پر طباخچہ مارتا ہو — بہت

سلامت را بد نیستی بر یکشد خاستے کہ فرمان میرود در کشور دلمای ویرانش

نہستی کا قبول کرنا اس بادشاہ کا کام ہو کہ ویران دہلی کی ولایت کا حاکم ہو اور دہلی ویران سے مراد اولیا میں اس اعتبار سے کہ محبت دینا سے خالی ہیں (از مترجم) شاہ سے مراد عشق ہو اور دہلی ویران سے دہلی سے عشاق جنہیں عشوق کے سوا اور کچھ نہیں اور معنی یہ ہیں کہ عشق سلامتی کا دشمن ہو جان اسکو طے نیست اور ناجو کر دیتا ہو بہت

دلت لیش ست روز بخیر الماس ہر ہونہ کن در گشت عشق آباد و شاد و خوش رہا

خاشقانہ نصیحت کرنا ہو کہ اگر دل زخمی ہو الماس سے کہ وہ زنجیری پسند کے زخم کا مرہم ہو زنجیر اس دل کی ہر ایک بال میں ڈال لینے خوب ہلاکت میں لاؤ اور عیش آباد کی سرای میں کہ تین بیستان حافیت دوست کا مقام ہو علاج قبول کرینگے شفا خانہ میں نہ لاؤ اور گشت فارسی کا ف سے سیر کے معنی ہیں — بہت

زایان گردلت آہیب میاید بدیش بر کہ بر بندہ خضر کفر بر بازوی یقانش

یعنی ایمان سے اگر تیرے دل کو صدمہ ہو پوچھ تو بت خانہ میں اُسے لے جاؤ کہ تونیز کفر کا اسکے ایمان کے بازو پر باندھ دین اور آسیب سے نجات اور شفا دین کسو اسطے کہ کفر عشق حقیقی بہتر اسلام لیا کی ہے ہو اور اس بہت میں ملاعن نے آسیب زدن کی سی بات کہی ہو یعنی مناسب تھا کہ تونیز کو آسیب زدہ لینے دل کے بازو پر باندھ دیتا اور اُسے آسیب نہ لینے ایمان پر باندھ دے

روز مترجم — ایمان بالغت سو گند باد قوتما ۱۲ منتخب میں خلافت یسار و قوت و سو گند ایمان و ایمان جمع ۱۲ صراح ایمان بالغت سو گند باد قوتما و دستہامی راست ۱۲ اغیاث میرے نزدیک اس بہت کا

کا خیال ایمان بافتح جمع میں مجھے دست راست کی ہر جیسر تو یزید باندھے ہیں نہ ایمان بالکسر اور نہ ایمان  
شراح نے بیان کیے اور ایمان صیغہ جمع مجھے عین مفرد کے لینا چاہیے جیسے کہ جو صیغہ جمع مجھے مفرد  
فارسی میں متصل ہو یا کہ اطلاق اسکا نصیغہ جمع عین ویسا دو لون پر نقل کیا ہو جیسے شرفین اور عزیزین  
اگر بجائے لفظ ایمان ایمان ہو تو بہت خوب ہو یہ شاید سیریف کا تلب ہو۔ **بیت**  
ہم نگرانِ رخنہ درختی کن رطوفانِ تنگ شاہ دران دریاے بی ساحل کہ تسلیمت پایا  
لیجے اگر دیای طوفان میں کہ محلِ ملاکت ہو جوش کم ہو تو کشتی میں ملک سے سوراخ کر اور یہ غیر ممکن ہو  
لیجے ہر چند ڈوبنے کا امکان ہو وے پھر بھی اپنے تئیں غرق کر دے اس دریاے ناپید کار میں جسکا

پایان تسلیم ہو اور وہ دریاے معرفت ہو۔ **بیت**

دلِ احسن عملِ ستانِ لشکرِ کفنِ عصیان بعصمت ہر کہ ناز و مصیبت دان ترکِ عصیان  
لیجے دل کو حسن محل سے اٹھائے لیجے غور سے اسکو خلاصی دے غرض ہر چند دل نیک کام کرے  
اسپر چھوڑا کر اور گناہ کے ہاتھ میں اسکو تنگ کر لیجے گناہ کی تمت اسپر رکھ اسواسطے کہ جو شخص  
یا کہ امنی اور یار سانی پر افتخار کرے اسی عصمت خود گناہ ہو **بیت**

نبویش آن می کرد کہ آئینہ گرد و کفر و ایمان را پنجم ہم امام و برہمن گردند حسبِ دانش  
لیجے شراب پیے تو ابسی مشہ اپنی کہ اگر کفر اور ایمان کے لیے آئینہ بنے تو امام و برہمن کی آنکھ میں  
اسکی حیران ہون اور امام و برہمن کی آنکھ میں حیرت زدہ ہو جائے لیجے نشہ کے اثر سے کفر و  
ایمان کی ماہیت اسپر روشن ہو جائے اور جانیں کہ دوئی منظور نہیں۔ **دہم** ہم مجھے پنجم ہر کہ **بیت**  
سناں از بری جسم درین میزخان ناگر خضر رنگ دلما ز دسبوی آبِ جواش

یہ بیت ابیاتِ نعت میں واقع ہو اور نصفِ نسون میں مصنف کے ابیاتِ خزانہ میں دیکھی گئی اور  
اس صورت میں ضمیر میں مجھے خود کو کہنی چاہیے اور باقی فقرہ معنی واضح ہو اور تقدیر اول برحق  
ہیں کہ میں شراب کے لیے ٹھیکر لیجے مٹی کی ٹوٹے برتن کا ٹکڑا تلاش کرتا تھا کہ اچانک فلرخا  
میں حضرت خضر آئے اور سنگ لون پر حقیقت محمدی کی حقیقت کا گواہ اور بے شکا اور شہادت دلی ہو  
لو آبِ حیات سے زندہ دل کر دیا لیجے ہم جو بر سفال کے تلاش کرنے والوں کو گواہ انجیات کا دیا نیست  
معنی بھی ظہور سے بنائے جاتے ہیں ورنہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہو مصنف نے بیشک معنی کے موتی کو  
پتھر پر مارا اور ٹھیکری کو موتی کی جگہ پر دیا ہو (اور مقرر جم۔ یہ بیت موزون نعت میں نہیں اور  
زینے اسکے درست ہوتے ہیں پس نعت کے ابیات میں داخل ہونا غلطی کا تلب ہو مصنف پر

الزام اسکا طلاق انصاف ہو اور بیت فخر بہ ہی بیت

گلستانی بہای فیض اور زیر پر دار و کرمی ناز و نراغے بہ بد و روح سلیمان  
گلستانی میں یا سہ تو صیفی ہو اور ہمارے فیض میں اضافت بیانی اور یہ مرکب اضافی فاعل ہو واک  
اور گلستان محول مقدم ساور نراغے میں یا سہ معروف مصدر ہو اور روح سلیمان میں اضافت لامی  
اور ضمیر میں کامرچ گلستان ہو اور محنی بہ میں ایسا باغ مدوح کے فیض کا ہمارے پروان میں کھتا ہو  
کہ اس کے نازع ہونے پر بہ بد اور روح سلیمان کو افتخار ہو (از ترجمہ) گلستانی جو یہ صوفی ساتھ با  
توضیحی کے ہو اسکی صفت مصرع دوم ہو اور ہمارے فیض میں اضافت تشبہی ہو نہ بیانی اور ضمیر  
جو راجع گلستان کی طرف ہو ترکیب میں مضاف الیہ زاغی کیا ہو) بیت  
بہشتی نہ بہت گلشت اور دار دکہ بہشت زطوبی باج میگرو پی بانیچہ ریخانش  
ترکیب اس بیت کی بہت سابق کے طرز پر ہو اور تقریر معنی کی یہ ہو کہ جناب پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی سیر اور تفریح کا ایسا بہشت ہو کہ ریخان اسکا ٹھیل کے لیے طوٹے سے محصول لیتا

ہو بیت

گل رحمت بود خود رو گاہ گلشن طبعش صفت امکان بود حق ناشناس نعمت نثار  
یعنی رحمت کا پھول ایک خود رو گھاس ہو جو اسکی طبیعت کے باغ کی ہو اور چونکہ خود رو گھاس  
کثرت سے ہوتی ہو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مدوح کی طبیعت میں رحمت کثرت سے ہو اور دوسرے  
مصرع میں کہتا ہو کہ موجودات ہستی اسکی حق شناسی کی استعداد نہیں رکھتی اس سبب سے  
کہ اسکی نعمت نہایت درجہ افزونی پر ہو۔ از ترجمہ گلشن میں ہر طرح کے درخت عمدہ پھولوں کے  
ہوتے ہیں جنکی پرورش اہتمام سے ہوتی ہو اور گھاس ایک بقدر روید کی ہو جسکو کوئی نہ بوتا ہو اور  
نہ کوئی اسکی پرورش کرتا ہو پس اس بیت میں رحمت کی صفت کو گھاس سے تشبیہ دینے میں یہ  
بھی ظاہر ہوتا ہو کہ جس باغ کی گھاس صفت رحمت ہو تو اسے پھولوں کے درخت کس قدر اعلیٰ  
درجہ کے صفات ہونگے)۔ بیت

نثار سادہ ترین بخشی کہ نظم الاسکان ہریم گذار قافیہ ہرگز نہ بتا وہ بسلمانش  
اپنے فخر میں مصنف کہتا ہو سادہ ایک شہر ہو جہاں سلمان سادگی رہتا تھا اور لفظ زیبیہ ہو  
اور الاسکان یہ صفت نظم کی ہے یعنی میری نظم بلند سے جو الاسکان کی سیر کرتی ہو شہر سادہ کو نصیب  
نہیں ہوا اس واسطے کہ میرے شعر میں راحتگ سے گذار قافیہ کا سلمان پر نہیں ہوا اور بیان

ضرورت مطلب کی بھی وارد کیے اور ضمیر میں راجع نظم کی طرف ہو۔ (راز مرقم)۔ اس بیت میں تعقیدات کے سبب فہم معنی میں شاید وقت ہوا اور تقریر کرنے میں شارج بھی صاف نہیں اس واسطے اصل عبارت متن کی لکھی جاتی ہو ساوہ ازین بخشی ندارد کہ گذار قافیہ نظم لامکان سیر من بر سلمان ہرگز نیفاہ است

### قصیدہ در موعظت گفت بہ

فلکست رنگ شباب و ہنوز عنائے دوران دایر کر زادی ہنوز آجائے  
یہ قصیدہ بھی مصنف نے خوب کہا ہے اور معنی ظاہر ہیں کہ جوانی گئی اور تواب ملک جوان اس میں  
سمجھا ہے اس ملک میں کہ تو پیدا ہوا وہ غفلت اور نادانی سے ابھی تک اس میں تو ہو لینے تو بڑھا  
ہوا اور کالی کی غفلت کو تو نہیں چھوڑنا۔ بیت

اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خوش بجاہ دیل و دیدہ نکشائے  
یعنی اگر اپنے تئیں آئینہ میں دیکھ کر اپنی بد صورتی کی شرم سے ایسا رم اور دشت کرے کہ بجز  
میں دوش کے جسکا نام دیل ہو کرے اور پھر بھی تو آنکھ نہ کھولے کہ ایسا نہو پھر بیوقوفی صورت  
نظر آجائے۔ بیت

ہزار مغلط دارد در آستین ز ہزار کلاہ گوشہ دانش عشق نہ سمانی  
یعنی عشق ہزار طرح کے فریب اپنے پاس رکھتا ہے اسے ہرگز عقل کا کلاہ گوشہ نہ دکھلائیے عقل  
عشق کے پاس نہ جانے دینا کہ عقل کو ایک لیجا لگا اس بیت میں واعظوں کے طریقہ نصیحت ہے  
کہ عقل کو عشق سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ بیت

شکستہ اندوہ شان ہمان شکستگی تو شند رستی و بر مویاے افشاری  
یعنی کالموں نے اپنے تئیں توڑ ڈالا ہے اور اپنی شکستگی کا علاج نہیں کرتے بلکہ زیادہ شکستگی چاہتے  
ہیں اور تو ان کو نادان شند رست ہے اور تن پروری کے شوق سے مویا کی کانٹے ضرورت  
استعمال کرتا ہے۔ بیت

سپر ہضیہ عقاب و کنون در باب کہ تو بد عوی ہستی چہ راز مینائے  
یعنی آسمان باوجود اس عظمت اور تاثیر کے جو تمام عالم کے موجودات میں اس کی ہی عقاب کا انداز  
لینے کا معدوم ہے غور کر کہ تو جو بد عوی ہستی کا کرے یہ ایک بیہودہ بات ہے بیت

ہم بہشت جو قرب دوست ہم بہشت قدم فراز ترک نہ چہ گرم سودا کے  
مصنف بہشت اگنے سے روکتا ہو اور کہتا ہو کہ بہشت کے مقام سے قدم بڑھا کر آگے رکھ کر کیا تھے  
سودا ہوا ہو دوست کا قرب ایک بڑی چیز ہو چاہیے کہ تو اسکی طلب کرے جسے میں یا تو تقسیم ہو  
اور فراز کے کئی منہ میں بیان آگے کے میں اور لفظ ترک کا جو فراز کے ساتھ ہو تفصیل کے واسطے اور حق کا  
کہ ترک میں ہو نصیہ کے لئے اور گرم سودا وہ شخص جو نہایت چاہت سے سودا کرتی  
چہ عذر ہا ہو جو نہی معاہدہ را بجش لعاب نہایت کہ قند مینا کے  
تمام عرصہ شکر کس فرد گسید اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی  
یہ دو بیت قطع بند میں یعنی تو گناہ کرتا ہو اور عذر ہاے استوار طیار رکھتا ہو اور وہ معذرت گویا ہو  
گویا کہ تو قند حکم چکر رہا ہو اور رال اسکی تیرے منہ سے کرتی ہو اسکو تو کچھ لینے واپس لے حاصل کیا  
گناہ سے باز آئیں تو اگر تو قیامت گاہ میں ایسی شکر فروش ہو یعنی عذر داری کر گیا تو کھیاں تمام  
میدان شکر کو گھیر لینگے لینے کردہ معلوم ہو گا اسواسطے کہ کھینوں کا کسی مقام پر کثرت سے ہونا  
کراہت کی علامت ہو۔ بہت  
عصار کف نہ و کبیر فتح خوان و در کہ نشود ز تو بہت کہ نہا لانا کے  
لاٹھی ہاتھ میں یعنی علامت کمزوری کی ہو کہ بہت اسطرح معذور نہیں رکھتی اسواسطے کہتا ہو  
کہ لاٹھی ہاتھ سے رکھ دو یعنی کمزوری کے اسباب چھوڑ دو اور فتح مقصود کے لئے اللہ اکبر  
اللہ اکبر کہو اور اپنا راستہ لو اسواسطے کہ ایسا نہ بہت تیرے عذر نہ اتنی کو قبول نہ کرے اور  
پھر شکل ہوا اور کچھ بن نہ پڑے۔

### قصیدہ در مدح شانزادہ سلیم گفت بہت

دگر غیر طبیعت باز آگاہ ہے بجا عالم ملکوت ست مملش رہے  
یہ قصیدہ شانزادہ سلیم کی تعریف میں ہو اور محل کا ذکر سفیر کے لیے استعارہ تلکیم و اور لفظ  
دگر کا جو ابتداء کلام میں لائقین وہ اول کے مقابل نہیں لینے آگاہی کے ساتھ نہ غفلت سے  
غیر طبیعت کی سواری عالم ملکوت کو روانہ ہوئی یعنی طبیعت نے عالم ملکوت کا سفر عقل  
کامل کے سامان سے اختیار کیا ہو۔ بہت  
ہمیں رو بہ خبر داری جوابت کس ز بہر خفت نگید آنہ گوہر شاہی

لفظ ہی کا لانا پہلے مدعا کے قبول کا اثبات ہی اور زود فعل اور سیر طبعیت کے پہلی بیت میں مذکور ہے  
 قائل اسکا اور خریداری جو امر کا ذکر سیر طبعیت کے لیے استعارہ ترشح اور یکدہ گورہ صوفی ہے کہ سب  
 میں ایک ہی ہوا ورہ میں قیمت ہوتا ہے یعنی طبعیت کا عالم ملکوت میں جانا جو ہر قدس کی خریداری کے  
 لیے ہی تاکہ گو ہر شے با حصول شہابی میں بطور تحفہ پیش کرے۔ **بیت**  
 طراز دولت جاوید شانزادہ سلیم کہ یافت بازوی اوصلت ید الہی

شانزادہ سلیم صوفی ہے اور طراز صفت مقدم اور موصوف بدل ہے یکدہ گورہ کا جو بیت سابق میں ہے  
 اور مصرع ثانی صفت ثانی یعنی گو ہر یکاے شہابی شانزادہ سلیم ہو کہ زینت دولت جاودانی ہو اور اس کے  
 بازو سے منصب جلالہ قدرت الہی کا حاصل کیا ہو۔ **بیت**

ستودہ کہ بعنوان نامہ و عافش حسود او تبصوہ نوشتہ جم جاہو۔  
 لفظ ستودہ کا جو بیت کے شروع میں آیا اس طرز سے کہ صفت کی تعظیم اس سے نکلتی ہے اور کاف  
 مابعد اس تعظیم کو بیان کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ حاسد برے لقب کے سوا محسود کے حق میں نہیں سوچتا اور  
 اگر تعظیم کا لقب اس کے تصور میں آوے تو یہ تصدیق اس کی عظمت کی ہے معنی یہ ہے کہ شانزادہ مدوح  
 ایسا ستودہ اور مدوح ہے کہ سرنامہ تعریف پر اسکو حاسد جم جاہ تصور میں لکھتا ہے اور عنوان کی قدس  
 معلوم ہوتا ہے کہ نامہ کے اندر زیادہ اس سے بہت کچھ تعظیم اور تکریم کے الفاظ مبالغہ کے ساتھ لکھے  
 ہونگے جب حاسد کا یہ حال ہے تو خیر خواہوں کے القاب اور ادب جس عظمت اور شان شوکت کے  
 ساتھ ہونگے اس کی مدد و غایت نہیں ہے۔ **بیت**

زہے ضمیر تو پاک از عبور سہو و خطا چو زمرہ ملکوتی تر سخطے و ساہے  
 اس بیت میں مدوح کے دل پر صواب کی تعریف ہے اور زہے کا ضمیر ہے جسے دیکھ اور جہذا  
 وغیرہ محظی اسم فاعل باب افعال سے اور ملکوتی میں یا نسبت اور ملکوت مثل نفوس میں کہ سہو و خطا سے  
 جو لازم غفارت سے ہے منفرہ میں اور زمرہ ملکوت مشبہ بضمیر شبہ اور درجہ شبہ سہو و خطا سے پاکی  
 اور تہتہ برہمنے ظاہر ہے **بیت**

جو خالق و راسے تو آتش فروز در شونہ سز و کم دو و کد عنبری شرابی  
 حرف خالق کی تشبہ سے اور راسے کی روشنی سے کرتے ہیں منہ تیرے خلق اور راسے اگر ناستہ  
 آگ روشن کریں یعنی آگے منور کریں تو اسکا دھواں عنبر کا کام دے اور تیکھا اسکا چاند کا لکڑا لکڑا  
 اور عنبری دہائی میں یا سہو و خطا سے **بیت**



حسود جاہ تو درنگنامی عشم ہر دم فراق نامہ نوید ہر گنگ نامے  
 فراق نامہ طالب مطلوب کو لکھا کرتا ہوا سوا سطلے کتا ہوا کہ او مدوح ترے مرتبہ کا ماسنہ اذہم کے سب  
 مرگ نامگانی کا مشتاق اور طالب ہو یعنی جلد مرنے کا آرزو مند ہو۔ بہت  
 چوخل جاہ برار قام ہندسی فکسنی بدون صفر بودیچ فرد چہا ہر +  
 جاہ کی تعریف جس طرح بلند سی کرتے ہیں افزونی سے بھی کرتے ہیں اور صفر سے مرتبہ عدد کا بڑا  
 ہوتا ہو بقدر دس گونہ کے یعنی ایک سے دس اور دس سے سو۔ کتا ہوا کہ ترے مرتبہ کی پرچہ جاتیں اگر  
 اعداد پر گئے تو بدون صفر دینے کے پانچ کا عدد اس کے اثر سے پچاس ہو جاے

### قصیدہ در موعظت واقع شد بہت

بسعی گو ہر اندیشہ راز دین کشای کلید موم سہ قفل آہنیں کشای  
 یہ عمدہ قصیدہ نصیحت میں لکھا ہوا تقریبی یہ ہوا کہ دین کا راز اندیشہ کی کوشش سے نہ کھولا سوا  
 کہ سعی اندیشہ موم کی گنجی ہو یعنی نرم اور سہل اور دین کا راز دوسرے کے قفل کے مثل سخت ہو بہت  
 بہشت زار مقام دراز دستان ست در مشاہدہ بروی میوہ چین کشای  
 زار فائدہ کثرت کے معنی کا تیا ہوا جس پر واقع ہوا اسی کی کثرت مقصود ہوتی ہو جیسے گلزار لالہ زار یعنی  
 بہت گل اور بہت لالہ اسی طرح بہت زاریت بہشتوں کے معنی میں ہوا دراز دستان کنا یہ  
 تر لیمان سے ہو یعنی بہشت کا طالب ہونا خاصوں کا کام ہو مشاہدہ عشوق حقیقی کا دروازہ  
 میوہ جتنے والوں پر کہ تر لیمان ہیں نہ کھولنا چاہیے اور بعض نسخ میں زار کے بجائے راز دیکھا گیا اور  
 لفظ نیست کا آخر مقرر اول ہیں اس صورت میں بہشت مضاف جانب راز ہو گا اور بہتر ہو گا تبوں  
 کی تحریف معلوم ہوتی ہو (از مترجم)۔ جو نسخہ شارح علیہ الرحمۃ نے اختیار کیا اور اس کے معنی بیان کئے  
 اُسے اندازہ رائے شارح کا معلوم ہوتا ہو میرے نزدیک نسخہ ممتاز یعنی ہو اور اصل نسخہ ثانی ہے بہت  
 ہنوز در رحم ست انکہ طبع دائہ اوست بروی سرائل دیدہ چین کشای  
 رحم محل حسین لطفہ منتقل ہوتا ہو اور وہ لطفہ چند روز میں کچھ بچتا ہو اور اس کو فارسی میں زہد  
 کہتے ہیں اور چین لفظ جیم عربی وہ کچھ ہو کہ پانچ چھ مہینے کا پیٹ میں ہو اور تقریبی ہے کہ کچھ شخص بہت  
 کی دلی کے کوہ میں پتا ہو زہد میں ہو دنیا میں نہیں آیا یعنی بہت غافل ہو چاہیے کہ ایسے کچھ  
 کے سامنے اسرار الہی بیان نہ کئے جائیں۔ بہت

برائے کہ زہر دولت نہفتن راز بکاوش نفس سیر واپسین کشای  
 نہفتن راز غافل اور کرہ مفعول فعل زہر کے ہیں یعنی جو گرہ کہ اخفا راز نہ تیرے دل میں لگائی یعنی جو راز  
 قابل اخفا ہوا اسکو نہیں جانیے کہ آخر وقت کی تیر سانس سے تو کھوے یعنی جاگنی کے وقت کے سانس  
 تیر اور طلبہ طلبتی اور بات کا منہ سے نکالنے کا امکان ہو وہ راز ظاہر نہ ہو بہت  
 خدنگ طعنے بہت نشانہ سے طلبہ مشکب ثرہ بروی جو عین کشائی  
 خدنگ طعنے اور طعنے بہت اضافت لامی کے ساتھ ہیں زمین اضافت تشبیہی ہیں اور مشکب  
 سوراخا رہنے کو کہتے ہیں اور وہ اسم مفعول باب تفعیل کا ہے اور مشکب مجرد بمعنی سوراخ کے ہے یعنی  
 بہت اسی ناگ میں رہتی ہے جو کوئی ناموسے اللہ کا مشاہدہ کرے اس پر طعنے کا تیر چلائے پس چاہیے  
 کہ تو بزرگ غرض پر نظر کرے کہ بہت سے دور ہو جائیگا اور ملک کو بہت پاس پاس ہونے بال کے  
 سبب مشکب کہا گیا (اسمیں بھی اضافت تشبیہی ہے) بہت

اگر دولت در خرابی عافیت تنگ ست ہزار گونہ عمارت بہل ہمیں کشائے  
 یعنی تیر اول اگر عافیت کی خرابی سے تنگ ہے مناسب ہے کہ ہزار طرح کی آبادی جو عافیت کے کام آئے  
 سب کو دور دفع کر اور یہی نہ کھول یعنی اسی دل تنگ کی دست پسند نہ ہو بہت  
 دیکھ کہ غمی سہ برون نیار دزان بروی صرفہ کار دل خرب کشای  
 ہر نہ جی نفع یعنی جس کھڑکی سے غم کی صورت نظر نہ آوے غمکین دل کے فائدہ کے منہ پر نہ کھول یعنی

دل کا فائدہ خوشی میں خیال نہ کر۔ بہت

محل شناس طرب باش یعنی آن عشت کہ اگر غم تشیند بر رخ جبین کشای  
 خوشی کا موقع معلوم کر کہ کہاں ہو اور پھر مصنف نشانہ ہی اسکی کرتا ہے کہ جہاں غم کی گردن پڑے  
 یعنی غم نہیں نہ آوے چاہئے کہ تو شگفتہ نہ ہو جہاں کشودن شگفتہ ہونا ہے حاصل یہ کہ طرب کا عمل  
 غم ہو۔ بہت

اگر نہ در رہے نعت وجود ہر + ز آسمان در شنیع بر زمین کشای  
 یعنی اگر تو سالک نہیں ہو تو وجود کا قصد نہ پسند کر اس واسطے کہ جو افراد نے ترک وجود کیا اور  
 اسکی رعایت کو بالکل نعت سمجھے آسمان سے طعنے کا دروازہ زمین پرست کھول یعنی اگر نعت جو  
 لکھا گیا تو آسمان سے طعنے نازل ہونے کے ترے باشندہ تیر پرور ہیں (از مترجم بعض نسخوں میں  
 یہ ہے اگر تو در رہے نعت وجود ہر اور حاصل دونوں نسخوں کا ایک ہی ہے آسمان اور زمین سے



دل کے متاع کو کہ باضافت تشبیہی وہی دل ہو دوست کے سوا دوسرے کو نہیں دینا چاہیے یعنی بخود دوست کے دوسرے کا دل بستہ اور دل دادہ نہ ہونا چاہیے اگر قیمت اسکی لینے معاوضہ اسکا سلیمان علیہ السلام لگین اپنا دین جسکی برکت سے تمام انسان اور جنات پر حکومت اور سلطنت کرتے تھے تب بھی دل کو نہیں دینا چاہیے۔ دل بصد گاہ دہریش کو ہرست الہم بہت زجل صاحب خرمن نصیحت مست این رخ کہ مرحت کن دامن خوشہ چین کشای کھلیان فالون کے زجل سے نصیحت ہو کہ مہربانی کرو اور باری بنینے والے کا دامن نہ کھولو اس واسطے کہ خوشہ چین کے لیے کس قدر ہو گا کہ کھلیان والے اپنی نعمت کی ناشکری کر کے فراغت کرتے ہیں اور اگر فراحم ہوں تو بخیل اور طعون بن پس مناسب ہو کہ ان غریبوں سے پرہیز نہ کیا جائے کہ جو کچھ دامن میں ہے چھوڑ جائے

### قصیدہ و منقبت خدیو خاقین علی کرم اللہ وجہہ کفایت بہت

تبارک اللہ از ان آسمان شباب کرنگ کہ نعل آمینہ زگلش زیدہ رنگ درنگ یہ قصیدہ دو مطلع کا امیر کوئین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں لکھا ہے اور مصنف نے اپنے اندیشہ اور فکر کو زور دیکر لکھا۔ سنئے تبارک اللہ کے ہیں خدا تعالیٰ برکت سے اور اس لفظ کو اس مقام پر ذکر کرتے ہیں کہ تعظیم مقصود ہو۔ آسمان شباب صفت مقدم موصوف پر جو کرنگ یعنی سب سے اور آئینہ رنگ صفت نعل کی لینے ایسا نعل کہ آئینہ کے مثل صاف شفاف ہو اور زیدہ کا فاعل نعل اور رنگ درنگ اسکا مفعول ہو اور اضافت رنگ جانب درنگ اضافت بیانی ہو نہیں باضافت تشبیہی ہو

اور تیسرے پر معنی ظاہر ہیں۔ بہت

اگر بساحت میدان او در آید غم و گزشتادہ شود از ہجوم غم دل تنگ معنی یہ ہیں کہ اگر غم اس گھوڑے کے کشادہ میدان میں آوے تو اس کے اثر سے غم کی بستگی کشادگی سے بدل جائے تھے کہ بعد اسکے اگر غم کا ہجوم کسی دل میں ہو تو اسکو کبھی کشادہ کر دے اور پر خیزہ راحت کے معنی میدان ہو اگر بیان ارادہ کشادگی کا اس سے کرنا چاہیے اور اضافت بساحت میدان کی دینا مستکہ نہیں ہو۔ اگر شرط کا کلمہ ہو اور کشادہ شود جو دوسرے مصرع میں ہو اسکی جزا ہو۔ اور وجوہ غم

مقتضی تنگی کا ہوتا ہو۔ بہت

درین نفس کہ وہ ہمنان اولیٰ شہانہ روز تہذیب سہر تلنگ

شاطر سپر سے باعتبار امتیاز میانی سپر مراد ہے یعنی آسمان جو رات دن شلنگ مانتا ہے غرض اس میں شلنگ  
 اسکی یہ ہو کہ وہ چاہتا ہو کہ ایک دم اس کے ساتھ دوڑ کر چلا اور شلنگ گلابازی کے معنی ہے کہ شاطر لوگ  
 اسکا استعمال کرتے ہیں۔ (از ترجمہ شاطر حیثیت و چالاکہ و تند و اطلاق ان بر یک و جلو دار نیز کنند)  
 و شلنگ بوزن خدنگ ران آدمی و جبرستن در مویہ شلنگ کبیر اول و فتح دوم قاصد ان مکان  
 چون ایستادہ باشند برچہ بند بر غلطی کہ باشند پائے ایشان تا سرین میرسد و نیز یک گونہ جبرستن و اثر و نہ  
 و با لفظ زدن مستعمل کہ ذاتی بہار عجم اور نفس اول تخریف ہو پس ہو اور نسخہ صحیح درین ہو پس ہو بیت

سکروی کہ چنان بردود بر غمہ تار کہ لغت لب گشتاید بعرضہ آتنگ

سکروی میں پائے توصیفی اور صفت اسکی آگے کاف کے ساتھ ہو مویہ الفضل میں غمہ نون کے  
 پیش سے نرم آواز کے معنی میں لکھا ہو اور آتنگ عام ہو خواہ لبت ہو خواہ بلند اور آتنگ یک  
 مقام بھی مقامات ہو جتنی سے ہو یعنی ایسا سبک رو ہو کہ لغت جو تار سے ٹکڑو جو حاصل کرے اسکا  
 وجود لینا اور آتنگ تک ہو چنانچہ نام اور ملا ہو اسکی ایسا بلکہ چھلکا کہ جاتا ہو کہ لغت کالب آتنگ کا  
 آتش نہیں ہوتا حق یہ ہو کہ مبالغہ کو اس حد تک ہو چنایا کہ اندیشہ اسکی شرح میں لب نہیں کھول سکتا  
 اور طم مساحت اس مرحلہ کی آرمانی سے نہیں ہو سکتی۔ بیت

جہندہ کہ نگاہ جہندہ کے شاید کہ جہنش آید ہرون ز جامہ رنگ

جاننا جاسے کہ ترکیب نحوی میں لفظ جہندہ فعل ہو اور اسب جسکا اوپر ذکر ہوا فاعل اس فعل کا  
 کہ ایک قسم کی صفت اسمین سمائی ہوئی ہو اور اسکو صفت کا شفعہ کہہ سکتے ہیں کاف اسکا سمین ہو اور جہنش  
 وہی تن مراد ہو اور اضافت جو ہر جانب ثن فیصل اضافت عام خاص کی طرف ہوگی اور جامہ رنگ کی  
 بھی ایسی ہی ہو اور یہ لفظ اور یہ ملاپ ایسا ہو کہ سیقت صورت فرضی کے سوا اسے ایک دوسرا  
 سے جدا نہیں ہو سکتا اور ممکن ہو کہ دو صورت فرض بھی شدت لفظ سے غیر متصور ہو پس وہ  
 گھوڑا ایسا کو دینے والا ہو کہ جب وہ کو دے جسم اسکا شل رنگ شکستہ قائم نہ رہے اور جامہ رنگ نشان  
 کے لیے ہو اس سے خالی رہ جائے۔ اور اکتد جانے (از ترجمہ)۔ جہندہ فعل نہیں بلکہ صیغہ ہم  
 فاعل ہو اور نہ اسب فاعل ہو بلکہ اسب بوق الذکر متبادا مقدم ہوگا اور جہندہ موصوف اور صفت

مابعد کی ساتھ خبر اسکی۔ بیت

اگر گندیش ط مسافت اصداو ز طبع شہد تجا سے رود بطع شنگ

معنی اگر گھوڑا اصداو کا جو جہندہ ورنے اور اچھلنے کو دینے والا ہو مثلاً اصداو کی درمیانی مسافت کو

کہ سجدہ کرنے کی طاعت ہو مگر اگر کسی کو ایک قدم میں شہد تینوں کی طبیعت سے اندامین تلخ کی طبیعت

کو پہنچ سکتا ہو۔ بیت

اگر گندہ بوی نسبت و رنگ نسبو  
شباب فتم شود بعد ازین زلف و رنگ  
اس بیت کے معنی یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض سہو آدیر کی نسبت اس کی طرف کریں تو بعد از ان  
لفظ دیر سے عجلت منہوم ہوگی۔ بیت

ستارہ گفت کہ ایک سپر چشمہ ہر  
نشانہ رسم او دیدہ چون بردی رنگ  
معنی بیت کے یہ ہیں کہ ایک فہم اول و فتح لام و سکون نون و کاف فارسی تیری سبزہ زار و یقین معنی  
دیوار مور جال قلعہ گری غیاث لینے ستارہ نے جب دیوار سورج پر دکھیا تو کہا دیکھو اور کیا یہ آسمان ہو

اور شارا الیہ اس کا دیوار قلعہ کی چشمہ کتاب اور اس کا شمار الیہ نشانہ فہم مدح ہی بیت  
حساب طول مل در فضائی میدانش چو عدد ابدست و شمارہ فرنگ

اس بیت کے یہ معنی ہیں کہ امید کے دروازے جس کی انتہا نہیں ہو میدان اس پ کی کشادگی کے  
ساتھ ایسی ہو کہ اب کی مسافت فرنگ سے شمار کیا جائے جسے جسطح کو سون کی تعداد سے  
ابد کی پیمائش کا حساب محال ہو اس جسطح حساب طول امید کا اسکے میدان کی وسعت کے آگے  
نے حقیقت ہو ہر چند قضا معنی میدان ہو مگر تاویل اس کی کرنی چاہیے جسطح مطلع میں ہوئی بیت

شہی کہ صیقل رانی ہدایت افروزین چنان زردہ زائینہ ہا کہ ورت رنگ  
کر بردہ شاید معنی برائے کل بصر سیاہی از شکن زلف بختان و رنگ

اس قطعہ میں ایک بارگی مدح کا ذکر کیا اور تمہید میں حسن گریز نہیں معلوم ہوتا ہو کہ کچھ نصیر  
گریز کا نسوٹن سے ساؤت ہوگا ورنہ ہونین سکتا کہ مصنف سے فروگزاشت اس کی ہر چند تلاش

اس کی ہوئی کسی نسخہ میں نہیں ملا اس قطعہ کے بعضی ہیں کہ مدح ایسا بادشاہ ہو کہ اس کی رائے  
ہدایت کی روشن کوئلہ واسطے صیقل نے اسطرح عالم کے انہیون سے رنگ کی سیاہی اور

تیرگی دور کردی کہ ایمان اسلام کا محبوب باوجودیکہ نہایت مقدس اور زہرہ جوانی آنکھوں میں تر  
لگانے کے لیے فرنگی مشغوتوں کی زلف سے کاجل آتا لکھا اور کچھ لکھنا کہ انہیون کیا

یہ سب ہوا کہ اس بادشاہ کی ہدایت کے اور صیقل نے تمام کہ ورت ان کی دور اور کفر کی بواسطہ  
انہیون نہیں باقی کھی ورنہ ظاہر ہو کہ بختان و رنگ کفر کے آب و گل سے نہایا ہو۔ بیت

گہو جاہ تو جوید زمانہ نسبت از ان ز نور سایہ کند جلوہ در لباس پیک

زانہ کی یہ آرزو ہو کہ تیرے جاہ و مرتبہ کے بہاؤ سے نسبت پیدا کرے اس لیے رات دن کے نور  
اور سایہ سے چیتے کے تھیں میں جلوہ کرنا پسینے کو اس قابل بنانا ہو کہ تیرے بہاؤ میں  
اور مینا دور نگاہ ہو تا ہو جگہ اس کے رہنے کی بہاؤ ہو۔ بیت  
اگر وہی بغیرت عنان نظم امور رود بصفت روشگری طبیعت رنگ  
اس بیت کے معنی صاف ہیں جس میں دل کی روشنی کی تعریف کی اور بغیرت میں خود کے مستی و  
پسینے اگر اپنے دل کو کاموں کا انتظام دے تو رنگ صیقل ہو جائے۔ بیت  
بہون عینک اسی تو بھی فطریہ کد شاہدہ از فقر صورت آسنگ  
اس بیت کے معنی ہیں کہ تیری راے کی عینک کے مدد سے اندھا مارا زاراگ سے آواز کی  
صورت دیکھ لے جسکو کوئی آنکھ والا دیکھ نہیں سکتا آواز کی صورت موجود نہیں اسکا دیکھنا نہ دیکھنا  
دونوں برابر ہیں مگر اس سے مقصود یہ ہے کہ جو صورت موجود ہو اسکو راے کی روشنی دیکھ  
لیتی ہو۔ بیت

محیط عالم جاہ تو دار آں وسعت کہ بر شا کو لہش نیست دائرہ رنگ  
معنی یہ ہیں کہ تیرے مرتبہ کا خط محیط اس قدر بڑا اور گنجائشی ہو کہ شکوہ الہی جو دائرہ کل پیدائش کا  
اس کے سامنے نقطہ سے کم نظر آوے اور وہ رنگ نہو (معاذ اللہ) بیت  
زبے محال چو غنط بر بزمیہ زند کہ بھانزین شکند زورق حباب رنگ  
مگر چو جشتی کو تباہ کر دیتا ہو اگر تو حفظ دریا میں کرے نہایت مشکل ہو کہ وہ بلبے جو کشتی کی صورت  
دریا میں ہیں تباہ کر سکے۔ بیت

دل سیاہ عدوی ترا اگر گویند کہ نسبتی ز سہ پیش بود بیت درنگ  
بدون روز نہا غصہ و عیش ز خلک زلسکہ دائرہ آسمان شود و لنگ  
اس قطعہ کے یہ معنی ہیں کہ تیرے دشمن کا دل سیاہ ہو اسکی سیاہی کی نسبت آسمان سے دین کی  
غیرت سے عناصر آسمان سے باہر نکلتا ہیں۔ بیت

فروع شعلہ قوت فند چو در ارحام بچشم سار بر آید سمندر از خرچنگ  
یعنی تیرے غصہ کے شعلہ کی چمک جو چوہ و انون میں پہونچے سمندر جو آگ کا کیرا ہو لیکری آبی جاوے کے  
بیٹ سے پایا ہو خلاصہ یہ کہ بانی میں آگ لگ جائے اور سمندر دراصل سام اندر عا سام کے پھن  
آگ کے ہیں اور الف اسکی کثرت استعمال سے ساقط ہو گئے اور خرچنگ کی تصویر

یہ ہو کر خیر بنے کلاں ہو جیسے خریشہ اور غریب اور ایک جگل کلاں ہوتے ہیں۔ بیت  
نیم کہ ششہ ام لہجہ در عابہ رنگ نہ تشنگی کش آیم نہ آرزو پیش رنگ  
اس مطلع ثانی میں عری نے اپنا تفاخر استعدہ کے طور پر بیان کیا اور کہا ہر مینے طلب کے  
اتحق سے برنگ کو دھو والا اور برنگ کردہ تصویر کا ہوتا ہو صبین پکار رنگ نہیں ہوتا نمونہ آگیا  
مراد ہے جو دوسرے صرح کے یعنی ہو کر نہ تھا آہ اب ہے اور نہ رنگ کا مجھ اپان ہو بیت  
بزر سایہ طونے غنودہ ام لینے ++ نہ در عیان مشتام نہ در رکاب رنگ  
یعنی طونے بشتی دشت کے سایہ میں جن سے بندہ راہ ہوں اس واسطہ کہ در او طری  
سے میں در گذار ہوں در عیان خیر شدن سے فعل اس خبر کے ساتھ مراد جو پس میں نے جلدی  
باک ہاتھ سے چھوڑی اور میری رکاب بانوں سے نکال دالی۔ بیت  
بچار بالمش تسلیم کلبہ کردہ دام بنسم نہ بصلح و کنا نیم نہ بجنگ  
یعنی جب سے کہنے اپنے تئیں محبت کے سپرد کر دیا ہو صلح اور لڑائی دونوں سے خوش ہوں دراز  
مترجم۔ منہ مفصل بیت کے یہ ہیں کہ میں ہمیشہ تسلیم کی سزا پر تکیہ لگائے ہوئے شل سلطان  
ہوں نہ تبسم صلح کے سبب ہو نہ لڑائی کی کچھ کنایت ہی ہیں  
صنم مجب نہ تاخیرم از در اسلام روا بدوشن نہ ناگذرم ز شہر رنگ  
حبیب میں بت رنگہا اسلام کا مردود ہونا چاہو کا نہ ہے پر دا ہونا فرنگ کا نا مقبول ہونا چاہیے  
کہ دا و طلیسان اور چلار ہو کہ اکثر خادیم دوش پر کھتے ہیں خلاصہ میں وہ آثار نہیں رکھتا کہ مسلمان  
لوگ مجھے اپنی مجلس سے نکال دیں نہ وہ علامت میرے ساتھ ہو کہ فرنگیوں کا منظور ہوں بیت  
گلبہ لغزہ تا تو سم آرد از بساح۔ نماز بت نکتم کر قضا شود از رنگ  
مخل آرد کا فاعل لغزہ اور فعل آسکا سیم تا تو سم کا ہو اور از رنگ وہ نکلا غنائی کا جو صبین تصویر میں  
بنائی تھیں۔ حاصل مصنف اہل اپنے روضہ اسلام کا کہتا ہے کہ گلبہ میں سنگھ کے راگ سے  
مجھے حال آوے خواہ قضا نگار از رنگ مجلس بت بھی بت کو سجدہ کروں اس واسطے کہ از رنگ کی  
تصویر میں کو بتانے ہو اور قضا اگر خود بتانے کوں ہو جو سجدہ میں کرے۔ بیت  
اگر سرہ و صد جو شد از نیم در دیر نفس بھی سنگم در گلوے سینہ رنگ  
اس بیت میں مصنف انتقامت کفر پروردیا ہے یعنی اگر بتانے میں اسلام کا گیت میرے  
میں سے جو ش کرے سینہ میں سانس کو بند کر دوں اور منہ سے نکلتے مذہب





ممدوح کے معرکہ جانشان کی فتح مصطفیٰ کرنا ہو کہ پوروائی نرم ہوا اگر اسکی لڑائی کے میدان پر گذرتی ہوگی  
چمن میں مآوے تو بھول استقدر بناہ اُس سے چاہے کہ اس کے منہ سے پناہ مانگتے مانگتے خون بہانے  
اور دہائش میں ضمیر راج گل کی طرف اضماع قبل الذکر کے طریق سے ہو۔ بہت  
جوہر اول طلب کرد از ضمیر او کلے مہر وہ را یا بسر برزد کہ بان بردار گل  
ممدوح کے روشن دل کی تعریف میں کہتا ہو کہ جوہر اول نے جو عقل کل اور باکل نور ہی نور ہو گی  
نورانی دل سے ایک بھول انگا اور اس حاجت کی وجہ یہ ہو کہ نور اسکا ممدوح کے نور ضمیر کو نہیں  
پہونچتا تو ضمیر ممدوح نے چاند اور سورج کو ٹھوکر کر کہا کہ اٹھا لو اس طرز دہش سے ظاہر ہو کہ مرتبہ تک ضمیر کا  
نور انہیت میں کس قدر بڑھا ہوا ہو اور سول سے سائل کو کیا نسبت ہو اور لفظ بان کے معنے  
ہو شیا ہو۔ بہت

شہر خلق و عجب شہر سیست کا ندروی بود در دوران و طیب خستہ و بیمار گل  
یعنی اسکے افغان کی شہرین عجب صحت ہو کہ در داسمین علاج کا مزاج رکھتا ہو یعنی اُس شہر میں  
در دہی نہیں اور کوئی بیماریا نہیں ہوتا اور اتفاقاً اگر کسی کو درد کچھ ہو تو بھول اسکا طیب بنجاتا ہو  
اور بیمار کے لیے بھول دوا ہو اور خلق کی نظر سے بھول بہت خوب ہو لیکن بھول کو طیب کہنا  
کسی قدر استعارہ مقیم ہو اور بعضے نسخوں میں درد کے بجائے درد بھی دیکھا گیا یہ بھی ایک وجہ  
کے ساتھ ہو کہ اکثر دواؤں میں بھول گلاب کا شامل کرتے ہیں۔ بہت  
غم اوگر باغبان درد کرد و درخت گرسود چون آفتاب اندر جانے جلد گل  
اسکا قصد جانیان جان گشت اگر زانہ کی باغبانی کرے تو بعید نہیں ہو کہ بھول زمین کا جو  
اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا آفتاب کی طرح ستارہ ہو جائے بہت  
اگر کہ از اندیشہ عدل صلاح اندیش تو بر نفس ہند در خمازی اسرار گل  
یعنی تیرے انصاف کے در سے جو صلاح کے سبب بچار میں رہتا ہو بھول کی یہ کیفیت ہو کہ ہوا  
چلنوری اور زرافاش کرنے کی راہ ہند کرنا ہو اس واسطے کہ بھول کی خوشبو جو لوگوں کے دماغ پر  
پہونچتی ہو کہ یا بھید کا افشا کرنا ہو اور یہ بات نامناسب ہو بہت  
از دماغ خلق کبشاید شیش سول خون کر ز آب چشمہ بہت شود مقدار گل  
تیری تلوار خوار کے شے سے بھول میں طراوت آجائے تو پھر نہ تاثیر اس میں ہو کہ جو اسکی خوشبو سونگھے  
مغز سے خون کے نالے بہنے لگیں دوسرا طرح اصل بہت میں جزا مقدم ہو اور شرط اسکی

دوسرا مصرع بھی یہی ہے

گز کرد و طبع رنگ آمیز تو گشتن طراز  
ای فحیت خرم و خندان بهر بازار گل  
در حرم روضه ارکان کجا از یک نعل  
بر خلاف رنگ بوی هم بروید غار گل  
اس قطعہ بین پہلا مصرع شطر ہی اور دوسرا مصرع جملہ متضاد و برعکس ہے اس شرط کی جزامی یعنی  
تیزی رنگ آمیز طبیعت اگر چین آسانی کرے ای مصرع کہ تیرے فیض کا جلوہ ہو جو بہار بازار میں گل  
مازہ اور حکم لارہا ہو تو دنیا کے باغ میں ایک درخت سے کہ راہ وجود ہی ایک دوسرے سے  
خلاف کا ہی کیوں بھول پیدا ہو تو رہبت

دروں خصلت گرجو بری ستش از چہ ناز و بختی در ہم و دینار گل  
 نیکم آسے کہتے ہیں کہ وہ آپ لکھائے اور نہ دوسرے کہ لکھائے دے اور ستش میں جو شیریں ہو  
 راجع گل کی طرف اضمار قبل الذکر کے قبل سے ہی لیئے اگر تیرے کجوس دشمن کے دل میں بھول  
 گذر نہیں ہوا تو کیسے تھی میں درم اور دینار لیے ہوئے ہو اور کسی کو دے نہیں دالتا اور درم اور دینار  
 سے زیرہ واد ہو گلاب کے بھول میں ہوتا ہو اور اس کو خوردہ زر بھی کہتے ہیں۔ بیت  
 با دشمن گروزد بر گشت از تحریک برگ چون دل بلبل کند الماس انکار گل  
 لیئے تیرے غصے کی ہوا جو زمین میں گذر کرے تو وہ بھول میں ایسے سبھی اور تیری پیدا کرے کہ بھول  
 پتی کی جنبش سے میرے کو جو نہایت سخت ہوتا ہو بلبل کے دل کی طرح زخمی اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ بیت  
 عہد اور میں کہ از لطف جبین جس بغیر می فتاند ہر طرف در خواہ گاہ یار گل  
 حسن جو اپنی ناک چوئی میں گرفتار ہو اور عاشق کے آرام جبین کا رو اور انہیں ہی اپنی زلف اور  
 جبین سے عاشق کے خواہ گاہ میں بھول کھیرتا ہو لیئے غیرت اور غور سے گذر خاطر اور مدارات کرنا  
 اور اس بیت میں بحث ہے اس واسطے کہ اختلاف زلف و جبین اس کا مقتضی ہے کہ وہی قسم کے  
 بھول کا بطور لطف و نشر کے ذکر ہوتا لیئے جس طرح جبین کے لیے گل کا ذکر کیا اس طرح زلف  
 کے لیے سنبھل کا ذکر ہوتا چند گل معنی حام لیا جائے نہ خاص تاکہ نقشہ اس سنبھل بھی اس معنی خل  
 ہوں کہ زلف سے مناسب رکھتے ہیں لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ توجیہ خوب نہیں ہے۔

قصیده در مدح اکبر پادشاه - ابیات

منادی ست زیر سو که ای خواص عوام      می نشاء حلال و شراب عصفه سرام

فضائی عالم ہستی بعبرہ تنگ آمد متاہد دل عاشق مثال چشم لیام  
یہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی تعریف میں لکھا ہے جسکا پہلا شعر کہ مطلع ہے خوشی کی تعریف میں فکر کیا اور مصیبت  
توطیہ کہا اور دوسرے شعر میں حکایت معشوق سے کی خلاصہ یہ کہ عام و خاص سب کو منادی کر دی  
اور یکار کر کہد یا کہ صاحبو خوشی حلال ہے اور غصہ حرام ہے اور خوشی نے اسقدر غلبہ اور جہم کیا کہ جو با  
کی قضا میں باوجودیکہ نہایت وسیع اور وسیع ہے خوشی نہیں سمجھتی اور وہ کشادگی میں بس نہیں کرتی  
اور جیسے عاشق کا دل زیادہ غم کھانے سے تنگ ہو جائے اور بنجیل کی آنکھ کوتاہ ہو نظر آتی ہے۔

### ابیات

قصائد نادرہ بکام زمانہ معجونے کہ بہر ساختن آن قدر گرفتہ لبوا  
بشاشت دل اطفال در شب نور و نشاط طالعہ پیران بصبیح حیدام  
معجونی میں ایسے تو صیفی اور نیریابے وحدت ہے کہ دوسرے مصرع میں اوسکا بیان ہے بشاشت  
پہلے حرف کے فقرے سے خوشی لینے قضا نے زمانہ کے معنی میں معجون دیدی کہ اسکی طیاری کے لیے  
قدرتی دو چیز اور دھاری میں ایک خوشی بچون کے دل کی جو نوروز کی رات کو ہوتی ہے دوسرے  
جو رے روزہ داروں کی خوشی جو عید الفطر کے صبح کو روزہ ختم ہونے اور فاقہ کشی کی تکلیف رفع  
ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ بیت

ہم از تیرہ افیون امن شاہد تیغ ننا دیلوے راحت بخواباہ نیام  
افیون امن اور شاہد تیغ میں اصناف بیانی ہے (نہیں اصناف تشبیہی) اور معنی کی تفسیر یہ کہ تلوار کا شوق  
امن کے افیون کے نشہ سے میان کے خوابگاہ میں آرام سے لیٹ رہا لیجے امن چین کے  
سبب کہ جہان میں ہو تلوار کا کچھ کام نہیں رہا۔

بگویش عارضہ صوبت عدم سیدانہر یک چشم حادثہ میل فنا کشید ایا م  
عارضہ کے کان میں زمانہ کی طرف سے ہستی کی آواز آتی لیجئے عارضہ محروم ہو گیا اور حادثہ کی آنکھ میں  
زمانہ نے فنا کی سلائی کچھ دی کہ حادثہ فنا ہو گیا الحاصل نہ مرض جہان میں رہا اور نہ حادثہ باقی ہو رہا  
از اتفاق طالع درشتیان وفاق + شو و طبعہ شاہین بزرگ بچہ حمام

بچہ حمام باضافہ لامی ہے اور یہ ذوق برگران ہے بہر حال معنی یہ ہیں کہ مختلف طبعیتوں کے موافقت  
سے شاہین جو شکاری جانور ہے کبوتر کے بچہ کو کھولنے میں دانہ بھرتی اور پر درشن کرتی ہے حالانکہ شاہین  
بیشتر شکار کر کھا جاتی تھی اور دشمن کبوتر کی تھی اور طمعہ شاہین کی ترکیب میں دوسری اضافت

لامی (از مترجم بچہ جام کی اصناف قابل کرانی نہیں ہوا اس واسطے کہ جب مصنف کے احسن میں  
ہے مخفی ہو تو وہاں فلک اصناف یعنی کسرہ درست اور کثیر الاستعمال ہے جیسے قول مولوی دم

مین بیت چون خدا خواہد کہ پردہ کس ۴ پیش اندر طعنے بیکان برد بیت  
نیا دزدین بازیک نفس بیرون زبان کبک لمع لباس طرفہ خرام  
اس بیت کے معنی ظاہر ہیں اور مطابق بیت اوّل کے اور کبک کی زبان کا باز کے منہ سے  
نہ نکلا اشارہ باز کی محبت سے کبک کے ساتھ ہوا اور گینبی کبک یعنی چکوری اُسکے زبانی کہنے

پر اور پنکھ سے ہے۔ بیت

زروق کشتن عرفی بچہ تم کہ خدا چو کینہ درد دل بہر او گرفتہ مقام  
یعنی عرفی کے قتل کے فرم سے کہ اس معشوق کو ہر مین حیران ہوئی کس واسطے کینہ کے شعل کے  
بہرزل مین تھک گیا ہوا جو طرح امکان نہیں کہ اسے دل سے کینہ نکالے عرفی کے قتل کا فرہ بھی ممکن نہیں کہ اس کے قتل

دور ہوا یہ سلامتی کی آرزو نہیں کرنا بلکہ اسکی نے مہری بیان کرتا ہے۔ بیت  
زہی وجود سخاوت مشخص زکف تو چنانچہ ذات بصورت چنانچہ شخص بنام  
یعنی تیری زنجش ہاتھ سے سخاوت ہوا اور سخاوت کا شخص اور مین ہوا اس سے ظاہر ایسا ہے کہ  
سے ذات مشخص ہوئی اس واسطے کہ یہ صورت محسوس اور معلوم ہوئی ہے پھر اسکی ذات جیسی  
کہ وہ ہی آگاہی ہوئی ہے جب کسی کا نام مذکور ہوتا ہے تب اسکا شخص عقل مین آتا ہے۔ بیت

بعد عدل تو شاید کہ تو امان نشوند صبیہ و صبی اندر شمشیر ار حام  
اس بیت مین مصنف نے تعریف مدوح کے عدل صلاح پسند کی فرمائی ہے یعنی تیرے عدل کے  
اقتضا سے لڑکا اور لڑکی ایک زہدان مین اگر جوڑوان نمون تو منراوار ہو حال آنکہ جوڑوان  
لڑکے اور لڑکی کا ایک زہدان مین خلاف صلاح نہیں یہ مبالغہ مین غلو ہے اور شمشیر ایک جھلی ہے

کہ رحم کے اندر بچہ اسمین علقہ ہوا اور نکلنے کے بعد بچہ ہوتا ہے۔ بیت  
زخیم شتر فساد اتمام تو شد درون حادثہ پر خون چوشیشہ جام

شیشہ جام وہ ہے کہ ولایت مین شتر لگانے کے بعد خون شیشہ مین لیتے ہیں جس سے خون کی  
تعداد دریافت ہوا اور چھڑا کہ وہ جب چونک لگاتے ہیں اور جس وقت وہ چونک علاحدہ کیا جائے  
تو اس جگہ چھوٹے کہ دو کور کہتے ہیں کہ اسمین خون جمع ہوا ہندی مین اسے توڑ پھری کہتے ہیں جس کا کہ  
اس ملک مین دستور ہے یعنی تیرے عوض لینے کے قصا و نے خوشتر حادثہ کے مارا ہوا اس خوشتر

زخم سے حادثہ کا دل شیشہ جھام کی مثال خون سے بھر گیا جھامت خون نکالنے کے معنی ہیں اور جھام اس سے صیغہ مبالغہ ہے۔ (شیشہ جھام شیشہ بود کہ جھام خون بدن بدان میگذرد و بدین مرض خالی شیشہ باشد و خون در آن نباشد و این برای امالہ اودہ بود و رایج ایران است و ہندوستان این عمل لبخاخ کا و دماند آن کنند و شیشہ مطلقاً رواج ندارد کذا فی بہار عجم بہت حروف قدر از صورت فلک جہرست بعکس قاعدہ یا مین فتادہ و از تمام

دوسرے مصرع میں فتادہ فعل ہے اور فلک جو پہلے مصرع میں ہے اور اسکو دائرہ کی صورت فرض کیا ہے ہمیں تیری قدر کے واسطے آسمان خرم ہے جو حرف کبریم کے لیے مستعار ہوا چاہیے تھا کہ حرف کج اور پڑتا ہے لیکن اپنی نارسائی کے قدر کے حروف کے نیچے جو بہت بلند کیے ہیں خلاف قاعدہ واقع

ہوا ہے۔ بہت

بعد عدل تو کو کھل خرم ہو چو خندان بخون گرگ سیاہ ست دیدہ اغنام

بیت اول معنی میں دوسرے بیت کے شامل ہے (یعنی قطعہ بند ہے) (اور دوسری بیت یہ ہے خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید کہ پرورد بآہنگ صید باز حمام کہ خرم اول حرف کے پیش اور دوسرے کے سکون سے ہوشیاری کے معنی اور اغنام جمع غنم کی جو عربی میں بکری کہتے ہیں اور دیدہ بخون کسی سیاہ کردن کا یہ ہے کہ کسی کشتہ خون ہونے سے اور حرف کاف سے آخر بیت یک جملہ مقررہ ہے اور جملہ مقررہ کے یہ معنی ہیں کہ بھڑا جو بکری کو کھا جاتا تھا تیرے عدل کے مشابہ نے جو سرمہ ہوشیاری کا بکری کی آنکھ میں لگا دیا ہے تو آنکھ اسکی خون گرگ سے ہرن کی آنکھ کی مثال سیاہ ہیں یعنی تیرے عدل کی حمایت سے بکری بھڑے کو مار ڈالتی ہے پس تیرے انصاف کے زمانے میں جو لوگ شکاری پیشہ میں چاہے کہ باز کا شکا کرنے کو کبوتروں کو طیار کریں لے تیرے عدل کی حمایت میں کمزور زور آور پر غالب ہے) (از مترجم صاحب بہار عجم نے لکھا ہے کہ دیدہ سیاہ کردن بچرے کنایہ از چشم و وضو چشم سیاہ کردن میرزا صاحب سہ کرم سیاہ ز نظر کہ بنفشہ خطان و شود و دیدہ چو بادام اگر سفید مرا بہ میرزا طاہر وحیدہ دیدہ سید کرد باحوال ما بہ چشم رسانید باقبال ما بہ سیدی محمد عرفی سہ بعد عدل تو کو کھل خرم ہو چو خندان بخون گرگ سیاہ است دیدہ اغنام و خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید کہ پرورد بآہنگ صید باز حمام پس اس محاورہ کے موافق یہ سمجھ ہو گئے۔ تیرے عدل کے زمانے میں کہ ہوشیاری سرمہ سے ہرن کی طرح بکری کی آنکھیں بھڑے کی مارنے کی تاک میں ہیں اور مراد وہی معانی

مشرعین اور کتب خزانہ کے لفظ انھوں کے سیاہ ہونے میں ہر چہ مشہور ہو اور اس صورت میں لفظ سیاہ  
 اور حسی کے لیے مفید ہو گا غزال کی تشبیہ میں لک سیاہ کے لیے اور تاک لگانے کے لیے دیدہ اغام کے  
 حق میں سادہ تشبیہ غزال پوری ہوئے جملہ حیرن بھڑے کے قتل کی تاک میں ہو اس طرح بیکر  
 کی آنکھ بھی ہو۔ (ابیات)

شہا بزم تو چون این قصیدہ بر خوانم کہ ملک نظم ز فیض گرفتہ بہت نظام  
 نرد و بجا بیخہ با جیب بر درم گر حسین بدو شرم افکند این جائزہ نرد و نام  
 یعنی اے بادشاہ جب یہ قصیدہ تیری مجلس میں عرض کروں جسکے فیض سے ملک سخن قنطرم و  
 آسمان تعریف کرتے ہوئے اپنا سبزنگ جامہ نچھے اور ہمارے میں اس جامہ کو ترے صلہ اور بخشش  
 کی نظر سے جیب تک چاک کروں یعنی قبول کروں اور جائزہ مجھے صلہ اور بخشش کے ہو۔ (دراختہ مرقم  
 میرے نزدیک شاعر علیہ الرحمہ کو ناسخ کی تحریف سے اس معنی کے بیان پر توجہ ہوئی اس واسطے  
 کہ تیسرے مصرع میں تاجیب بر درم تحریف تاجیب پر درم کی ہو اور اسکا مودید و مرنسخہ اسکا مودید و مرنسخہ  
 مگر اردون اور مصلح نسخہ کے صاف نے تکلف بہن یعنی نزار اور ہوا اگر آسمان اس قصیدہ کے صلہ میں  
 مونی جھڑے جیب سمیت اپنا جامہ سبزنگ نچھے دیدہ بہت  
 ہمیشہ تازدم عنکبوت پر دہ جیسج بود لعاب لوامع تنیدہ بر ایام  
 یہ قطعہ عالیہ شرطیہ ہو اور عنکبوت پر دہ صبح سے آفتاب مراد ہو اور تار شاعری جو عالم پر کرتے ہیں  
 گو یا اسکالاب ہو کہ دنیا کے اوپر تار ہو جو کہ کمری کا جالا سفید ہوتا ہو اس واسطے صبح کا ارادہ کرنا تھا  
 خوب ہو اور یہ پردہ تار ہوا آفتاب کے کڑے کار و قیامت تک رہیگا پس اسوقت تک ایسا جو یا  
 کہ دوسری بیت میں کہتا ہو اور نسبت شرطیہ کا حسن ہو کہ جملہ جنائیر کے الفاظ مطابق الفاظ جملہ  
 شرطیہ کے ہوں۔

### قصیدہ و شرح خانخانان و تنج قصیدہ انوری پر داحتہ بیت

تا بازم از وصال جدا کرد روزگار باروزگار شوق جہا کرد روزگار  
 یہ قصیدہ خانخانان کی صبح میں کہا ہو اور اس میں قصیدہ انوری کا تنج کیا ہو اور قصیدہ انوری کا  
 مطلع یہ ہو جس میں ملک و تار کرد روزگار و اقبال را بوعده وفا کرد روزگار و لفظ تا  
 ابتدا سے صحت کے لیے ہو اور فارسی میں لفظ باز کے ساتھ کلمہ مستعمل ہوتا ہو اس سے حسی اس کے

مقصود نہیں ہوتے یعنی اُس مدت سے کہ مجھے زمانہ نے جدا کیا ہو وقت شوق کے ساتھ کیا بیان کروں

کیا کچھ کیا ہو۔ بیت  
ای جان پیالہ درکش مہستی زانہ کن  
کت زہر جبر نشہ فزا کر در روزگار

ہمت کو حرص دلاتا ہو کہ اگر جان پیالہ بڑھا اورستی زیادہ کر لیتے بہت فرس ہو کہ مجھے زمانہ نے

زہر و جبر سے متوالا بنا دیا ہو اور دوسری بیت بھی اسی مضمون کی ہے بیت  
اُن دست مرا کہ زخمودی ز آستین دامن سعی گیر دعا کر در روزگار

یعنی وہ ہاتھ میرا آستین سے نہیں نکلتا تھا اور منہ نہ کھلاتا۔ ہاتھ کا آستین سے نہ نکلتا استغناء

بخل کی حالت کے، سوا نہیں ہوتا اور بیان استغناء مراد ہے اُسی زمانہ نے سعی اور دعا کا دامن

کیا۔ دعا کے وقت جو ہاتھ آستین سے نکالتے ہیں تو کہتا ہو کہ قبول اثر دعا کا محتاج کیا یعنی استغنا

نیانہ کے مرتبہ میں لایا ہو اور ممکن ہو کہ تعقید کہیں یعنی لفظ کو لفظ الامتداد کے نیچے لادیں اور سعی کو مضاف

دعا کریں۔ یعنی ہاتھ کو دامن گیر سعی کا اسکے کیا ہو اور قاعدہ ہو کہ توقع کی نظر سے ہاتھ دامن تک

بڑھاتے ہیں۔ بیت

آن مست را کہ بوسنہ ادی بیت مژد در پای مزد میر صبا کر در روزگار

پای مزد میر کو اگر صبا کی طرف مضاف فرض کریں ہو سکتا ہو کہ اس کلام میں تاویل بالمصداق

کریں یعنی در پای مزد میری صبا کردہ است یعنی زمانہ نے اُس مست کو صبا کے اجورہ میں جان

دینے کے کام میں لگا دیا ہو۔ اور اس بیت کے دوسرے مصرع میں تعقید بھی ہو اور تقدیر کا

مبشر شوق از درون جل مست ہو چیلے مصرع میں مذکور ہو۔ پائے مزد مضاف اور صبا مضاف الیہ

دونوں کو معنی لفظ در کے وسیلہ سے ظرف میر کا کہ میر نہ کے معنی سے تاویل کیا گیا اور فعل مست

ہو کیا جائے اور تقریر اسطرح کریں کہ اُس مست کو جو پہلے نے پردائی کے سبب سے وصل کے

ہاتھ پر بوسنہ نہیں دیتا تھا اور اسکی قد نہیں کرتا تھا اب زمانہ نے صبا کے اجورہ میں مرنے والا کیا ہو

یعنی صبا جو بار کی طرف سے خبر ہو پختائی ہو اسکی قدر کو کہ وہ مست صبا کے اجورہ کے لیے مرتا

اور جان دیتا ہو۔ نئے مکلف دونوں صورت میں بالکل مکلف اور بے سبب ہو (عرفی) ایسے مکلف

کار و ادارہ اب اور معنی اس بیت میں کمان سے آدین کو اُس کے پانزدہ میں جان مصلے سکیں۔

(از ترجمہ)۔ اس بیت کی شرح جو دہلج پر شارج علیہ الرحمۃ نے بڑی رحمت اٹھا کر لکھی ہے



اسکایہ جو کہ پہلی صورت میں ترکیب اسم و امر کو کہتے معصومہ اور دوسری صورت میں مجہول اسم  
 فاعل لیا ہوا ترکیب اسم و امر اور دونوں معنی کو مفید ہوتی ہے جیسے پاسے بوس اور دستگیر  
 باد جو اسکے شاعر علیہ الرحمۃ اپنی کوشش کے نتیجے سے غلط طائفین ہوا اور عمدہ معنی کے پیدا ہونے کا باعث  
 رکھا اور سچ ہے کہ معنی میں لطف حاصل نہیں ہوتا اور ایک نسخہ مطبوعہ جیسے جو میرے سامنے ہے اس کے  
 ماثیہ پر معنی جو اس کے کلمے ہیں بجز فعل میں قولہ ان مست را الخ اور چنان ازادہ شوق مجبور  
 مست بودم کہ از دھمال ہم فریڈا شتم و از جور زانہ خود سابیای مزد میر صبا کہ ٹردہ وصال یارے آو  
 مید ہم انتہی بخشی نے میر صبا کو عیش کا رکے قیاس پر ایک منصب دار قرار دیا ہے شاید ایسا ہو  
 گرفت و اصطلاح اسکی مساعہ نہیں میں کہتا ہوں کہ جس طرح درپاسی کسی افتاد کنایہ عجز و اصلاح  
 سے ہے اسی طرح درپاسے کسی مردن بھی کنایہ اسی عجز و اصلاح سے مگر مبالغہ کے ساتھ ہے جیسا کہ  
 اس بیت میں ہے  
 آنکہ بر خاک و میکدہ جا داشت کجا تا نم برت دم او سر پوشش بریز  
 پس غلامی میں یہ ایک محاورہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ کسی کے یالوں میں گر کر اس قدر خراشا دی  
 کہ اس میں جان اپنی دیدی اور صاحب بہار عجم نے لکھا ہے کہ خراج عجم لوت برای غلامی نیز آردہ پافرد  
 پای مزد دست مزدندان فردا ستہ و پافرد و پاسے مزد بڑا سے معجز کوفت یا بنج و مقابل دست مزد  
 استہ اور پافرد اجرت کو کہتے ہیں اور مردن کے معنی جان کا دینا تو اس سے اجرت میں ٹانگی  
 دینا مستفاد ہوتا ہے جب کہ اجزا پافرد و اصطلاح کی تحلیل کریں اور درپاسے فرد میر کو جو ترکیب اسم و امر  
 سے ہے یعنی اسم فاعل میں جو دوسری توجیہ شاعر میں ہے تو بیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اس سے  
 جو وصل کے ساتھ کو بے پروائی سے بوسہ تک نہیں دیتا تھا لینے وصال کے مصافحہ سے سختی  
 یا سکرہ خطاب اسکی یہ حالت ہے کہ صبا جو وصال کی خبر یا ٹردہ لاتی ہے اسکی اجرت میں جان نیچے  
 مستعد ہوا اور ترکیب مرکب اسم و امر میں ایسا صرف مصنف کے لیے کہ اس کا صاحب بان ہے  
 روا سمجھا جاسکے اور اسکے اعتراض سے باز رہنا مناسب ہے۔

بیت  
 در آرزو سے سایہ ایوان فقرش تعمیر ارتفاع سما کرد روزگار

یعنی نائنے جو آسمان کی بلندی کو تعمیر کیا تو اس آرزو سے کہ مروج کے ایوان رفعت کا سایہ

آسپر کرے۔ بیت

ہم روز نامہ دار نصیب مسودے فتویٰ نویس خوف ورجا کرد روزگار  
 ہم چہرہ مسا و صبا دل مسودہ اندوہ صبا و سا کرد روزگار

ان دو مبتون میں ایک طرز پر صنف نے رعایت لف و نشر مرتب کی فرمائی ہے یعنی زانیہ روزگار  
نصیب دشمن کو فتویٰ نویس امید کا کیا ہے اسے تمام امید مدوح کے نصیب میں لکھ دیں اور اس طرح  
شام مدوح کے چہرہ کو صبح سے بھردیا یعنی روشن کیا اور چہرہ صبح دشمن کو غم کی شام سے بھرا یعنی  
سیاہ کر دیا۔ (از مترجم)۔ ان دونوں بیت کے صحیح نسخے یہ ہیں سہم روزگار و نصیب و سہ  
حسود و فتویٰ نویس خوف و رجا کر در روزگار و سہم چہرہ سیاہ و صبح و سہم و زودہ صبح و سا  
کر در روزگار و بیت اول میں لف و نشر غریب اور بیت دوم میں لف و نشر رتب ہی بہت  
ای عمل پر ردی کہ حکم کتاب تو آجال یا برید فنا کر در روزگار

آجال جمع اجل پر بمعنی قاصد لفظ نے اسکی تقریر اس طرح کی کہ زمانہ نے مرگ کو فاسد بنا کا بنا  
نما کہ جس کسی پر تو غصہ کرے فنا اسے مرگ کی طرف مائل کرے اور میری خاطر میں یہ نہیں آتا ہے  
تیرے غصہ کے حکم سے زمانہ نے مرگ کو فنا کر دیا۔ **بیت**

در روزگار عمل تو معمورہ کہ ساخت در تحت ظل حید بنا کر در روزگار  
یعنی زمانہ نے تیرے لطف کے عہد میں جو آبادی بنائی وہ سایہ چند میں بنائی ہے ہر چند چند کا  
سایہ نخست سے دیران آتا ہے لیکن تیری مہربانی سے وہ نخست تبدیل ہو گئی جو عمارت کہ چند کے  
سایہ کے زمانہ کی بنائی ہوئی ہوگی پائیدار ہوگی وقید لفظ معمور کی پائیداری کی نظر سے خوب مخصوص  
ہوئی ہے۔ (از مترجم)۔ دوسرا نسخہ جسکے معنی صاف ہیں یہ بھی سہ در روزگار قمر تو  
معمورہ کہ ساخت در تحت ظل حید بنا کر در روزگار **بیت**

گلزار وصل شاہد عمت بدست کرد بر بخت خود چہ پایہ فنا کر در روزگار  
یعنی تیرے شاہد عمر کا وصال ایک باغ ہے کہ اسے زمانہ نے حاصل کیا اور بیت کچا ہے نصیب کی طرف  
کہ اس مطلب کو پہونچا دیا اور چہ پایہ فنا کر در سے مراد بہت تعریف کرنے سے ہے اور بعض نسخوں میں  
عمت کے بجائے معنی ہے اس صورت میں بھی شاہد معنی سے ذات مدوح مقصود ہوگی **بیت**  
یا از دعا چاہ تو ز ہنوی لامکان تاکید در عموم ملا کر در روزگار  
لاما بمعنی پیری ہے یعنی او مدوح کثرت کے سبب تیرے مرتبہ نے دنیا کو بھر کر لامکان کے واسطے  
پہونچا ہے اس واسطے زمانہ نے عموم ملا کے لیے تاکید کر دی کہ لامکان کے واسطے بھی تیرے

جاہ سے ملو اور مال مال ہو — **بیت**  
بر مان در بسوز غتاب تو میگذشت تسلیم در نبوت خلاق در روزگار

حکما کے قاعدہ کے توڑنے کے لیے کہ وہ کہتے ہیں دنیا میں کوئی جگہ نہیں کہ وہاں غلام ہو اور جس جگہ کو تم خالی سمجھتے ہو حکما اُسکا پرہیز ہونا ہوا اسے ثابت کرتے ہیں مصنف کہتا ہے کہ غلام ممکن ہے اس دلیل سے کہ ہر گاہ زمانہ مل گیا اُسکا مقتضی کہ حکما کے زعم کے موافق ملاعت ہوا بھی سوخت ہو گیا برہان کو اضافت طرف دہر سوز کے توصیفی ہے اور ممکن ہے کہ سوز کو ساکن الآخر پڑھیں اور صفت مقدم عتاب کی کہیں اور برہان کی اضافت عتاب کی طرف اضافت لامی ہو لیکن صورت اول تہر ہے

والہ اعلم۔ بیت

امرت بمصالحت قدی گر بسنگ زد دستار در گاہی قضا کرد روزگار  
یعنی تیرے امرنے اگر قدم تیرے پر رکھا یعنی کھڑا ہوا زمانہ نے قضا کی دستار اُسکے گلے میں ڈال کر کھینچ کر  
کسو اسطے مدوح کا امر روانی سے ٹھہرے اور تجھے پسند آیا۔ بیت  
شوخی کہ باوجود وی از بیم فرقتش از بہر جان خویش دعا کرد روزگار  
اسکی بیت اول یہ ہے اور دروی بندگی مایلیری + مارا درم خریدیلا کرد روزگار + شوخی  
نہیں یا اسے نسبت ہے زمین یا سے موصول ہے اور آگے اُسکا بیان کرتا ہے کہ زمانہ باوصف اُسکی ہو چکا  
کے اس اندیشہ اور خوف سے کہ مبادا شوخی کی اقتضا سے ہنوز ستا یا بھی نہیں کہ وہ چلے اپنی  
جان کی خاطر دعا کرتا ہے۔

### قصیدہ درخیز خود گفت و تعریف اسپ۔ بیت

ای طعن فلک نوشتہ برسم و سے زلف صباریہ در دم  
یہ قصیدہ اپنے فخر میں لکھا ہے اور گھوڑے کی تعریف سے اُسکی تمسید کی اور اُس میں تلمیح قصیدہ  
حکیم انوری کا کیا جو اسی قسم کی تمسید پر عیدہ لکھا اور مطلع اُسکا یہ ہے ای زین نعل و ازین سم  
و سے سوسن گوش و خیزران دم + مطلع عربی کا حاصل معنی یہ ہے کہ گھوڑے کی طرف خطاب  
لکھا اور پہلے دو بیت میں اس قصیدہ کے بعد حرف مذاجلہ عرض ہے اور تالی خطاب تیسری بیت پر  
ہے چونکہ آسمان کی رفتار تیزی اور سرعت میں بہت مشہور ہے تو مصنف کہتا ہے کہ تو ایسا گرم رہو کہ  
کہ فلک کا طعن تو نے سم پر لکھا چند استعارہ سم پر لکھے کا ایک ایسا استعارہ ہے کہ مصنف نے  
ہی استعمال کیا لیکن دو وجہ اُسکی ہو سکتی ہیں اول یہ کہ رفتار کا اندازہ کرنا سم سے ہے اور یہ اندازہ کرنا  
لکھنے کے برابر ہے یعنی گھوڑے نے تیز روی سے فلک کی نسبت طعن نہ سم پر لکھا گویا آسمان اُسکی

سرعت رفتار کو نہیں پہنچتا دوسرے یہ کہ ایسا لکھنا رسوا کرنا فلک کا ہر اور پھر پانچ پر لکھنا اور زیادہ رسوائی اور امانت کی بات ہر اور ایک نسخہ جسکی غلطی پر صحیح فتویٰ نہیں دے سکتے ہیں یہ ہر کہ نینچے مصرع میں طعن کے بجائے صحن اور برکی حکم از لکھا ہر اس صورت میں نوشتہ کو پیوودہ کے معنی میں لکنا چاہیے اگر واقعی شاعر نے بھی لکھا اور موضوعی نمونہ پہلے نسخہ سے اسکے معنی خوش آئند ہوں اور دوسرے مصرع میں استعارہ زلف صبا کا تراشنا اور پھر دم میں اسکو قطع کرنا مصنف کا مخصوص محاورہ ہر کہ گوش کو سُون سے گانٹھا ہر۔ بہت

برغی سبک روی بد انسان + کش خندہ نزاہد از تبسم  
کلی کی سنسی وہ ہر کہ ایک ایک تہی اسکی کچھ جاے اور سکر اسٹ اسکی یہ ہر کہ سقد رُسنہ کو شادگی ہو اور کلی کا سکر اسٹ سے سنسی تک پہنچنا باوصا کے چلنے سے ہوتا ہر اور بہت کے معنی یہ ہیں جسمین مبالغہ کوڑے کے سبک چلنے کی نسبت ہر کہ کلی کے اوپر اسقد رُسنہ چلتا ہر کہ صبا کے چلنے سے جو کلی کو تبسم سے خندہ ہو جاتا ہر گھوڑے کی چال سے وہ بھی نہیں بلکہ تبسم کا تبسم ہر کہ تبسم از کام شمر دہ خط نگار سے ہر نقطہ نوک نیش کوڑ دم +

نیش کوڑ دم کی نوک پر ایک نقطہ مد ہر کہ ہم کی آنکھ کے سواد دوسرے اسکو نہیں معلوم کر سکتا اور اصطلاح میں ہندو میں نقطہ خط کے سر کو کہتے ہیں کہ خط اسیر تمام ہوتا ہر اور اسکا جزا و رُگر ہونا محال ہر اور خط وہ ہر کہ نقطوں کے انفراد پر مثال ہر اور ایک چیز کا وقوع جگہ طریق ایسی شے پر جو مثل نقطہ ہونا جائز ہر مبالغہ گھوڑے کی رفتار میں اُس محل پر کرتا ہر جہاں امکان رفتار کا نہیں ہر اسواسطے کہ خط کا لکھنا قدم سے نقطہ پر غیر ممکن ہر اور وہ گھوڑا امر محال کو پیدا کرتا ہر اور ترکیب میں شمر دہ کو خط کے ساتھ بڑھنا چاہیے اور یہ بہتر ہر اس سے کہ کام کو اضافت شمر دہ کی طرف بجائے لینے قدم سے نقطہ بہت سے خط تر

بناتا ہر بیشک مصنف کی تلاش اس بہت میں وہم کو پریشان کرتی ہر بہت

گرد از تو شہاب یافت زان کرد سیمرغ وجود خویش را گم  
شہاب کی سرعت ظاہر ہو اور سیمرغ کا الوپ ہونا معلوم گھوڑے کی جلدی کی تعریف میں کہتا ہر شہاب نے تجھے گرد بانی لینے تجھے اثر اسکو پہنچا اس سبب سے سیمرغ نے اپنا وجود گم سیمرغ کی خصوصیت شہاب کے لیے سیمرغ کے کم ہونے کی نظر سے ہر حاصل یہ کہ سیمرغ نے تیری جلدی پا کر اپنے تئیں گم کر دیا اور لینے نسخوں میں پہلا مصرع اسطرح ہر اور دونوں نسخوں کے الفاظ کا نسخہ ہونا ظاہر ہو کہ گرد از تو شہاب دام زان کرد + بہر حال اس صورت میں فقرہ طبع

کرنی چاہیے کہ سیر مخ کا لفظ جو دوسرے مصرع میں ہو فاعل فعل کر دیا ہو جسے مؤخر واقع ہوا اور شتاب  
مفعول ہو اور ادا حثیت فعل یعنی سیر مخ تجھے شتاب کی حاصل کر ایسا جلد چلا گیا کہ اپنے وجود کو گم  
کر دیا۔ (از مترجم)۔ دوسرا نسخہ درست اور معنی اُسکے صاف ہیں قاعدہ ہو کہ حبلی بد فتنار نہایت  
تیز ہو وہ نظر سے غائب ہو جاتا ہو اس بنا پر صنف نے یہ مضمون باندھا کہ سیر مخ جو نظر غائب ہو  
اُسکا یہ سبب ہو کہ سرعت اور شتاب اُسے حاصل تجھے کی اور پہلے نسخہ میں جو شہاب ہی وہ  
تحریف شتاب ہو اور اگر وہ نسخہ بھی قبول کیا جائے تو اسکی توجیہ اس ترکیب سے ہو سکتی ہو کہ سیر مخ  
کو مضاف وجود کا کہن اور یہ تقریر ہو کہ تیری چال اور تیرے دور سے شہاب نے تھوڑی گرد جو تیرے  
چلتے ہیں اور سے حاصل کی اور اس گرد کے اثر سے ایسی سرعت شہاب کی رفتار میں آگئی کہ  
اُسے اپنے وجود کے سیر مخ کو بالآخر گم کر دیا سائیدہ خدا جانے بہت

اول قدم ریاض طبعش آخر چمن بہشت ہشتم  
اور یہی بہت میں گھوڑے کی تعریف جو بطور تمہید اس سے ہو اپنے فخر کی طرف معلق نے  
گزیر کی (اور وہ بہت یہ ہو سے زان راست روی کہ طبع عربی + راندت بمسا لک تعلم  
یعنی پہلا قدم عربی کے باغ طبیعت کا یعنی پیشگاہ اُسکا آٹھویں بہشت کا آخری چمن ہو اور آخر چمن  
مقابل قدم سے طرف آخر بہشت ہشتم کے ارادہ ہو سکتا ہو اس واسطے کہ ایک بہشت متعدد  
چمن کو شامل ہو اور بہشت ہشتم سے باغ ارم مراد ہو اسلئے کہ بہشتوں کی تعداد سید اسامی پہلے  
سات تھی باغ ارم جو شہاد دے بنا یا اُسکو فرشتے حکم آئی سے اٹھا لگئے اسوقت بہشت آٹھ  
ہو گئے غلامہ انتہا خوبی ارم کی باغ طبیعت عربی کی ابتدا میں ہو بہت

درا برہہ اطلس فلک و دخت رایش زبیا ض صبح قائم  
رنگ کی نظر سے آسمان کو اطلس کے ساتھ نسبت دی اور نوین آسمان کے ناموں سے  
ایک نام اُسکا فلک اطلس بھی ہو اور رائے کی تعریف روشنی سے کی ہو اور قائم ایک پوست  
سفید ہو اور اکثر اُسے اطلس کے ابرہ سے و دخت کرتے ہیں غلامہ یہ کہ صبح جو آسمان زربان  
ہوتی ہو قائم ہو کہ عربی کی رائے نے اطلس کے ساتھ اُسکو سید یا سردار البیت علی المدعی شرف  
گردون بنظر ابرہہ شمس یک دیدہ ز آفتاب مردم

ضمیر دل کے اندر کی بات کو کہتے ہیں اور دل کو بھی اور اکثر پوشیدہ چیز کو اور با سبک شو کو ایک  
آگے سے دیکھتے ہیں کہ آسانی سے نظر آوے۔ یعنی عربی کے ضمیر دیکھنے میں آسمان یک چشم ہو

جسکی شبی آفتاب ہو حاصل منیر عرفی اسقدر پوشیدہ ہو کہ آسمان آفتاب کے ایک کلمہ سے نور  
اُسکو دیکھ رہا ہو۔ بیت

اناب سناش خوشہ برداشت نوک مژہ چون سنان گندم  
سنان گندم وہی گندم کہ زمین سے اوجی اور پلک کے بال سنان کی صورت ہوتے ہیں  
اور اُسکو بالفرض آجیات سے بھی سمیں تو اسمیں نہ نشو و نما ہو اور نہ اسمیں دانہ اُسے کھائی  
کہ حرفی کی سخاوت کی آپاشی سے پلک کے بال کیوں کی سی بالی لاتے ہیں فقط سنان موعے  
چشم کی نظر سے یہ مضمون باندھا ورنہ آب سنا سے تخصیص موعے مژہ کچھ نہیں۔

### قصیدہ در شکایت زمانہ دول گفتہ بہ بیت

کرامی سادہ زن فصل یابے کہ بر سر چادر از دامان ندارد  
یہ قصیدہ زمانہ دون بہمت کی شکایت میں لکھا ہو لیے کون امر کوئی ایسا ہو جو سر کے اوپر پان  
کی چادر نہیں دالے رکھتا سادہ موصوف اور زن فعل صفت ہو۔ بیت  
چنان بر خضر بوئے سے گزر لبست کہ رہ در چشمہ حیوان ندارد +  
اسی مانہ بیخ ہر علیہ السلام پر شراب کی خوشبو نے راستہ بند کر دیا کہ اسکے سبب چشمہ آجیات  
کی طرف نہیں جاسکتا مراد یہ کہ اسی شراب کو وہ آجیات جانتے ہیں۔ بیت  
چنان گرم اندر عصیان کہ دوزخ غم بیکارے شیطان ندارد  
لیجے آپ ہی آپ گناہ رغبت دل سے کرتے ہیں کہ دوزخ کو شیطان کی بیکاری کی پروا نہیں ہو  
اس واسطے کہ غلابی معمولاً شیطان کے بھگانے سے دوزخ کے مستوجب ہوتے ہیں بیت  
غم دین دانگی لب نعمتہ پرواز کہ مسکین این ندارد آن ندارد  
دین کی فکر اور بھر یہ کہنا کہ غریب ہیں یہ بات نہیں وہ بات نہیں مطلب یہ کہ اہل دین کے لیے طوا  
شائستہ نہیں اور لیجے نسخون میں بھلے غم دین کے حمل این دیکھا گیا اس صورت میں بھی  
ظاہر ہیں کاف دوسرے مصرع میں بیان یہ ہوا دوزخ کا بیان کرنے والا۔ (از مترجم۔ پہلا نسخہ  
لیجے غم دینی کو شعر آئندہ نہیں چاہتا پس دوسرا نسخہ صبح ہو جو شعر آئندہ کے لیے مناسب ہو اور  
معنی اسکے یہ کہ اعمال تو یہ ہیں جو اور بر جان ہوئے مگر حال یہ کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا کاشکودہ  
زبان پر ہو لیجے کہتے ہیں کہ غریب کے پاس نہ کھانے کو کچھ ہو اور نہ پہننے کو کپڑے۔ بیت

مکافات عمل از افاق خلق ست ہوا ہی نفس قوت جان نذر د  
 مکافات کے معنی پاداش اور بدلہ لینے جیسا کوئی عمل کرتا ہے اس کے بدلے میں کار حنان  
 تقدیر سے ویسا ہی رزق ملتا ہے کہ اعمال کے مکافات از روئے مجاز رزق ہے۔ بیت  
 کسے کہ ز بیم حق نعمت شناس ست بدست از شکر خیز دستاں نذر د  
 یعنی جو شخص خدا کے خوف سے اس کی نعمت کی قدر کرتا ہے ایسا شکر خوف والا ایک مکر اور بناوٹ کا  
 شکر ہے۔ بیت

کسے کو داند و مغلوب نفس ست ز مردم عیب خود پنهان نذر د  
 یہ بیت ابیات البعد کے ساتھ باہم مربوط ہیں اور معنی اس کے یہ کہ جس کی کو عالم نفس ہمیں کے غلبہ کا  
 لیکن وہ مغلوب اس نفس کا ہے درحالیکہ اثر قوت نیر کا نہیں وہ اظہار عیوب میں کوشش کرتا ہے  
 پس اگر دشمن اس کے عیب کا ذکر کرے وہی نفس ہمیں کہ شوخ اور کم بخت ہے خود کے سبب کو  
 کرے بلکہ اپنے ہمسا نفس سنی کی مدد سے لڑائی کو مستعد ہوتا ہے اور طاعن کو آدمی نہیں قرار دیتا  
 اور جو شخص اس کے غلبہ کو دفع کرے اور اس پر قیاد ہو کہ نفس کا مغلوب نہ ہو مگر اس کا قصد کرے  
 ایک دفعہ کو اگر مومن ہو تب بھی اسے زبرد تو تلخ کرنی چاہیے اور اگر وہ کافر ہو تو اپنے کفر میں  
 ثابت نہیں اور جو شخص ترک کرے اگر ممکن ہو تو اپنے کام میں حیران اور دراندہ نہ ہو گا اور جو  
 شخص نہ اس کا علم رکھے نہ اس پر قیاد ہو کہ یا اپنے معشوق حقیقی کے ساتھ عہد و پیمان اس کو نہیں لینے  
 واصل نباتات اور جمادات ہے۔

### قصیدہ خطاب معشوق می کند۔ ابیات

اسے بر زدہ دامن بلار ا سر در پے خویش دادہ مارا  
 چون در رہ مرصعے نے پائے از کو چہ ما طلب و نارا +  
 معشوق کی طرف خطاب کر کے لکھا ہے کہ اسے بلا کے دامن چڑھ گئے لیکن بلا کو عشق  
 کی گرفتاری کے لیے چست اور متعہ کے ہوئے تو نے ہلکا اپنا گرفتار اور دھچکا لانا یا مجھ پر ہلکا  
 راستے تو چلے لیکن مزاج میں آگے کہ تو مردوت کرے تو مناسب ہے کہ مردوت اور قوت کا اسباب  
 ہماری بازار سے حاصل کر۔ بیت  
 یاد م نکنے و ہر سچ کہ من + سے مرادہ مذیدہ ام صبارا

لیئے ہر خید بظاہر تو مجھے یا دہنیں کرتا مگر تیرے التفات دلی سے کبھی صبا کو خوشخبری بغیر لائے  
نہیں دیکھا۔ بیت

صد چاک سپردہ ام بہر دست ناکر وہ بدوش یک قبا را  
میں جو دیوانگی کے سبب برہنگی کو اپنا لباس بنایا ہر بدن میں قبا بغیر پہنے ایک ہاتھ میں پا  
لگا دئے غرض قبا کے چرنے بھارنے کو طیار ہوں قبل اسکے کہ قبا پہنوں۔ بیت  
اسے بخت چنان ممکن کہ آخسر ممنون اثر کنم دعا را +  
یا دست جفا سے هیچ بر بند یا بجل عطای دعا را

ای نصیب مددکار رہ اور ایسا مگر کہ تیری بے امدادی سے دعا کا میں محتاج ہوں اور دعا میری  
اثر کی احسانمند ہو پس یا آسمان کے ظلم کا ہاتھ باندھ دے جو میرے اوپر دراز کر رکھا ہے یا بخل متوقف نہ کر  
جو مجھے مدد کا دینے میں کرتا ہو اور بغض نسوختن میں مجھے کھینچنے نہ لے کہ کن بے خبر ہو کر رکھا ہے  
اس تقدیر میں نصیب سے مدد چاہنا اور دعا کو اثر کا احسانمند کرنا ظاہر ہو بیت

در انجمن جمال رویت بگرفتہ ز آفتاب جبار  
لیئے تیری صورت نے حسن کی مجلس میں آفتاب سے جگمگ چھن کی لیئے اُسے چالبانگی  
لفظ روفاصل بگرفتہ کا ہو اسکی طرف لفظ جمال مضاف نہیں ہو۔ بیت

دستے سخن آورم کہ شویہ + مجموعہ لطف اولیا را  
اس بیت میں کہ اپنے سخن کی شستگی کے سامنے حضرات اولیا کے مجموعہ لطف کی عدم غفلت  
ظاہر کی دست کو نوع اور قسم کے معنی میں استعمال کیا ہو راز مقرر جم۔ شایع کا نسخہ مختار لفظ  
شویہ مجاہدے شاید مصرع نادرست ہو اس واسطے کہ اس بیت کے پہلے کے دو ابیات کے مصرعے عام  
اول کے آخسر میں لفظ شاید ہی اور وہ شاید ہیں کہ اس بیت کے مصرع اول کے آخسر میں  
بھی شاید ہی نہ شویہ اور اس تقدیر پر فرضی بیت کے بہت خوب اور موزون خیر ہیں کہ اس قسم کا کلام  
کہوں کہ حضرت اولیا را اللہ کے مجموعہ لطف کے لیے سزاوار ہو

### قصیدہ در مدح ابوالفتح بہمنیت وزن سبت

تا اب سال فوت گزشتہ بہمنیت جملگی در ساحت سال فوت معصوبہ  
لیئے پورا نے سال ہمیشہ تک حکوم کر تیرے مبارکباد دے مگر تیرے ستے سال میں سما جائیں اور



یہ گناہ معدوم کی حیات ابدی سے ہو اور بعض نسخوں میں بجائے ازل کے ازل و لکھا گیا ہو اس صورت میں معنی اس طرح ہونگے کہ ازل کی توفیق نہ ہو جسکی ابتداء نہیں ہو اور ابد کی یہ تعریف ہو کہ اسی انتہا نہیں ہو پس عمر سے جو سال گذر گئے وہ ازل کی طرف گئے پس غرض یہ ہو کہ ازل تک جس قدر پروردگار سال گذر گئے سب گھوم کر سال جدید میں محسوب نہوں۔ **بیت**

از در دروازہ نور و زما میدان عید ہمچنین آرایش باز و غرض شویا  
قلم کے محاورہ میں دو لفظ ایک معنی کے بہت واقع ہونے میں اور ان دونوں سے ایک مقصود ہوتا ہو۔ جیسے ساحت میدان اور خلق عالم اور در دروازہ وغیرہ اور اگر دو عاطفہ در میان میں ہو بہتر ہو اور معنی یہ ہیں کہ اسید طحتری عمر کے بازار کی خوبی اور رونق خوشی اور غری ہو اور نور روز کو اور عید کو میدان سے تشبیہ دیکر دونوں کے اکٹھے ہونے سے خوشی کی افراد امرادین نہ یہ کہ درمیانی ایام کا شائبہ محل معنی ہو اور مترجم مضاف و مضاف الیہ میں تغایر میں وجہ ضرورت اس واسطے کہ نہایت ایک لفظ کی مثل کی طرف جائز نہیں۔ **بیت**

برہم گشت بود از آرایش مصداق اسم و در میان کو دکان دولت مشہور باد  
مصداق گواہ اور بیان مادہ سے مراد ہو پس کہتا ہو جو معما کہ اسکے اسم کا مصداق ترقی اور ترقی  
ہو تیری دولت کے اطفال اسکو سمجھیں (از مترجم) نسخہ صحیح یہ ہو کہ برہم گشت از آرایش  
مصداق اسم یعنی جو معما کہ اسکے اسم کا مصداق آرایش ہو اور از آرایش بر اسکا اسم صاف  
آوے باوجود کہ معما کا اسم نہایت پوشیدہ اور شکل اسکا پانا از روی قواعد ہو گزنا کرے کہ وہ  
معانی سے دولت کے لڑکوں میں مشہور اور مشہل ہو۔ **بیت**

برہفت کا دلشہ یا بدہر مفہوم ابد جملہ برہمنان روح بہت مستطاف  
اس بیت میں معدوم کی زندگی باویدکی دعا یعنی جو لفظ کہ آئیکہ معنی میں پیشگی ہو تیرے  
کے تختے کے سر پہ رکھا ہو یعنی انتہا نہیں ہو تیرے وجود کی ابتدا سے خوب بند ہی  
جکڑی رہے اور جملہ کا لفظ جو کثرت کا تفسیر ہو مقابل برہفت کہ وحدت کو چاہتا ہو تمام افراد کے  
نظر سے ہو اور ممکن ہو کہ جملہ کا لفظ تاکید صر کے واسطے ہو یعنی وہ سب فوت مستطافوں اسکا غیر فوت  
در سماع انداز صبر ریاضات اسرار عجیب حشر و نشر لفظ معنی از دم این صور باد

ظاہر ہو کہ آواز نرم اور خوش آئند سے سننے والے کو وجد اور قوس پیدا ہوتا ہو پس کہتا ہو کہ تیرے ظہور  
آواز سے اسرار الہی کو وجد اور قوس ہو اور پردہ غیب سے عرصہ ظہور میں آنے میں اور چونکہ حشر و نشر

صورت سے ہوگا تو لفظ اور معنی کا پیدا اور ناپیدا ہونا تیسے قلم کے صورت سے ہوا اور ہر چند اسرار

غیب کی جنس میں ہر حکم بیان معنی محازی مراد ہیں۔ **بیت**  
شاخ تکی کش بود بخت بلندت باعث طارم گردون شکن از خوشہ انگور باد  
یعنی جس درخت انگور کی ڈالی کو ترے بلند نصیب سے پرورش ہو زیادہ انگور کے سبب ایلام  
ہو جائے کہ آسمان کی مٹی میں لسمائے اور اپنے نشوونما کے زور سے آسمان کی چھت توڑ کر اوپر نکلا جائے  
اور یہ بھی ممکن ہو کہ طارم گردون شکن کو تشدید سے کہیں اپنے وہ شاخ طارم آسمان کی توڑنے والی ہو  
اور اپنے انھن میں طارم شین ضمیر کے ساتھ جو اس صورت میں نے تکلف معنی پیدا ہونے  
میں اور خوب سبب بخت بلندی میں ہو۔ (از مترجم۔ بریان قاطع میں طارم بروزن آؤ غم  
انگویند کہ از چوب سازند چو خرگاہ وغیرہ و بام خانہ را نیز گویند و معنی گنبد ہو آمدہ است و محوری را  
نیز گویند کہ از چوب سازند و بر اطراف باغ و باغیچہ کجبت منع از دخول مردم نصب کنند اور بہار عجم میں جو  
کہ طارم چوب بنیہ کہ از برای انگور و یا سمن و کدو سے صحرائی کشند و اور بند و طارم انگور و دار بست  
نیز گویند نورالدین ظہوری سے شنایا ہمہ ایزد پاک را بہ شربادہ طارم تاک ماہم بیت  
قبضہ شمشیر کینت دست گاہ آفت است سایہ شمشاد را بیت چشمہ شاپور باد

یعنی ترانہ بلا انگیزہ اور آفت اس سے قوت حاصل کرتی ہو۔ اور دوسرے مصرع میں نیز سے کی  
روشنی کی تعریف کرتا ہے اور نیزہ کو بلندی کی نظر سے برو شمشاد سے استعارہ کیا اور اسے سایہ چشمہ شاپور کہا  
اور بیت جو شمشیر کے مقابل ہے ترکیب میں مضاف کہیں کا ہو کہ اس مضاف الیہ کو مقرر کیا جائے  
چشمہ شمشاد کے نیزہ کے شمشاد کا سایہ چشمہ شاپور کا ہو اور اگر رایت کو ترکیب میں مضاف اور  
مضاف الیہ معنی کینت کہیں اور روشنی را سے کی تعریف قرار دین معنی بہت اچھے پیدا ہوتے ہیں  
اور استعارہ را سے کا شمشاد کے ساتھ عرفی ایسے استاد سے بعید ہے اور چشمہ شاپور مشہور ہے کہ شاپور  
نے ہنر کی قوت سے اہمن کی زمین میں سنگ المس سے وہ چشمہ بنایا اس قدر چمکتا ہوا کہ اس پر  
ظفر نہائی کے باعث نہیں ٹھہرتی تھی پس معلوم کرنا چاہیے کہ سایہ میں جب اس قدر روشنی ہے تو رایت  
کی روشنی کس درجہ ہوگی۔ (از مترجم۔ چشمہ شاپور کے بجائے دوسرے چشمہ شاپور ہے کہ یہ تیرہویں  
اور شارح علیہ الرحمہ نے رایت کو مضاف و مضاف الیہ کی صورت میں لفظ معنی ناپسند کر کے ترک کیا  
اس واسطے کہ استعارہ را سے کا شمشاد سے شان مصنف سے بعید ہو کہ واضح ہو کہ حسب طرح لے  
کی تعریف روشنی سے کرتے ہیں حسب طرح بلندی سے بھی کرتے ہیں کی لفظ شارح علیہ الرحمہ کا خیال نہیں

رجوع ہوا ورنہ اسی ترکیب مضاف و مضاف الیہ کے ساتھ راہیت کو اختیار کرتے اور ضرورت مضاف الیہ مقدر لینے کنیت کے بنو تی اور میرے نزدیک بھی درست ہو۔ بہت عالم عیشیت کہ باطنیق شیعہ اندھیم آسمان او بہشت و زبرہ او حور باد معنی زہر ہے کہ جس مقدمہ کے اثبات کا منکام قصد کرتا ہو اسکے ثبوت کے لیے سند پیش کرتا ہو مگر وہ مقدمہ ثابت ہوا اور عالم کو حکما نے قدیم کیا کہ اور یہ شیعہ میں صحیح نہیں ہو مصنف نے ممدوح عالم عیش کو کہا کہ قدیم ہو پس بغرض ثبوت قدم عالم عیش کی سند لایا کہ قدیم باطنیق شرع ہو لینے اور حکم شرع کے قدیم ہو اور باطل غلط یا کمین کہ جیسی شیعہ قدیم ہو اور اسمین بھی کلام ہو اور عالم کو آسمان اور زبرہ درکار ہو اور نظر عالم عیش کی بہشت اور حور کو آسمان اور زبرہ کلمات بہر اخذ نعمت نسخیر عالم پرورت دامن در یوزہ در کھن سایہ باد و نور باد واضح ہو کہ نسخیر عالم کو استعارہ نعمت سے کیا اور نعمت کی اصناف نسخیر عالم پرورت کی طرف لینے تیرا نسخیر کرنا جو دنیا کو پرورش کرتا ہو ایک نعمت ہو اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے سایہ اور نور جرات اور دن کے لحاظ سے زمانہ ہو بھیکچہ دامن مگر گردن کی طرح ہاتھ میں لیکر آگے بڑھتا ہے اور یہ ممدوح کی تعریف عالم کی پرورش اور حفاظت کی نسبت ہو۔ بہت اگر قضا خود را شمار و دستیار حکم او جاسے تعزیت اما گویش معذور باد لینے قضا اپنی تین تیرے حکم کا مددگار کہ تو مقام تعریف کا ہو کہ اس واسطے دلیری او گستاخی آنکلی (معاذ اللہ) لیکن میں اسے معاف کرتا ہوں اس واسطے کہ خطا کی اور معنی کو خطا گذشتہ میں معذور رکھتے ہیں۔

### قصیدہ درج اکبر شاہ و توطیہ بر فرجستان شہ و زبرہ بہت

چہیت آن جو بہر ہایت فن + آسمان مولد و زمین سکنا + +  
 یہ قصیدہ اکبر شاہ کی مدح میں ہے اور توطیہ اسکا شمع کی چستان سے اٹھایا اور اکثر مضمون ناگ اور کان اور آواز دینے بہت کے معنی ہیں کہ بروی ترکیب جو بہر ہایت فن میں اضافت تو معنی ہو اور صرف اس شمع کے شعلہ پر نظر کر کے سوال کرتا ہو کہ وہ جو بہر کیا ہو جسکا فن بہایت ہو اور انا نہیں جو بہر علوی آتش ہو کہ آسمان مولد کہا اسکو اصل پیدا نش کے سبب سے جو آسمان سے زمین پر آئی چہ آتش کا وجود سنگ خارا سے دنیا میں عہد جمشید سے ثابت ہو کہ گناہن اسکی

حکایت پرستہل میں گرکیم واقع ہو کہ آتش کا وجود فارابین دراصل آسمان سے ہو والد عالم بیت  
سوزش و حرارت رشتہ رشتہ آتش درسیاست سوزن  
ضمیمہ شمع کی طرف اور سوئی اسکو کندا اسکے راستے کے سبب سے ہو اور رشتہ اسکے دریا ہو  
گویا اسکی حفاظت کرتا ہو اور جب روشن ہو وہی رشتہ جسکے شعلے کے وسیلہ سے وہ روشنی کو گلاتا ہو  
اور وہ درحقیقت سوئی کی سیاست کرتا ہو کہ سوئی مضحکہ منہج ہوجاتی ہو۔ بیت  
ہم ز باد صبا شود جو ز ہوا ہم ز برق صفا سہیل بین +  
پوشدہ نموکہ جو ز ایک برج ہو جسے دیکھی کہتے ہیں اور وہ تسمیہ اسکی پہلے بیان ہو چکی ہے جو  
مذہب شمع کو ہو چکا ہو شعلہ آسکا دوسرا ہو کہ رو پیکر معلوم ہوتا ہو اور صفائی اور نور کے سبب  
سہیل بین ہو۔ بیت

مر خط استوا کند حرکت آفتابش چہ نبہ وجہ بہمن  
خط استوا ایک سیدھا خط موصوم ہو کہ آسمان کے بیچون بیچ مقرر کیا ہو اور تیرہ ماہ گرمی کا مینا  
اور وہی مینا جائے گا ہو۔ آفتاب ماہ تیرہ مین عین خط استوا پر حرکت کرتا ہو تفصیل یہ کہ جب  
کوئی قبلہ رخ کھڑا ہو اسکے سر پر آفتاب چمکتا ہو اور بہمن مین خط استوا سے ہنکر دھن کی طرف چلا جاتا  
ہو اور سرعت اگر کوئی شخص قبلہ رخ کھڑا ہو تو اسکے بائیں شانہ پر آفتاب چمکتا ہو۔ (اور مقرر حسب  
برہن قطع مین ہو کہ تیرہ مینا سال شمسی کا ہو اور وہ مدت آفتاب کے رچنے کی برج سرطان مین ہو  
اور بہمن نام گیارہ مین مینے کا سال سے ہو اور آفتاب اسوقت برج دلو مین ہوتا ہو۔ اور خط استوا  
ایک دائرہ موصوم کرہ زمین پر بیچون بیچ پورب پچم کے ہو جو زمین کے کرہ کو دو مساوی حصوں مین تقسیم  
کرتا ہو اور اسکے مقابل آسمان پر ایک دائرہ موصوم ہو جسکو معدل النہار کہتے ہیں اور اسکے علاوہ  
ایک دوسرا دائرہ منظرہ البروج آسمان پر ہو جو سائرے تیس ادرج کا دائرہ معدل النہار سے بنایا ہو  
جسکو طریق الشمس کہتے ہیں اور اسی دائرہ کے بارہ حصہ کر کے ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا اور  
آفتاب کا گذر خط معدل النہار پر حال بہمن دو مرتبہ ہوتا ہو ایک دفعہ جب کہ لفظ اول برج حمل پر ہو  
دفعہ برج میزان کے اول لفظ پر ہو چنچا ہو اور یہ دو وقت اعتدال کے ہوتے ہیں اور آفتاب کا ہر  
ایک بار چار مہینہ عرض البلد پر منحصر ہو جسکا حساب خط و نصف النہار کے سمت الراجح  
ہوتا ہو اور خط و نصف النہار شمالی اور جنوبی پر گذرتے ہیں اور کرہ زمین کو اسطرح تقسیم کرتے ہیں  
جسطرح کرہ زمین کی دو اریان کرہ بوزہ کو تقسیم کر دیتی ہیں۔ بیت

قصب بہت اب آفتاب اور اکسون شرف آفتاب اور امین +  
 یعنی اسکے شعلہ کے آفتاب کا شرف وادی امین میں اس اعتبار سے ہو کہ وہاں خلی حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 پہنچی تھی مگر مقام امینی کو تمام شرف آفتاب شعلہ کا کہہ سکتے ہیں نہ نفس شرف اور اکسون بلکہ اول  
 ایک لیشی کہرا ہو جو قصب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہو۔ از مترجم۔ شارح علیہ الرحمۃ کا اعراض نہیں  
 ہو سکتا اس واسطے کہ اشعار میں ایسے مسامحات اور مجازات جاری ہیں بہت  
 کہ گئے از میان تاج خسوس بر فشانہ صبرق خود ارزن  
 شمع کا شعلہ یعنی گل تاج خسوس سے مشابہ ہو اور ارزن فشانی شمع کے شراروں کے اعتبار  
 ہو اور چھوٹے چھوٹے شمع شرار کے مثل تاج خسوس سے نکلتے ہیں۔ بہت  
 جو ہر بیکلش ہیولا نیست و قبول صور چو گوہر نہ فلن +  
 شمع کی صورت کا مادہ موم ہو کہ ایک ہیولہ مختلف صورتوں کے قبول کرنے میں جو ہر  
 مشابہ ہو اس واسطے کہ فلن ایسا جو ہر ہو کہ ہر ایک شے کی صورت کہ آسانی سے قبول کر لیتا ہو  
 اس طرح موم بھی صورتوں کا قابل ہو جس شکل کا اسے چاہیں بنالین۔ بہت  
 خرمن از سنگ آس گر باشد زبان آہ و سیکند حسہ بہن  
 یعنی اگر چکی کے پتھروں کا ڈھیر لگا ہو شمع اسکو زبان سے پھیل کر آگ دے اور یہ فعل اسکا  
 نظر بالقوۃ ہو نہ نظر بالفعل اس واسطے کہ شمع کی زبان کہ شعلہ ہو پہاڑ کو جلا کر سرسہ کر دے  
 اور ہو سکتا ہو کہ بجائے کلمہ زبان کے زبان مہم کے ساتھ ہو اور یہ کلمہ زبان کا جلدی کے کنفی  
 میں متعل ہو در نصورت تقریر یہ ہوگی کہ وہ شمع سنگ آس کو فوراً آگ دیتی ہو۔ بہت  
 جو ہر شش در حسہ یحاطہ شاہ ماہ مخشب بود جبہ بہن  
 اس بیت میں مدوح کی خاطر روشن کی تعریف کرنا ہو اور کہتا ہو کہ اس شمع کا جو ہر کہ شعلہ ہو  
 بادشاہ کی خاطر روشن کے محل میں مخشب کے چاند کے مثل ہو یعنی روشنی عملی ہو یعنی یوں ہو  
 کہ ماہ مخشب مقام مخشب میں ایک چاند ہو کہ حکیم متنع نے عمل یہ نجات سے طیار کیا اور کنوین  
 سے اسکا طلوع اور نین کو س تک اسکی روشنی ہر چار طرف ہوئی جب وہ نکلتا تھا اور چاہ  
 شیعہ مشہور ہو کہ از اسباب نے نین کی گرفتاری کی خاطر اپنی لڑکی نیرہ کے عشق کے سبب  
 بنایا اور اس میں نین کو رکھا جسے آخر کار ستم نے اس کنوین سے خلاصی دی یعنی ماہ مخشب چاند بن گیا  
 اسے نیرہ قرار کیا۔ اور ممکن ہو کہ جو ہر شمع سے کل ذات اسکی مراد ہو وادو حافظہ کی صورت میں دوسرے

مصرع کے اسطرح معنی کہنے چاہئیں کہ وہ شمع بادشاہ کی خاطر میں اپنے شعلہ کے اعتبار سے  
ماہِ غنچہ سے اور اپنے چشمِ کبر کے سبب کہ موسم کی ہو اور دھوئیں کی وجہ سے شاہ شیریں کے مشابہ ہو کر  
پاہ کسنا جسم شمع اور شعلہ شمع کو لپچ اور سنے اصل ہو (از مترجم پیرس توحید کی فرقا کیا تھی)

### قصیدہ در ثائب در و لیت توبہ - بیت

مے ساختش ببادہ مزوج نے خشکے از گلاب توبہ +  
یہ قصیدہ عرفی سے بہت خوب ہوا ہو اور تقریر بیت ظاہر ہو کہ خمیر شیریں پہلے مصرع میں بطور اشارہ  
قبل الذکر ہو اور گلاب کی طرف راجع چونکہ گلاب شراب میں ملا کر پیتے ہیں لکنا ہو کہ میں گلاب  
شراب میں ملا کر پیتا تھا اس سبب سے باوجود کہ گلاب میں کچھ نقصان نہیں ہو گلاب کے پینے  
بھی توبہ کی بہت

گرد و زامسم بسند + زاسیب کمد عذاب توبہ  
بہنجد فعل اور عذاب فاعل اور کند بھی فعل اور عذاب فاعل اور توبہ مفعول ہو یعنی میرے  
دردِ اداست اور شہنائی کو عذاب توبہ نے اور معلوم کہ توبہ کی سیب و صدہ یہ پچانے سے توبہ کہتے  
صد فوج گستر گشت سبکدم چون تیغ کشت عذاب توبہ

گناہ کے سولشکر اکیدم میں تباہ کر ڈالے اگر توبہ ملواری اپنے سیان سے نکالے - اس واسطے  
کہ توبہ سے گناہ معدوم ہوتے ہیں گویا کہ توبہ کی سوتیلی ہوئی تلوار لشکر گناہ کو قتلِ عام کرتی  
ہو اور لفظ شراب پر لفظ اگر کا مقرر کسنا چاہیے کہ تیغ کشیدن کا قرینہ اسکی تقدیر پر دلیل واضح ہو

در حالتِ سیم موت کا ندیم بیدار شود ز خواب توبہ +  
ز اندیشہ مرگ توبہ کر دم آنرا انگنم حساب توبہ +

یعنی توبہ کے وقت آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہو اس واسطے کہ آدمی جب مرنے لگتا ہو توبہ کرنے کو  
مستعد ہوتا ہو اس واسطے عرفی لکنا ہو کہ موت کے اندیشہ سے میں نے توبہ کی اور اس توبہ کو میں  
توبہ میں محسوب نہیں کرتا اس واسطے کہ توبہ اُس وقت کی منظور نہیں ہو لفظ حساب بمعنی میں محمول  
بر قلب ہو جو ردیف اور قافیہ اسکا محقق تھا - بیت

سی سال ز نفس معنیاد اکفون و ہد از عذاب توبہ  
یعنی تیرہ برس نفس سے گناہ صادر ہوئے اب اُسے سدا بہ دیتا ہو یعنی نفس کو گناہ سے

باز رکھا ہو فرض کیا میں نے کہ توبہ ثواب بخشے لیکن تیس برس جو گناہ کے اسکی شرمندگی  
 جیسا اب ہو سدا ب سین کے زیر سے فرنگ جہانگیری میں ایک گھانٹا ہو کہ اُسے  
 عورت کھائے توبہ پانچ ہو جائے۔ جمعیت  
 بڑ توبہ مدد زکیہ احمد تاملہ از عتاب توبہ  
 یعنی توبہ براجر کی توقع نہ رکھو تا کہ عتاب الہی سے توبہ کا بند نہ ٹوٹ جائے کسوا سطلے  
 کہ توبہ پر نازش کرنا اور اُس پر ہجو سا کرنا عتاب الہی کے مستوجب ہو جائے اور وہ باعث  
 ہزاروں وبال کا ہو نہ وہاں سے فلک

## خاتمہ

ارباب شعر و سخن اور قدیر شناسان قصیدہ سرائی کی خدمت میں گزارش ہے کہ قصائد عربی  
 زبان فارسی میں ایک عمدہ درسی کتاب ہو اور اُسکے درس و تدریس عام و خاص ہندوستان  
 رائج ہو پس نظر رفاه عام اوتھیل طالبان زبان فارسی کے پیشتر کارخانہ منشی نو کشور  
 صاحب میں شرح قصائد عربی جو ملا قطب الدین فارح رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی  
 طبع ہوئی تھی اور کئی مرتبہ نوبت اوسکے طبع کی آئی لیکن وہ کسبہ اسقدر غلط ہو گیا تھا کہ  
 صرف قیمت کے مشترکان نیکو فعال اُس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے گویا ایک واقعی وہ کتاب  
 مسخ ہو گئی تھی اسوقت بنظر سرری نصیح اخلاط جہانگیر ممکن ہوئی کہ اُسکو چھاپا کر طبعیت  
 خوش بنیں ہوئی اسواسطے کہ علاوہ مسخ ہونے کے اُسکے اندر چند سقم دیگر ہے ایک  
 یہ کہ شایع علیہ الرحمۃ نے یہ قصیدہ کے شروع شرح میں ایک تہمد اور توجیہ رنگین عبارت کے  
 ساتھ لکھا ہو حالانکہ شرح میں اُسکی ضرورت نہ تھی دوم یہ کہ شایع علیہ الرحمۃ نے متن کے نسخہ  
 سقیم کو اس شرح میں لیا تھا اور صحیح نسخہ چھوڑ دیے یا نظر سے نہیں گذرے اور کہیں  
 کہیں جو کوئی نسخہ ذکر کیے اس میں نسخہ مختار شایع باوقار کا وہی نسخہ پایا جو سقیم تھا سوم یہ کہ  
 جاسما اشعار قصائد کے شرح درست اور قابل پسند نہ تھی چارم بیان ترکیبات غرضی  
 اکثر نقص پائے گئے پنجم شایع علیہ الرحمۃ نے جابجا کثرت سے اعتراضات جو جواب تلغی استاد صاحبان کے  
 جسقدر نقصانات مذکورہ وغیرہ مذکورہ آسمین تھے ان سب کو مترجم محمد ابوالحسن فیہ دیکھا  
 دہلوی نے رفع کر کے ایک عمدہ سلیس نسخہ شرح ترجمہ قصائد عربی کا بنادیا جسکے سبب ترجمہ

یادگاری اور کارخانہ اور طالبان فن کے فائدہ رسائی مقصود ہو لہذا اسکے شرح مترجم مذکور کا پی ہو کر  
 بقیہ مترجم زیر طبع آئی امید ہو کہ پسند خاطر مشتریان شتیری خصال اور قدر دانان صاحب کمال سب کے  
 ہو وے اس شرح میں جو فوائد کہ تصحیح بیان معنی اور تسہیل طالبان اور ترک زوائد اور اختصار نسخہ عمدہ اور  
 تہذیب ترکیب نحوی اور جواب اعتراضات شایع علیہ الرحمۃ ہیں اسکے علاوہ بجائے خود یہ نسخہ بہت  
 خوش خط اور موزون قطع طبع بڑی تہذیب اور صحت سے مایہ تمام بلوغ احتیاط کے ساتھ چھاپا گیا اور  
 اس واسطے یہ نسخہ جیسے کہ مضمون اور معانی کے سبب مفید و لجبیب ہو اس طرح صورت اور شکل بھی  
 اسکی مرغوب اور پسندیدہ ہو اور اصل میں جو کہ تمام فوائد اور عوائد جو ظاہر کیے گئے ہیں نتیجہ ادلو العزری  
 مالک مطبع نشی نول کشور صاحب اور اسکے کارخانہ عظیم الشان کا ہو چندیہ دنیا میں کوئی فصل  
 انسان کا بغیر فائدہ ذاتی کے نہیں ہوتا لیکن کتب درسیہ زبان و علوم مشرقی کا طیار کرنا کوئی  
 مطبع باوجود فائدہ ذاتی کے تحمل نہیں کر سکتا بہت ایسی کتابیں مشرقی زبان اور علوم کی ہیں کہ اس  
 مطبع کے سوا دوسرے کسی مطبع نے انکی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا اور اسکی ضخامت اور حجم کے  
 سبب مصارف کثیر درکار تھے یہ حوصلہ اور ظرف مالک مطبع ہذا کا ہو کہ بلا کفالت اور ذمہ داری کسی  
 غیر شخص کے ہر ایک کتاب ضخیم و حجم کو اپنے حرف خاص سے چھاپ ڈالا اور شایقان علم نے  
 اس سے فائدہ اٹھایا اور جو کتاب دیکھنے کو میر نہ آتی تھی نہایت ارزان دستیاب ہوتی ہو اس واسطے  
 سب اہل علوم کے لیے مقام شکر گزاری اور منت پذیر کی کا ہو اور یہ نسخہ پاکیزہ خط لایاری لال کھان  
 خوشنویس مطبع نول کشور پریس میں طبع ہوا

## تاریخ طبع شرح اردو قصائد عربی

شرح اردو قصائد عربی کی	چھپ گئی تب ہی فکر میں نے کی
سال تاریخ ہو بدون روی	شرح اردو قصائد عربی کی

مطبوعہ ماہ جولائی ۱۳۸۶ء

حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع محفوظ ہو۔





کلیات فرار بیدل - اس کلیات میں چار  
گفتا میں ہیں -

- ۱ - دیوان بیدل - غزلین سب ردیفوں کی -
- ۲ - عناصر بیدل - ۳ - رقعات بیدل -
- ۴ - نکات بیدل - نیکو طبع شاعر نازک خیال  
مرزا عبد القادر بیدل تخلص -

کلیات سعدی شیرازی حسین سائل دہلوی

- ۱ - دیباچہ کلیات - ۲ - کریم بخش - ۳ - گشت
- ۴ - بوستان - ۵ - قصائد - غریہ و فارسیہ و
- مراثی و ترجعات - ۶ - طلیات - و بدائع و نوایم
- و غزلیات قدیم و قطعات و صاحبیات و شنوایات
- و قطعات و رباعیات و مفردات و نثریات -
- از شاخ طبع حضرت مصلح الدین سدی شیرازی
- کلیات نظم غالب - مرزا اسد اللہ خان آبادی
- انتخاب کلیات عناصر خسرو - اسیم جبار
- دیوان ہیں -

- ۱ - دیوان تحفہ الصغر - صغیرین کا کلام ہے -
- ۲ - دیوان وسطاویات - عصفوان شباک کلام ہے
- ۳ - دیوان غزل کمال - جو کمال عجمائیں رس میں
- ۴ - دیوان تبقیہ نقیہ - کلام ہنگام پیری -
- یہ کلیات ایک انتخاب ہر چار دیوان روشن
- بخشہ صاحب کمال ملقب بطوطی ہند امیر خسرو
- دہلوی ہے -

کلیات جامی - تعنیف ملا عبد الرحمن جامی -  
کلیات نظیری نیشاپوری - از خوشنوی

شنوی ولی رام - معروف چشمہ عرفان  
شنوی زاد المسافرین - مصنفہ ملا حسین غلط  
کاشفی عبارت سلسلہ مضامین نفیس مرغوب طبائع  
و دل پسند شنوی ہے -  
مجموعہ نواد و نظم - مینے مجموعہ ہشت شنوی از کلام  
استادہ و شعرا سہ طبقہ میں -

- ۱ - شنوی در صفت بنگار - ۲ - شنوی معراج خیال از
- کلام جمیل - ۳ - شنوی تضاد و قدر - از طالب آملی -
- ۴ - ایضا دیگر - ۵ - شنوی تضاد و قدر - ۶ - شنوی
- رزمیہ از میرزا صاحب - ۷ - شنوی تضاد و قدر - ۸ -
- شنوی در صفت علم از سلیم -

کتب کلیات و دیوان و قصائد

کلیات خزین - یہ مجموعہ نواد و درکار سے ہے  
حسین چند رسائل ہیں -

- ۱ - سوانح عمری حضرت مصنف - ۲ - تواریخ سلطین
- ۳ - قصائد نقیہ - انکہ اطہار علیہم السلام - ۴ - دیوان
- مصنف - ۵ - شنوایات صغیر و ال و مہین انجمن -
- ۶ - شنوایات خرابات - ۷ - فرہنگ نامہ - ۸ -
- تذکرۃ العاشقین - مصنفہ شاعر عظیم النظم و جلیل القلم
- شیخ محمد علی خزین -

کلیات خاقانی - حسین تصانیف عربی و فارسی  
و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات  
اس جامعیت کے ساتھ کیا ہے جو اس مطبع  
میں پیش ہو کر مع حسن معانی اشعار عربی کے و جلد  
میں چھپا ہے -

ملانی پری نیشاپوری۔

کلیات ظہیر فاریابی۔ تصنیف صدر الکما  
ابونصر فاریابی۔

دیوان ظہیر فاریابی۔ تصنیف

دیوان صائب کامل۔ از مرزا محمد علی صاحب  
تبریزی۔

دیوان حافظ۔ منشی خوشنما از انکشاف طبع روشن  
صاحب باطن ملقب بلسان الغیب حضرت خواجہ

شمس الدین حافظ شیرازی۔

دیوان حافظ خط مطبوعہ جدید بہت خوشخط۔

شرح دیوان حافظ۔ باطل معانی و مصطلحات

صفیہ الزینبیات مولوی سیاح محمد علی از تہذیب مطبعہ

دیوان شمس تبریز۔ مشہور کلام از روشنی طبع

ولی مادر زاد محمد بن ملک داد محمد بن شمس تبریز

دیوان حضرت خواجہ قطب الدین محتیا کاکلی

کلام پر تاثیر۔

دیوان حضرت احمد جام۔ زندہ پیل خیل عارفانہ

دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔ یہ دیوان

نایاب محض غنایتا فریدی سے آئے ہیں کہ طبع کا طبع ہوا۔

دیوان حضرت غوث الاعظمی۔ پر دستگیر

شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہ۔

دیوان مخفی۔ استاد اہل زبان کا کلام، ہوا از

جلوہ طبع مخفی رشتی اور جو ناواقف کلام زیب النساء

کہتے ہیں وہ نادرست ہر تذکرہ دار سے ظاہر ہے۔

دیوان مخفی۔ درسی دیوانی مصنف ملا علی محمد

دیوان محتاب۔ از مخزن نازک فکر منشی محتاب

شرعی و استویہ رئیس کردہ۔

دیوان موزون۔ از خوش فکری عالیجناب

راجہ رام نرائن شرعی و استویہ بکھرے۔

دیوان ناصر علی۔ شاعر نامور کا کلام۔

جوہر معظم۔ یعنی دیوان مرزا گل محمد کرمانی

اہل زبان اور اسکے ساتھ منشی جوہر کلام جو مولانہ

عمرزاد صاحب سے تھے۔

دیوان ہلالی۔ کلام اہل زبان۔

خیال خجندی۔ دیوان منشی تہذیب نگہ باری محمد

دیوان قاسم۔ کلام سرکردہ شعر آغا خان مایہ نازک دیوان

دیوان نویدی۔ فارسی غزلت مفید اور تہذیب نگہ

رباعیات عمر خیام بخشی۔ رباعیات شاد و افسانہ

اور شاد و افسانہ کے کلام کے اعلیٰ درجہ کی ہندی ہیں۔

اختراع جدید۔ صنائع شرعی بین نادر نظام

از جلوہ زور طبع و کشش کار رئیس صنائع مراد آباد۔

قصائد مدحیہ نظام سنا نظام الادب محمد زان علی

قصائد مفتخران۔ مصنف مولوی عبدالاحد۔

قصائد پر فواید۔ مصنف منشی نقشب اللہ بہت مختص

قصائد عرفی۔ محض مصنف مولانا جمال الدین عرفی

قصائد یدر چاچ۔ منشی من فرہنگ مصطلحات

باقی نامہ مطبوعہ مخفی۔

قرآن السعدین۔ منشی مصنف امیر خرم دیوبند۔

۹ ح - سیح

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لا کئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یو دیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

کتابخانه

جامعه

۱. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۲. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۳. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۴. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۵. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۶. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۷. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۸. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۹. در این کتاب که در کتابخانه جامع  
۱۰. در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع

در این کتاب که در کتابخانه جامع







